باسمہ سبحانہ

جواہر مضیہ نیچریہ

خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے
جو اخبار تہذیب الاخلاق میں حدیث صحیح من تشبہ بقوم فھو منھم کو مردود لکھ کر
کفار کے شعائر میں مشابہت ہر قسم کو روا کردیا اور نیز تفسیر القرآن میں فرضیت روزہ ماہ رمضان المبارک و حج بیت اللہ
شریف کا منکر ہو کر فرشتوں کے وجود اور دوزخ بہشت کے موجود ہونیکا بھی انکار کر کے نماز میں استقبال قبلہ کو مشابہت بت پرستی کر
لکھا ہے پھر ہو کر مند ونکے واسطے بیاج لینے دینے کی حلت کا فتویٰ دیکر سارے نبیوں کے معجزات سے منکر ہو کر حضرت مسیح علی نبینا و علیہم
السلام کو بن باپ پیدا ہونیکو جھوٹ مقرر کر کے انکو یوسف نجار کا بیٹا بنا دیا ہے الغرض سب نبیوں کو جھٹلا دیا ہے تو غیرت اسلامی کے
رو سے محمد عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر ہاشمی صدیقی حنفی قصوری نے منقول اور معقول کی سند سے انکار و لکھ کر علماء دین کی تصدیق
سے مزین کر کے چھپوایا ہے کہ بلا قیمت سبکو دیئے جاتے ہیں تاکہ بندگان خدائے عز و جل دھوکہ میں نہ آئیں اور راستی سے انحراف نہ پائیں
اور جو نیچری ہیں وہ بھی اگر نظر انصاف سے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائینگے تو بفضلہ تعالیٰ صراط مستقیم پر آجائینگے اللہ تعالیٰ انکو
جزائے خیر عطا فرمائے ان بھائیوں کو جنہوں نے دو تین جگہ سے اسکے مصارف طبع کی امداد کی خصوصاً ریاست بہاولپور
جہاں سے توسل ایک عالی حسب لطیف النسب رکن ریاست کے نصف لاگت سے زائد مدد پہنچی کیوں نہو یہ ریاست ایسی
فائق ہے کہ جسکو بفحوائے الائمۃ من قریش حکمرانی زیبا ہے اور فیض رسانی میں بھی یکتا ہے موفق
حقیقی جل شانہ اسکے اصول و فروع کو ہر قسم کے نیک کاموں کی
توفیق رفیق فرمائی اور ہر گونہ ناملایم سے بچائے آمین یا
رب العالمین — دو ایک اسلامی ریاستوں میں اور نیز بعض
تحصیلداروں وغیرہم کو جو اس کار خیر میں شمول کے
واسطے ترغیب دی گئی تھی انکی طرف سے جواب تک نہ آیا کسی نے وعدہ کر کے بھلا دیا تو انکو بھی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کی امداد
دین اسلام کی طرف متوجہ کرے کہ عقبیٰ میں یہی بھلے کام کام آوینگے دنیا دنی میں دل لگا کے
سب عیش بیجا ہیں خدائی کام ہمیشہ خوش اسلوبی سے حسن انجام
پاوینگے ۔ خدا خود میر سامان است
ارباب توکل را ۔ فللہ الحمد

مطبوع مطبع گلزار محمدی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد بخدمت عظمت جناب مخدومی و مخدوم الانامی مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری مد ظلہ العالی

پس از سلام مسنون بخدمت مستور معروض ہے کہ ایک عزیز میرا کہ دوست نے پرچہ تہذیب الاخلاق ۱۵ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ

میں ذکر حدیث تشبہ کا پڑھکر حاضرین کے پاس بیان کیا تو بادی النظر میں وہ مضمون مخالف شرع نظر آیا اسلیے وہ

سوال و جواب بعینہ نقل کر کے ارسال خدمت ہے کہ براہ علمائے کلمۃ اللہ آگاہ فرماویں کہ یہ مضمون درست مطابق احکام

دین اسلام ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ اس محنت کا اجر عطا فرماویگا کیونکہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین زیادہ

حد ادب — خادم العلما خلیفہ محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد کنبہ فیروزپور — نقل مضمون نمبر ۱۳۹ احدی عشر

تہذیب الاخلاق ۱۵ ربیع الاول ۱۲۹۹ ہجری مطابق سنہ نبوی —

جناب مخدوم مکرم مولانا سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی زید مجدکم تسلیم کے بعد گذارش ہے کہ حدیث
شریف میں من تشبہ بقوم فہو منہم کے معانی اور اردو میں لوگوں کو نہایت اختلاف ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ
کہتا ہے اس لیے واسطے اطمینان اور تنقیح مراد حدیث کے ضرور ہوا کہ اس کا مورد تحقیق کیا جاوے تاکہ مراد صحیح لفظ تشبہ کی
معلوم ہو جاوے لہذا بعد نیاز خدمت عالی میں گذارش ہے کہ ارشاد ہو کہ اس حدیث کا مورد کیا ہے اور لفظ تشبہ کو
کس امر میں تشبیہ مقصود ہے زیادہ نیاز و تسلیم آپکا خادم — ح

جواب یہ حدیث ابوداؤد میں باب ما جاء فی الاقبیۃ میں نقل کی ہے اور اسکے الفاظ یہ ہیں حدثنا

عثمان بن ابی شیبۃ نا ابو النضر عبد الرحمن بن ثابت نا حسان بن عطیۃ عن ابی منیب الجرشی عن

ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم اول تو ہمکو یہہ بیان
کرنا چاہیے کہ یہہ حدیث ثابت نہیں نہ روایتًا اور نہ درایتًا روایتًا تو اسلیئے ثابت نہیں کہ جو سند اس حدیث کی بیان
ہوئی ہی اس سے اتصال سند کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک ثبوت نہیں ہی کیونکہ جو الفاظ روایت کے ہیں ان سے
ثابت لازم نہیں ہے کہ حسان اور ابی منیب اور ابن عمر کے درمیان میں اور کوئی راوی نہو پس جبکہ سلسلہ تواتر غیر ثابت
ہی تو وہ حدیث فی نفسہ ثابت نہیں ہے اور درایتًا ثابت نہونیکی بہت سی دلیلین ہیں ایک یہہ کہ راوی نے مورد حدیث
بیان نہیں کیا ہی اور لفظ تشبہ کا جو حدیث میں واقع ہی مورد کا نامعلوم ہونے سے کسی حکم لولی یا استنباطی یا دینی کا
فایدہ نہیں دیتا پس مورد اس حدیث کا تحقیقًا معلوم نہیں ہی اور نہ معلوم ہو سکتا ہی۔ ہان اگر اس حدیث کو ثابت
تسلیم کر لیا جاوے تو قیاسًا اسکا مورد قرار پا سکتا ہی جیسا کہ آیندہ بیان ہوگا دوسری یہہ کہ لفظ قوم جو اس حدیث
مین ہی وہ بہی کسی نتیجہ کا فایدہ نہیں دیتا کسی قوم کا ہونا یا کسی قوم کے مشابہ بننا کسی نتیجہ شرعی کو مفید نہیں ہے
ایک انگریزی ایرانی یا افغانی لباس پہنکر اپنے تئین قوم ایران اور قوم پٹہان کے مشابہ کر لیا اور یہہ بہی تسلیم کیا
کہ لوگون نے اسکو ایرانی یا پٹہان سمجہا مگر یہہ اس سے نتیجہ کیا علی ہذا القیاس ایک ہندوستانی مسلمان نے عربی یا
ایرانی یا پٹہانی یا روسی یا انگریزی پوشاک پہنکر اپنے تئین مشابہ ان قومون کے بنایا اور لوگون نے بہی اسکو اسی قوم کا
سمجہا تو پہر اس سے نتیجہ شرعی کیا نکلا تیسری یہہ کہ تشابہ ایک قوم کا دوسری قوم سے بلاشبہ زیادہ تر لباس سے متصور
ہوتا ہی مگر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یورپ کی قوم کا اور خاص روم کی کیتہلک مین جو لباس مروج تہا وہ لباس
پہنا ہی **مشکوۃ** مین بخاری و مسلم سے یہہ حدیث موجود ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین جبہ
رومی بطور عبا یا چوغہ کے ایک قسم کا لباس ہے جسکو تنگ آستینونکا جواب بہی روم کی کیتہلک کے پادری پہنتے ہین اور خاص پادریون کی
پوشاک ہی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تمام یورپ اور شام مین رومی عیسائیونکی سلطنت تہی جو پوپ کے تابع
اسلیئے تمام یورپ کی قومونکو عرب کی زبان مین رومی کہتے ہین جیسا کہ قرآن مجید مین بہی ہے الٓمٓ غلبت الروم اور وہ
سب مذہب مین کیتہلک تہے اور جبہ رومیہ خاص انکی پوشاک تہی **بخاری** کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہودیونکی پوشاک بہی پہنی ہی جیسا کہ حدیث مین ہی فیہ قباء و علیہ جبۃ شامیۃ (ص ۶۴۳) اور جبہ شامیہ خاص
یہود کا لباس تہا جواب تک انکے ربیونکا لباس ہی مسلم احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص

آتش پرستوں کا بھی لباس پہنتا ہی جیسا کہ حدیث عبد اللہ مولی اسماء بنت ابی بکر میں ہی فاخرجت الی جبة طیالسة
کسروانیة (ص ۱۹ اجلد ۲) اور یہ وہ جبہ کسروانی ہی جو بروقت وفات آپ پہنے ہوئے تھے پھر جب بخاری کی کھولتی ہیں تو بسم اللہ
کے بعد ہی یہ عبارت پڑھتے ہیں کتاب اللباس باب قول اللہ عز وجل قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا والبسوا ما طاب لکم وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلة

وقال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطأتک اثنتان سرف او مخیلة پس امام بخاری وغیرہ کے
رد کسی قسم کی پوشاک پہننے سے ممنوع نہیں معلوم ہوتی تو لفظ تشابہ کو مشابہت مذہبی ولباس پر بھی حمل نہیں کر سکتے
چوتھی یہ کہ تمام مسلمان اور صحابہ اور خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار عرب یکساں وہی لباس پہنتے تھے اور
دونوں قومیں جو با اعتبار مذہب کے دو تھیں بالکل ایک دوسرے کے مشابہ تھیں اور کوئی تفرقہ کفار اور اہل اسلام میں تمیز
کا قایم نہیں کیا گیا تھا تو پھر من تشبه بقوم فهو منهم کے کیا معنی کیا عقل سلیم اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ اگر جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لندن میں یا جرمن و ایشیا میں پیدا ہوتے تو انکا لباس ویسا ہی ہوتا جیسا کہ ان ملکوں کے لوگوں کا
ہی پس تشابہ قومی سے کیا نتیجہ شرعی پیدا ہو سکتا ہی پانچویں یہ کہ لفظ تشبہ اور منهم سے خواہ انکے کامل معنی مراد لو یا بعض
اور قوم کے معنی حقیقی ہی جو ہر اسکے فرضی معنی یعنی ایک مذہب کے لوگ لو تو بھی حدیث کے معنی درست نہیں ہو سکتے
کیا ادنی مشابہت سے مثلاً دھوتی باندھنے سے یا لمبی چوٹی رکھنے سے یا بالکل پوری ظاہری مشابہت کر لینے سے باوجود اقرار
توحید و رسالت کے آدمی کافر ہو جاتا ہی حاشا وکلا پس اصل یہ ہی کہ یہ حدیث روایتاً اور درایتاً دونوں طرح پر ضعیف ہی
اگر ہم اسکو صحیح مان لیں تو ہمکو اسکا مورد تلاش کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مورد کے تحقیق کئے اور یا بالتشبہ قرار دئے اسکے معنی قایم نہیں
ہو سکتے مگر چونکہ خود حدیث میں ان دونوں میں سے کوئی بھی مذکور نہیں ہی تو جو کچھ قرار دیا جاوے گا وہ صرف قیاسی ہوگا
جو ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق اسکا مورد یا بالتشبہ جو درحقیقت ایک ہی قرار دیگا بعض عالموں نے مشابہت سے مشابہت
فی خصوصیات الدین لی ہی مثلاً زنار پہننا یا صلیب کا نشان پیشانی پر لگانا یا اعیاد کفار کو بطور عید اختیار کرنا اسمیں کیا
ہو اگرچہ یہ معنی کسیقدر معقول معلوم ہوتے ہیں مگر میں انکو پسند نہیں کرتا اور نہ حدیث کی یہ مراد قرار دیتا ہوں اسلئے
میرے نزدیک قطعیات سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص لا اله الا الله محمد رسول الله پر دل سے یقین رکھتا ہو اسکا کوئی
فعل مع یقین مذکور کے اسکو کافر نہیں کر سکتا ہی پس حق میں جو قول پر ہر رجل کی بحث منحصر تھی اسکو یقین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ المجید قرآنا عربیا غیر ذی عوج یعنی قرآن کو عربی زبان کا جسمین کچھ کجی نہین فرمایا ہے

اور یہ بھی فرمایا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر یعنی اور ہمنے آسان کیا قرآن نصیحت لینے کو پس ہے کوئی نصیحت لینے والا پھر کہین فرمایا اسکو کتاب مبین اور قرآن مبین ارشاد کیا یعنی روشن اور بیان کرنیوالا جس سے صراحت تمام تحقیق ہوا کہ قرآن میں اگرچہ بعض [illegible] چند آیات متشابہات [illegible] تمام علی الخصوص قصص و کلام احکام اپنے ظاہری معنون پر محمول ہو اور معما جیسا [illegible] کی طرح نہین کہ مرادی مخفی معانی پر محمول ہو کہ ایسا ہونا کلام عظمت انجام فصاحت و بلاغت التیام کی شان کو شایان نہین اسلیے اہلسنت بلکہ اکثر فرق امت کا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن مجید کے اخبار جیسا کہ بہشت و دوزخ [illegible] اور قصص انبیا اور معجزات اونکا [illegible] دوزخیونکو زوم جسیم سلاسل و اغلال مین [illegible] وغیرہ مضامین سب حق مین اور ظاہری معنون سے انحراف کر کے باطنی معانی پر محمول کرنا چنانچہ باطنیہ کا [illegible] ہے الحاد ہے کذا فی جمیع کتب العقائد اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف مین ملائکہ و جن و شیطان کی وجود و لوازم جسمیت پر تصریح ہے بلکہ ملائکہ پر ایمان فرض بتایا ہے اور انکار کو کفر فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانونکو بھی حق و لازم الاطاعت بتایا ہے اور حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور ایسی ہی اعتقادات پر نجات اخروی منحصر ہے جیسا کہ صحیح حدیث

مین وارد ہے من قال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ

ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ وان الجنۃ حق وان النار حق ادخلہ

اللہ من ای ابواب الجنۃ الثمانیۃ شاء مشکوۃ ترجمہ [illegible] رسالہ ہذا [illegible] سے ثابت ہے کہ ایسی خوش اعتقاد ضرور ناجی بہشتی ہین پس یہ رسالہ شریفہ جو ایسی دین اسلام کے اصول و مسائل ضروریہ پر مشتمل ہے جنکا ماننا اور کرنے پر نجات اخروی منحصر ہے بلاقیمت تقسیم ہوتا ہے تو نہایت خوش قسمتی ہے ان دینی بہایون کی جو اس رسالہ کو خود بھی بشوق و محبت تمام پڑھین اور اپنے [illegible] وغیرہ دوسری مومنون کو بھی سناوین اور اپنے عقائد کو جانچین [illegible] بہشت [illegible] اور اسکی رضا و خوشنودی جو منتہائی [illegible] ہے حاصل فرماوینگے واللہ ولی

التوفیق والمعین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وحبیبہ

محمد وآلہ وصحبہ اجمعین [illegible] برحمتک یا ارحم الراحمین

علم اجمالی رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ مع ضمیمہ کریمہ

تصحیح اغلاط کاتب

۱	۱	بامنہ	بامنہ	۱۳	۱۱	قرآن کر	قرآن کی آیت
؍	۹	محمد عبد الرحمن	محمد ابو عبد الرحمن	۱۵	۱۱	جنت	جنسیت
۲	۱۵	الفاظ	الفاظ	؍	۱۸	مردو ہو	مردود ہو
؍	۱۶	حُسان	حسان	؍	۲	ابن مجر	ابن مجر
؍	؍	منیب الجرشی	منیب الجرشی	۱۶	۱	زین الحکم	زین الحلم
۴	۳	کتاب اللباس	کتاب اللباس	؍	۲	عین الحلم	عین العلم
؍	۲	زای	زی	؍	۲۱	وحدیث حبیب	واحادیث حبیب
۵	۱۴	اطاع اللہُ	اطاع اللہ	۱۹	۴	مزجاب	مزجاب
؍	۱۱	سوقوم	مرقوم	؍	۲	مَنْ کَیْسَ	مَنْ کَیْسَ
؍	۱۸	فائدہ	غلط مدہ	؍	۲۱	مضائی	قضائی
۸	۲	غیر سدید	غیر سدید ہے	؍	؍	تشریف	تشریف
؍	۱۱	فما القوہم	فما العزہم	۲۲	۹	مطلب پر تخصیص کر رہے	اس مطلب پر تخصیص کر رہے ہین
؍	۱۹	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ				
۹	۴	عاشور	عاشورا	؍	۱۲	سدارج	مدارج
۱۰	۱۸	ہن عباس	ابن عباس	؍	۱۸	انصفاف	انصاف
۱۲	۱	جانتا	جانتا	۵	۴	آلرَدَّۃ	آلرِدَّۃُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۹	العیاذا	العیاذ
۳۳	۱۱	بالافُقِ	بالافُقِ
〃	۲۱	〃	〃
۳۷	۸	علیحدہ	علٰحدہ
۳۸	۹	〃	〃
۴۱	۸	فقہا ومحدثین	فقہا ومجتہدین
۴۳	۱۰	بڑی ہی	بُری ہے
〃	۱۳	ہذیانات	ہذیانات
۴۶	۱۲	تخالف	تخلف
۴۹	۱۴	بنیات	بینات
۵۱	۹	ابری	ابریٔ
۵۵	۹	وماتے	فرماتے
۵۹	۱۲	دمن یکفر	ومَن کَفرَ
〃	۱۵	ہی	بھی
۶۰	۱۰	طوبی	طوبیٰ
〃	۲۱	احادیث کی کتابوں نیز	فقہ کی کتابون مین
۶۸	۷	محمد کوہر	محمد گوہر
۶۹	۱	المعتصمین	المعتصمین
〃	۱۲	المتشبہ المتشابہ	المتشبہ والمتشابہ
۷۱	۲	کیطرف سو ہوئے پر	کیطرف ہونے پر
۷۲	۲	وماروں کذلک	وماروں وکذلک
〃	۸	احصنت	احصنت
〃	۱۵	کبیرا	کبیرًا
۷۷	۱۶	الفاظ	الفاظ
۷۹	۱۴	المناص	المناص
۷۹	۲	التعقب	التعقیب
۸۰	۱۶	کُنتُ	کُنتَ
۸۱	۲۱	ہونے	ہوتے
۸۳	۵	المناص	المناص
۸۸	۲	وراج	رواج
۹۰	۷	اشارۃ	اشارۃ
۹۱	۱۲	چیز ہونیکا	چیز کے ہونیکا

تمت

اعلان

یہ رسالہ شریفہ چونکہ بلا قیمت تقسیم ہوتا ہے اسلیے ان مسلمانون بہایون کو جو بیرونجات سے اسکے مطالعہ اور درس کرنے کے مشتاق ہین اعلان دیا جاتا ہی کہ جنکو ضرورت ہو ٹکٹ ڈاک قیمتی ایک آنے کا بہیجکر منگوالیین کہ وہ ٹکٹ ہم فلٹ پر لگا کر انکے نام روانہ کیا جاویگا اور ایک رسالہ نام ہدیۂ اثنا عشریین جسمین صحابہ کبار اور اہلبیت اطہار کے مناقب ہین وہ بہی موجود ہے اسپر بہی ایک آنہ کا ٹکٹ لگکر روانہ ہوگا جنکو بکار ہو منگوالے کہ بلا قیمت ہے

العبد

محمد عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ له

لوگ دوسری قوم کے ساتھ تشبہ کرنا جو دوسری قوم کی خصوصیات الدین و شعائر الکفر کالزنار و الصلیب یا لاعیاد وہ کافر نہیں مسلمان ہی
کیا ہم قوال وغیرہ میں انکو ہندو وغیرہ سمجھو نہیں اور نوروز میں انکو پارسی کو وہ سمجھو نہیں اور بڑے دن میں انکو عیسائی وہ انکو ان سے
علم اور معاشرت و تمدن کی خوشی حاصل کر کر کافر ہو جاوینگے نعوذ باللہ من ذلک اگر در حقیقت ہمارا مذہب اسلام ایسا ہی
ہوتا ہو تو بڑی کی بات ہے کہ تمام غیر ساری گی ایک نہ ایک دن انکو ذبح ہونا ہو حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کا جو لوگوں میں
آئندہ سے قول ہوگا کیونکہ میرے نزدیک اسکا حدیث ہونا ثابت نہیں ہو کوئی صحیح سند بجز ایک کے وہ بھی قابل بنا
قرار نہیں پا سکتا ہے اور وہ بھی صرف دو صورت ہے و حام بعض حالات میں جوت از دحام واقع ہو اور مختلف قوموں کے مردے
گڈمڈ ہو جاویں تو حکم من تشبہ بقوم فہو منہم کا جاری ہوگا یعنی لاشوں میں جو علامت جس قوم کی مشابہ ہوگی وہ اسی
قوم کی شمار ہوگی اور اسکی تجہیز و تکفین اسی طریق کیجاویگی در مختار میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی لاشیں پہچاننے کی
چار علامتیں ہیں خضاب اور سیاہ لباس اور حلق عانہ اور ختنہ میں سمجھتا ہوں کہ از دحام کے جسقدر احکام ہیں ان
کی کتب فقہ میں منبع ہیں وہ اس قول کی بنا پر ہیں پس میری دانست میں یہی مورد اس قول کا اور یہی
مراد اس قول کی ہے و ہذا اعتقادی و علی ہذا مضی والسلام۔ راقم سید احمد

الجواب واللہ ملہم للصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اور ستائش خالق ذوالجلال والاکرام کے لائق ہے جس نے خلیفہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنی اطاعت و امتثال امر فرمایا کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور
جو اطاعت کرے رسول کی اسنے اطاعت کی اللہ کی
حدیث کی مخالفت اور اسکو ترک اور نفاق کی اشاعت میں محمدوں کو سخت ذمہ کا مستحق عذاب
دوزخ بنایا کہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ اور بیشمار درود ان گنت سلام سید الرسل ہادی
السبل رسول الخواص والعوام پر نثار ہوں جنہوں نے اپنی امت کو اتباع سواد اعظم اور جمہور علماء کرام کے لئے تاکید و تشدید
ترغیب و تحریص فرمائی اور اسکے خلاف میں تہدید و وعید فرمائی کہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ
من شذ شذ فی النار۔ رواہ ابن ماجہ و ابن ابی عاصم فی کتاب السنۃ کذا فی المشکوۃ وفعلیہ علی الدوسیہ

من الصلوات افضلها ومن التحیات اکملها۔ اما بعد واضح رہے کہ خان صاحب بہادر کا جواب بچند وجوہ مخالف
شرع اور خلاف اصل و فرع ہے وجہ پہلی وجہ مخالفت شرع کی یہہ ہے کہ اس حدیث کو بسبب روایت کے غیر ثابت لکھا ہے اور دلیل
اسکی یون بیان کی ہے کہ جو سند اس حدیث کی بیان ہوئی ہے اس سے اتصال سند کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تک ثبوت نہیں کیونکہ جو الفاظ روایت کے ہیں انسے یہہ بات لازم نہیں ہے کہ حسان اور ابی منیب اور ابن عمر کے درمیان
میں اور کوئی راوی نہو پس جبکہ سلسلہ روایت غیر ثابت ہے تو وہ حدیث فی نفسہ ثابت نہیں ہے انتہی بلفظہ اس تحریر سے معلوم ہوا
ثابت ہے کہ خان صاحب بہادر کو علاوہ ناواقفیت علم اصول حدیث کے صرف مدعا کو مدلل کرنیکا بھی ڈھب نہیں آتا ہے کیا معنی کہ اگر
بقول خان صاحب بہادر اس حدیث کے الفاظ روایت سے اور راوی کا درمیان میں نہونا لازم نہیں آتا تو پایا گیا کہ کسی اور راوی
کا درمیان میں ہونا ممکن ہے تو اسکا وجود راوی سے ایک حدیث موجود ثابت کتب معتبرہ حدیث اور مسلم و مقبول علماء
حدیث و فقہ کو کون عاقل و منصف تسلیم کریگا کہ یہہ حدیث غیر ثابت ہے بلکہ حدیث کو غیر متصل ثابت کرنیکو لازم واجب ہے کہ
اول یقیناً ایک راوی کا درمیان میں متروک ہونا ثابت اور متحقق کیا جاوے پھر جب ثابت ہو کہ تابعی نے ایک راوی کا
ذکر نہیں کیا ہے تو تب اس حدیث کو بمقابلہ متصل مرسل کہتے ہیں اور حدیث مرسل بھی امام اعظم اور امام مالک رضی اللہ عنہما
کے نزدیک مقبول ہے کیونکہ جو راوی درمیان سے متروک ہوا ہے وہ ثقہ و معتمد تھا اسلئے اسکا ذکر ضروری نہ سمجھکر چھوڑ دیا
اور اگر وہ راوی متروک معتبر نہوتا تو اسکا ذکر لازم آتا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی حدیث مرسل مقبول ہے اگر کسی
دوسری وجہ سے قوت حاصل کرے اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ایک قول میں حدیث مرسل مقبول ہے اور دوسرے قول میں
اسمین توقف لازم ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مقدمہ ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے جسکی اصل عبارت عنقریب
منقول ہوتی ہے پس اگر بالفرض یہہ حدیث مرسل یعنی غیر متصل ثابت ہو جاوے تو بھی اکثر ائمہ مجتہدین کے نزدیک مقبول
ہے اسکو غیر ثابت کہنے والا ظلوم و جہول ہے باقی رہا یہہ کہ اس حدیث کے راوی امام ابو داؤد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے درمیان پانچ ہیں تین میں سے حسان بن عطیہ تابعی ثقہ فقیہ عابد نے ابی منیب تابعی ثقہ سے اور ابی منیب تابعی ثقہ
نے حضرت ابن عمر مشہور جلیل القدر صحابی ہیں رضی اللہ عنہم بلفظ عن روایت کی ہے جس سے خان صاحب بہادر کو وہم ہوا کہ شاید یہہ
حدیث معنعن ہے اور معنعن حدیث متصل نہیں ہوتی بلکہ مرسل ہوتی ہے تو اس وہم سے اس حدیث کو غیر ثابت لکھدیا سو یہہ بھی
انکی علم اصول حدیث سے ناواقفیت ہے کیونکہ بعض محدثین نے جو معنعن کو مرسل کہا ہے تو وہ غیر صحیح ہے اور صحیح قول جمہور

[illegible]

جمہور محدثین اور فقہا اور اصولیین میں یہ ہے کہ حدیث معنعن متصل ہوتی ہے بشرطیکہ راوی جسنے لفظ عن سے روایت کی
ہے مدلس نہو اور نیز جن راویوں میں عنعنہ واقع ہوا ہے ہوئی ہے ملاقات باہمی کا امکان ہو جیسا کہ مقدمہ **صحیح بخاری**
مطبوعہ مطبع احمدی میں لکھا ہے جسکی اصل عبارت بھی حاشیہ پر مسطور ہوتی ہے پس حسان بن عطیہ اور ابی منیب دونو
تابعی ثقہ ہیں جو اکثر تابعین سے اور صحابہ سے بھی روایت کرتے ہیں اور مدلس نہیں ہیں جیسا کہ **تقریب التہذیب** میں
انکی تعریف ہے جو حاشیہ پر بجنسہٖ ثبت ہوتی ہے پھر جب ایک تابعی ثقہ فقیہ عابد یعنی حسان بن عطیہ ہے دوسرے تابعی ثقہ
سے جسکا نام ابی منیب ہے روایت کی اور ابی منیب تابعی ثقہ نے حضرت ابن عمر جلیل القدر صحابی سے روایت کی تو خبر متصل
کہاں رہی بلکہ بالیقین یہ حدیث متصل اور ثابت نکلی اور سوا اسکے مسند امام احمد اور سنن **ابو داؤد** میں یہ حدیث موجود
ہونا جیسا کہ صاحب **مصابیح** اور صاحب **مشکوٰۃ** نے بھی اسپر تصریح کی ہے مؤید ہے اسکا کہ یہ حدیث صحیح بھی ہے کیونکہ امام ابو داؤد
سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ لاکھ حدیث سے جو انکو یاد تھیں انتخاب کر کے سنن
ابو داؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیث درج کی ہیں جو انکے نزدیک صحیح اور قریب بصحیح تھیں جیسا کہ محدث دہلوی نے مقدمہ ترجمہ
مشکوٰۃ میں لکھا ہے جسکی اصل عبارت حاشیہ پر مسطور ہوتی ہے اور نیز **شیخ عبد الحق** محدث دہلوی **مدارج النبوۃ** کے
وصل لباس میں ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور **ترمذی** کی یہ حدیث
ہے کہ لیس منا من تشبہ بغیرنا انتہی اور نیز خلفاء راشدین اور سب علماء مجتہدین اور اکابر محدثین اس سے حکم شرعی جان
کر گئے ہیں چنانچہ آئندہ مذکور ہوگا تو ایسی حدیث متصل ثابت صحیح معمول الائمہ مسند الامہ کو غیر ثابت اور مردود کہدینا جیسا کہ
خانصاحب بہادر نے لکھا ہے کسی دیندار کا کام نہیں **دوسری** اور خانصاحب بہادر کے جواب کی خلاف شرع ہونیکی یہ ہے
کہ وہ لکھتے ہیں کہ راوی نے مورد حدیث بیان نہیں کیا ہے اور لفظ تشبہ جو حدیث میں واقع ہے مورد حدیث کے
نہ معلوم ہونے سے کسی حکم مدلول یا استنباطی یا قیاسی کا فائدہ نہیں دیتا **پس** مورد حدیث کا تحقیقاً معلوم نہیں
اور نہ معلوم ہو سکتا ہے انتہی فقیر کہتا ہے کہ حدیث کا مورد یا معنے معلوم ہونا راوی کے بیان پر ہی موقوف نہیں
ہیں کیونکہ احکام شرعیہ منصوصات قرآن و حدیث ہیں اور بہت سے احکام مجتہدین اسلام کے استنباط سے ظاہر ہوتے ہیں
جو وہ بھی باجماع امت مسلمات سے ہیں اور اس حدیث کا نزول تو آیات کثیرہ و احادیث صحیحہ صریحہ کے مطابق بہت
عمدہ طور سے ثابت ہے جو علماء دین نے بیان کیا ہے اور اہل علم اسکو بخوبی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے تو

خانصاحب بہادر کو اس حدیث کا مورد معلوم ہو نہیں یا عناداً و استکبارا اس سے انکار کرنے سے حدیث بیفایدہ نہیں ہو سکتی
ہے صرف فہمید غیر سند یہ تیسری وجہ خانصاحب بہادر کو جواب کے خلاف شرع ہونیکی یہہ ہے کہ وہ لکھتے ہین کہ اگر ایک ہندو نے
مسلمانان روسی یا انگریزی پوشاک پہنکر انہو تین مشابہت اس قوم کے بنایا اور لوگون نے بھی اسکو اسی قوم کا سمجھا تو
پھر اس سے نتیجہ شرعی کیا نکلا انتہی بقدر الحاجۃ فقیر کہتا ہے کہ اس جگہہ پر خانصاحب بہادر کا کفار کے مشابہ ہونے مین نتیجہ
شرعی کا انکار کرنا شرع سے بالکل فرار کرنا ہے کیونکہ جس مسلمان نے کفار سے ایسی مشابہت کی کہ جس سے وہ اس قوم مین
سمجھا گیا تو بیشک اسکا نتیجہ شرعی یہہ نکلا کہ وہ شخص مشابہت کرنیوالا اللہ تعالے اور اوسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کا سخت بیفرمان اور مخالف ہوا اسلئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکی اطاعت اللہ تعالے کی
اطاعت ہے اپنی امت کو کافرون کے شعار مین یعنے جس سے انکی شناخت ہو تشبیہ کرنے سے ممانعت فرمائی ہے
جیسا کہ بہت سی صحیح حدیثون سے یہہ بات ثابت ہے چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ
وغیرہم کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبَغُوْنَ
فَخَالِفُوْهُمْ اور سنن نسائی و جامع ترمذی وغیرہا مین یون بھی آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے غَیِّرُوا الشَّیْبَ
وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ یعنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاری نے جو ترک خضاب کو اپنا شعار
کیا تم ونکا خلاف کرو یعنے بالون کو خضاب لگاؤ اور کفار سے مشابہ نہ بنجاؤ و تشبیہ صرف سیاہ خضاب کا امر نہین بلکہ سرخ
وسیاہ شامل ہر دو اور صرف سرخ کا بھی حکم ہے کذا جاء فی الاحادیث وکذا فی شروح البخاری و مسلم وغیرہا من کتب
الدینیۃ اور نیز بخاری او مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم کی حدیث مین وارد ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے رافع بن خدیج نامی صحابی نے پوچھا کہ ہمارے پاس اگر کارد نہو تو کیا نیز کلک اور سرکنڈا سے ذبح کر لیا
کرین تو آپنے جواب دیا کہ جو چیز خون کو جاری کر دے اور خدا کا نام اوپر لیا جاوے تو تو اوسے کہا لو مگر دانت اور ناخون
یعنے ان دونون سے ذبح منع ہے اور مین تمہین اس ممانعت کی وجہ بتاتا ہون دانت اسلئے کہ وہ استخوان ہے اور ناخون
اسلئے کہ وہ حبشیون کی کارد ہے یعنے حبشی کافر اور نصاری ہمیشہ ناخون سے ذبح کرنا انکا شعار ہے پس اس سے
ذبح کرنے مین کافرون سے تشبیہ لازم آتی ہے اور انکو کفار کی تشبیہ سے ممانعت ہو چکی ہے بلکہ مسلمان کافرون کی مخالفت
پر مامور ہین جیسا کہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری اور نووی نے شرح صحیح مسلم اور طیبی نے شرح مصابیح اور نہایہ اور

مجمع البحار شرح صحاح ستہ اور مرقات اور اشعۃ اللمعات مشکوٰۃ کی شرحوں وغیرہا مین لکہا ہے اور نیز صحاح وغیرہا مین لکہا ہے کہ حضرت موسیٰ کی محبت اور دوستی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشورہ کا روزہ رکہا کرتے اور صحابہ کو بہی اس روزہ کا امر فرماتے تہے پہر صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد اور سنن ابن ماجہ اور مصابیح اور مشکوٰۃ المصابیح وغیرہا مین بروایت حضرت ابن عباس آیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کی گئی کہ عاشورہ کے دن کی یہود و نصاریٰ بہی تعظیم کرتے اور اسمین روزہ رکہتے مین تو آپنے ارشاد کیا لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع یعنی اگر مین سال آیندہ تک زندہ رہا تو نوین تاریخ بہی عاشورہ کے ساتہہ روزہ رکہونگا تا کہ کفار کے ساتہہ تشبیہ نہو قاضی عیاض نے صحیحین کی شرح مین اور امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین اور ابن اثیر کے نہایہ اور علامہ محمد طاہر کی مجمع البحار اور مرقات اور اشعۃ اللمعات وغیرہا مین یون ہی لکہا ہے مجمع البحار مین معتبرات سے یہہ بہی لکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام مین اہل کتاب کی موافقت کو انکی تالیف قلوب کی لئے پسند فرماتے تہے پہر جب حق ظاہر اور غالب ہوا اور وہ لوگ عناد و رزی کی تو آپنے بہی انکی مخالفت اختیار فرمائی جیسا کہ آپنے فرمایا کہ آیندہ سال انکی مخالفت کے واسطے نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہینگے یہہ ترجمہ ہے عبارت مجمع بحار الانوار کا اور اصل عبارت بہی حاشیہ پر مرقوم ہوتی ہے اور محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ مین لکہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس محرم کے دوسرے محرم تک دنیا مین نرہے بلکہ ربیع الاول مین قبر مطہر کے روضہ منورہ مین خلوت فرما ہوگئے پہر محدث دہلوی محمد عبد الحق مدارج النبوۃ مین لکہتے ہین کہ آنحضرت فتح مکہ کے بعد فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک مین زندہ رہا تو نوین کا روزہ رکہونگا یعنی نوین تاریخ کو عاشورا کے ساتہہ ملاؤنگا مقصود اس سے اہل کتاب کی مخالفت تہی کہ وہ ایک عاشورا کا ہی روزہ رکہا کرتے تہے اور مسند امام احمد اور بزار مین بروایت حضرت ابن عباس آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عاشورا کا روزہ رکہو اور یہود سے مخالفت کرو کہ عاشورا سے پہلے اور پیچہے بہی روزہ رکہو کذا فی سفر السعادۃ یہہ ترجمہ ہے عبارت مدارج النبوۃ کا اور اصل عبارت بہی حاشیہ پر مسطور ہوتی ہے اور نیز صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد غلام نافع سے روایت آئی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی مسکین کے سوا طعام نہین کہایا کرتے تہے پس ایکدن مین ایک شخص کو لے آیا کہ انکے ساتہہ کہانا کہاوے پس اس نے

کہانیکو بہت کہایا تو اسپر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے نافع اسکو پہر میرے پاس نہ لانا یعنی اسلیے کہ یہہ کافر کی
صفت سے جو بہت کہاتا ہے متصف ہے اور مومن اس سے بچا گیا ہے جو کافر کی صفت سے متصف ہے پہر حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما نے اسپر یہہ دلیل بیان کی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ یَأْکُلُ فِیْ
مِعًی وَاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَأْکُلُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن ایک انتڑی
میں کہاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کہاتا ہے قسطلانی شرح بخاری میں ہے بہت کہانیکو کافر کی صفت بنانے
میں اس آیت قرآنی سے تائید کی ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَأْکُلُوْنَ کَمَا تَأْکُلُ الْاَنْعَامُ
وَالنَّارُ مَثْوًی لَّہُمْ یعنی کافر نفع اٹھاتے اور کہاتے ہیں جیسا کہ چوپائے کہاتے ہیں اور بازگشت انکی آگ دوزخ
ہے یہہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ یہہ مومن اور کافر کا کہانیکی حدیث صحیح مسلم اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ
اور طبرانی میں بہی ہے فقیر کہتا ہے کہ سنن دارمی وابن ماجہ وغیرہما میں بہی یہہ حدیث موجود ہے او مقصود اس سے
یہہ ہے کہ مومن کی شان طلب حلال اور ترک دنیا اور قناعت ہے اور اکثر مومنین ایسے ہی ہوتے ہیں اور کافر کو حرام
حلال کی حرص اور طمع ہے اور اکثر کفار ایسے ہی ہوتے ہیں کذا فی شروح الصحیحین وغیرہما اور نیز قسطلانی شرح
صحیح بخاری اور مشکوۃ المصابیح اور شعب الایمان بیہقی میں بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لائی ہیں کہ آپنے ایک غلام کے مول لینیکا ارادہ کیا پس اسکے آگے کہجورین ڈالین
پس غلام نے بہت کہائین تو آپنے فرمایا کہ بہت کہانا بے برکتی کی علامت ہے اور حکم کیا کہ اس غلام کو لوٹا دو یعنی
ہم نہین خریدینگے بہت کہانیمین کفار کی مشابہت ہے کذا فی شرح المشکوۃ پس آپ ان احادیث صحیحہ سے صراحۃً
اور دلالۃً مضامین ثابت اور متحقق ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب اور دیگر کفار سے مشابہت
کرنی اور نیز فرق کی صفت سے متصف ہونا ناپسند تہا اور امت جمعہ کو اس سے روکتے اور منع فرماتے ہیں کہ کفار کے شعار
میں انکی مشابہ بنو اور انکی صفت سے متصف نہو جیسا کہ حدیث سنن ابو داود اور مسند امام احمد حنبل و مصابیح و
مشکوۃ المصابیح وغیرہا میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آئی ہے کہ آپنے فرمایا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ کا یہی
مطلب ہے یعنی نیکو کاروں کی تشبیہ اور مانند بننے کی اس حدیث میں ترغیب ہے اور بدکاروں کی تشبیہ سے ترہیب ہے
یعنی فرمایا ہے کہ جو شخص کافروں اور فاسقوں کے شعار میں انسے مشابہ ہے گا گناہ میں انکا شریک ہوگا اور جو

نیکون یا بدون انکو ساتہہ مماثلت اور مشابہت پیدا کریگا ثواب اور نیکی مین انکا ساتھی ہوگا کذا فی المرقات
واشعۃ اللمعات و مجمع البحار وغیرہا مولانا قاری مرقات مین اس حدیث شریف کے ذیل مین ایک غریب حکایت عجیب اور
روایت لکہتے ہین جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ جب منتقم حقیقی نے فرعون اور فرعونیون کو غرق کیا تو ایک مسخرہ جو حضرت موسی علی
نبینا علیہ السلام کے لباس اور بول چال مین نقلین کرکے فرعون اور اوسکی قوم کو ہنسایا کرتا تہا وہ غرق ہونے سے
بچ رہا اسپر حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے حضور مین باریتعالی کے عرض کی کہ اے میرے رب یہہ مسخرہ تو
مجہکو سب سے زیادہ ستاتا تہا اور قوم مین سے پیش آتا تہا یہہ غرق ہونے سے کیونکر بچا تب حق تعالی نے حضرت موسی علی
نبینا وعلیہ السلام سے فرمایا کہ اس مسخرہ کو ہمنے اسلئے غرق نکیا کہ یہہ لباس وغیرہ مین آپسے مشابہت رکہتا تہا اور دوست
اپنے دوست کے ہم شکل کو بہی عذاب نہین کرتا ہے اب غور کرو کہ جسنے برے ارادے سے خدا کے دوست سے مشابہت کی تو اسکو
ظاہری نجات ملی اور بسا اوقات یہہ مشابہت ایمان اور اتباع کا ذریعہ بنکر معنوی نجات بہی دلا دیتی ہے
پس کیا خوش قسمتی ہے انکی جو ادب اور تعظیم کے ارادے سے نبیون اور ولیون سے مشابہت کرتے اور انکی ہمشکل
بنتے ہین یہہ ترجمہ ہے عبارت مرقات شریف کا اور اصل عبارت بہی حاشیہ پر منقول ہوتی ہے پس اب بمقابل اسکے
یہہ بہی ثابت ہوا کہ کیا بدقسمتی و شقاوت ہے انکی جو مسلمان مین سے ہوکر محبت اور پیار کے رو سے کافرونسے
مشابہت کرکے ان مین سے بنجاتے اور لوگون کو معلوم کراتے ہین اور اونسے بڑھکر بڑے تعجب کی بات ہے جو
مسلمانون کو ایسے برے کامونکی اجازت فرماتے او رحقتعالی اور اسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں
شرماتے ہین اللہ تعالی نیک سمجہہ نصیب کرے اب باقی رہا یہہ کہ مشابہت پیار اور محبت کا نتیجہ ہے یعنی آدمی
جسسے دوستی اور پیار رکہتا ہے اور جسکی مجالست اور موانست کو پسند کرتا ہے اوسی سے مشابہت پیدا کرتا ہے اور اسکا
پیرو بنتا ہے اگرچہ یہہ بات ایسی ظاہر ہے کہ تفصیل اور دلیل کی محتاج نہین مگر تاہم اتنا لکہہ دیتا ہون کہ مولانا
قاری زین المجالس شرح عین العلم اور نیز مرقات شرح مشکوۃ مین اور علامہ محمد طاہر فتنی مجمع البحار شرح صحاح ستہ
مین امام غزالی علیہم الرحمۃ سے لائے ہین وقال الغزالی مجالسۃ الحریص ومحادثتہ تحرک الحرص ومجالسۃ الزاہد
تزہد فی الدنیا لان الطباع مجبولۃ علی التشبہ والاقتداء انتہی یعنی حریص سے مجلس کرنی اور ملنا جلنا حریص
بنا دیتا ہے اور تارک دنیا سے ملنا دنیا کی ناپائداری جتا دیتا ہے کیونکہ طبیعتون کی جبلت تشبہ اور پیروی پر ہے

پس جب مشابہت ثمرہ ہوا محبت اور مجالست کا تو اب جاننا چاہیئے کہ ہم مسلمان کفار اور فجار کی محبت اور
پیار سے منع کیے گئے ہیں اور مومنوں سے اخلاص محبت کہنے پر مامور ہیں جیسا کہ ابتداء سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ

فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ یعنی مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ پکڑیں اور جسنے ایسا کیا تو خدا کو دین اور دوستی میں نہوا مگر جب تم کو اندیشہ ہو یعنی تب اپنی دوستی کا اظہار کرو نہ دلسے اور خدا تمکو اپنے نفس سے ڈراتا ہے یعنے اگر کافروں سے دوستی رکہو گے تو خدا تمپر غضب کریگا) اور خدا کی طرف ہی لوٹنا ہے یعنی پس تمکو قیامت میں بدلا دیگا کذا فی الجلالین وغیرہ اور یہی جلالین و حسینی وغیرہما میں لکہا ہے کہ ابتداء اسلام میں کفار کو ڈر سے یا دار الحرب میں کافروں سے زبانی دوستی کے اظہار کا حکم ہے پر تفاسیر معتبرہ میں مثل تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کبیر وغیرہا کے لکہا ہے کہ کافروں سے میل ملاپ تین قسم ہے ایک تو یہ کہ انکے کفر کو اچھا جانکر انسے دوستی رکہنا اور یہہ قسم دوستی کا تو کفر ہے کیونکہ الرضاء بالکفر کفر مشہور ہے اگر کوئی مسلمان کافروں سے ایسی دوستی رکہے تو اسلام سے خارج ہو کر کافر کہلاویگا دوسرا یہہ کہ معاملہ اور معاشرت کے طور پر کافروں سے دنیا میں لین دین رکہنا اور یہہ منع نہیں ہے تیسرا قسم جو دونو قسموں کے درمیان ہے یہہ ہے کہ کافروں سے محبت اور رغبت کرنی اور دوستی یا قرابت کے لئے انکی مدد کرنی یہہ قسم اگرچہ کفر نہیں مگر منع اور ناروا ہے تا کہ یہہ محبت کافروں کے طریق کی پسندیدگی اور انکے دین پر رضامندی

کیطرف کہینچ نہ لیجاوے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر انکو دوست بناوے اسلئے تہدید سے فرمایا کہ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ

فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ یعنی جسنے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کی تو خدا کے دین میں سے کچھ نہیں ہے یہہ ترجمہ ہے عبارت تفاسیر کا اور اصل عبارت تفسیر نیشاپوری کی جو مختصر ہے حاشیہ پر مسطور ہوتی ہے دیکہو اب اس آیت اور تفاسیر کی تقریر سے جو وہی قرآن و حدیث سے ہی مستنبط ہے اس حدیث شریف متنازع فیہ کے معنی کیسے درست اور ٹہیک ٹہیک ذہن نشین ہوگئے کہ جسنے مسلمانوں کی محبت چھوڑ کر کافروں کے دین کو اپنے لئے پسند کرکے انسے مشابہ بنا تو وہ ان کافروں سے ہی ہوا اور جو صرف محبت کے طور پر انسے تشبہ کرے تو وہ بھی سخت گناہگاری میں انکا شریک ہوا پس اس حدیث کے روایۃً و درایۃً صحیح اور درست ہونے میں کسی مسلمان کا اتفاق

[illegible]

[illegible]

کچہہ بہی شک نرہا اب ایک دو آیتین اور بہی لکہدیتا ہون سورہ مائدہ مین ارشاد ہو یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّہُمْ مِّنْکُمْ
فَاِنَّہٗ مِنْہُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست
نہ پکڑو یعنی انکی مدد پر بہروسا نکرو اور انسے دلی محبت نرکہو او وے اپنی اپنی قوم کے دوستدار مین اور جو
تم سے دوستی کریگا انکے ساتہہ وہ انہین سے ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ یہود و نصاریٰ سے
دوستی رکہنی گویا انکے مانند بننا ہو اللہ تعالیٰ کیطرف سے بہت بہت ڈرانا اور دہمکانا ہو تاکہ اہل اسلام دینی دشمنون
سے کنارہ کرین اور انکے ساتہہ دوستانہ میل جول نرکہین چہ جائیکہ انکو دلی محبت ہو کذا فی التفسیر الکبیر والنیشاپوری
وابی السعود وغیرہا اب اس آیۃ مبارکہ سے یہی ثابت ہوا کہ جسنے کفر کو پسند کرکے کافرون سے دوستی کی تو وہ بعینہ
کافرون مین سے ہوا اور اسکے حق مین فَاِنَّہٗ مِنْہُمْ حقیقۃً راست آیا اور جسنے صرف دلی محبت کی تو وہ گنہگار
سخت ہوا اور تنبیہاً اسپر فَاِنَّہٗ مِنْہُمْ وارد ہوا پس یہی حال ہو حدیث مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ کا غور
کرینگے اہل اسلام کو قرآن کی وَمَنْ یَّتَوَلَّہُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْہُمْ اور حدیث مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ مین
کیسی عمدہ مطابقت معلوم ہوتی ہو اور تفصیل اس محبت کی اوپر گذر چکی ہو کہ محبت کفار جو دین مین خلل انداز ہو
وہ ناروا ہے اور یہہ بہی یقین ہوتا ہو کہ جسنے اس حدیث کا انکار کیا اسنے قرآن کی آیت کا بہی بیشک انکار کیا
اللہ تعالیٰ خاک انصاف بیجا در کو ہدایت کرے کہ شرع اسلام کے نسخ مسخ کرنے پر نہ آجائین واللہ ہو الموفق پہر اسی
سورہ مائدہ مین تلقین فرمائی ہو یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ہُزُوًا وَّلَعِبًا
مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی
اے ایمان والو جو تمہارے دین کو مسخری کرتے اور کہیل سمجہتے ہین اہل کتاب اور دوسرے کافرون سے انسے دوستی
نکرو اور اللہ سے ڈرو یعنی اس کفار کی دوستی سے اگر تم سچے ایماندار ہو یعنی اہل کتاب اور دوسرے کفار جو تمہارے
برحق دین سے ٹہٹہا مسخری کرتے ہین اور تم انسے دوستی کرو تو یہہ بات عقل اور مروت کے بہی برخلاف
ہو کذا فی التفسیر الکبیر والتفسیر النیشاپوری وغیرہا لیکن ایماندارون کو ایسے کافرون سے بموجب مطلب مردود شون
کا سا معاملہ کرنا بہی ناروا ہو اسی غرض سے یہ تہدید فرمائی کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ورنہ ایسے

کافرون سے محبت دل اور زبان کے ساتھ جمع ہی نہین ہو سکتی ہی کذا فی تفسیر ابی السعود ومفتی الشرقی
وغیرہ دیکھو تو اب اس آیت شریف مین بھی اہل کتاب سے مشابہت کرنیکو بالغ وجوہ منع فرمایا ہی پہر سورہ ہود
کے اخیر ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ
أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ. یعنی اور تھوڑی بھی رغبت اور محبت نکرو انسے جو ظالم ہین تب تمکو لگیگی آگ
دوزخ کی اور کوئی نہین تمہارا اللہ کے سوا مددگار پہر کہین مدد نہ پاؤگے تفاسیر مشہورہ مین مثل ابو السعود
اور مدارک اور جلالین اور کمالین اور بیضاوی وغیرہا کے لکھا ہی کہ کافرون اور فاسقون سے
دوستی اور مداہنت نکرو یا انکے کامون پر راضی نہو اور تھوڑی بھی رغبت انسے انکی مانند لباس نہ پہنو اور
وضع مشابہ نہو اور خوبی سے انکا ذکر نکرو کہ اسمین تم دوزخ کا عذاب پاؤگے اگرچہ ان آیات سے مطلب خوب
بخوبی ثابت ہوگیا ہی مگر برکت حاصل کرنیکے لئے یہان پر بھی کچھ احادیث مبارکہ کا ذکر مناسب ہو کر لکہا
جاتا ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے
ایک مرد نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا فرماتے ہین اس شخص کے
حق مین کہ جسنے ایک قوم سے محبت رکھی اور اون سے نہین ملا یعنی باہمی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا یا درجہ
مین انکے برابر نہین تب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی وہ شخص اسکے ساتھ
ہی جسکو دوست رکھتا ہی اس صحیح حدیث مین نیکوکارون اور علماء پرہیزگار اور اولیا کے دوستون کے لئے
بشارت ہی کہ وہ قیامت کے دن اپنے محبوبونکے زمرہ مین اٹھینگے اور انکے ساتھ ہونگے انشاء اللہ تعالی
کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی ومجمع البحار وغیرہما ونعم ما قیل ؎ یکزمانہ صحبت با اولیا * بہتر از صد سالہ
طاعت بے ریا * گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی * چون بصاحبدل رسی گوہر شوی * صحبت صالح ترا صالح
کند * صحبت طالح ترا طالح کند * اور مولانا قاری مرقات شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ ظاہر اس حدیث کا
عموم ہی کہ شامل ہو واسطے صالح اور بدبخت کے اور موید اسکے ہی حدیث اَلْمَرْءُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ یعنی جیسا کہ
دوگی پس اس حدیث مین نیکوکارون کی محبت و مجالست کی ترغیب ہی اور کفار اشرار کی دوستی سے
ترہیب ہے کذا فی مظاہر حق اور کیا خوب فرمایا ہی ؎ صحبت نا اہل تبہ میکند * یکدم جاریہ سیکند *

اور نیز سنن ابو داؤد و جامع ترمذی و سنن دارمی وغیرہا میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل
طعامک الا تقی کذا فی المصابیح و مشکوٰۃ المصابیح یعنی مجلس نکر اور دوستی نکر مگر مسلمان نیکو کار
سے اور نہ کھاوے کھانا تیرا مگر پرہیزگار اس حدیث شریف میں مسلمان کو کافروں و فاجروں
کے ساتھ ملاپ کرنے اور ملکر کھانا کھانے سے ممانعت فرمائی ہے تاکہ دوستی اور محبت کا سبب نہ ہو جاوے اور انکی
بری صفتیں مسلمان میں سرایت نکر جاویں کذا فی اشعۃ اللمعات و مظاہر حق وغیرہا اور مصابیح میں

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرء علی دین خلیلہ فلینظر
احدکم من یخالل یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے کیا معنی کہ بسا اوقات آدمی اپنے دوست کے
مذہب اور سیرت سے متمذہب اور متخلق ہو جاتا ہے پس چاہیے کہ فکر اور اندیشہ کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے
اپنی جنس سے یا ناجنس سے کذا فی اشعۃ اللمعات و مجمع البحار وغیرہا و نعم ما قیل ع بود قبطی جنس
فرعون ذمیم + بود سبطی جنس موسیٰ کلیم + جاذبہ جنسیت اکنون ببین + کہ تو جنس کیستی از کفر و دین +
گر ہمایان مائلی ہما شوے + ور ببومی مائلی بومی شوی + حق ذات پاک اللہ الصمد + کہ بود بہ مار بد از یار بد
مار بد جانے ستاند از سلیم + یار بد آرد سوی نار جحیم + زہر قاتل نیست تر صحبت بہ عام + بست صحبت
از رہا تو تمام + پھر مصابیح کی اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے ان تخریج کیا ہے کہ یہ حدیث مسند امام احمد بن حنبل
اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد و شعب الایمان بیہقی میں ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اسناد
اس حدیث کے صحیح ہیں اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ یہ حدیث ریاض الصالحین میں ہے اور علامہ قاری مرقات
اور نیز زین الحلم شرح عین العلم میں اور محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ صاحب مشکوٰۃ نے جو
اس حدیث کی اسناد کو اول سے بیان کی ہے تو مقصود اس سے یہ ہے کہ رد ہو قول اسکا جسنے وہم کیا کہ یہ
حدیث موضوع ہے امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو جو قزوینی نے موضوع کہا تو
علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسکا رد کیا کہ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح
لکھا ہے پس اسکو موضوع کہنا خطا اور بیجا ہے حاصل عبارت مشکوٰۃ و مرقات اور ترجمہ فارسی مشکوٰۃ کا

حاشیہ پر منقول ہوئی ہے مولانا قاری علیہ الرحمۃ الباری نے بذیل اسی حدیث شریف کے زین الحکم
شرح عین الحکم مین لکھا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ جاہل کے ساتھ دوستی اور مجلس کرنا اور
اُسکا مل سی نہایت ڈر کیونکہ کئی نادان دوست ہنگر دانا کو ہلاک کر دیتے ہین ایک آدمی کی چال چلن
دوسرے آدمی پر قیاس کیجاتی ہی ایک شی کو دوسرے سی مشابہت آتی ہی ایک دلکو دوسرے دل پر وقت
ملاقات کو دلیل نکل آتی ہے اور کیون نہو کہ نادان دوست سی تجھے ضرر ہی ہوگا گو وہ ارادہ کر
کر تجھے فائدہ پہونچاے اور حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا کہ گناہگارون کے ساتھ
دشمنی کر نسے خدا کو دوست بناؤ اور انسے دور رہکر حق تعالی کے مقرب کہلاؤ اور انسے غصے ہوکر باریتعالی
کی رضامندی حاصل کرو تب لوگون نے عرض کی یا روح اللہ پہر ہم کس سی محبت کرین اور مجلس کہین
تو آپنے فرمایا کہ جسکے دیدار سی پروردگار یاد آئے اسکی ہمنشینی کرو اور جسکی کلام اور نصیحت سی تمہاری نیکیان
زیادہ ہون اسکی یار بنو اور جسکا علم تمکو آخرت کی رغبت دلاوی اس سی پیار رکھو اور یہہ بہی حدیث شریف
مین آیا ہی کہ اگر کوئی ایماندار کسی مجلس مین آئے جہان ایکسو منافق اور صرف ایک ہی مومن موجود ہو تو وہ
اُسی ایک مومن کے پاس بیٹھیگا اور اگر کوئی منافق کسی مجلس مین جائے جہان ایکسو مومن اور صرف
ایک ہی منافق ہو تو وہ اس ایک منافق سی ہی ملیگا اسحدیث کو بیہقی علیہ الرحمۃ نے شعب الایمان مین
مرفوع اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف دونو طرح سے روایت کیا ہی اور اسلئے مشہور ہے کہ اللہ تعالی
نے ایک جماعت فرشتون کی مقرر کررکھی ہے کہ ہمجنسون کو باہم ملا دیتی ہے اور آیت وَهُوَ عَلٰى
جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ مین بہی اسپر اشارہ ہی اور بعضے حکما نے بہی کہا ہی کہ ہر آدمی ہم ایسی جنس
اور ہمشکل سے انس کرتا ہی جیساکہ نیکی اپنی مثل سے اڑتا ہی یہہ ترجمہ ہی عبارت زین الحکم کا اور اصل
عبارت عربی بہی حاشیہ پر منقول ہوتی ہی پس جیساکہ اوپر ثابت ہوچکا ہی کہ حدیث شریف مَنْ تَشَبَّهَ
بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ مطابق آیات قرآنی کے ہو ویسا ہی یہان سی متحقق ہوگیا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ
اور اَلْمَرْءُ عَلٰى دِیْنِ خَلِیْلِهٖ بہی بیشک موافق حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کے مین جانے
اس حدیث کو مانا گویا کہ فی الاصل آیات قرآنی و حدیث حبیب جانی صلی اللہ علیہ وسلم سی سرگردانا اب

اب یہانتک بلاغ وجوہ حدیث تشبہ کی صحت لفظی اور معنوی ثابت ہو گئی اور روایۃً و درایۃً ثابت نکلی بنا برعلیہ وجہی
کتابون مین کفار اور فجار کی ظاہری مشابہت بہی مکروہ لکہی ہے مگر موجب فساد بالکفر کا ہو جاوے اور روایۃ اسلام
سے کہین خارج کر او ہو رد المحتار مین جو کتاب معتبر ل العرب والعجم ہے معتبرات سے منتخب جسکا ترجمہ یہہ ہے اگر کسی شخص نے
کو کہا کہ مجہکو مجوسیون یا فاسقون کی وضع پر بوڑہا ہو جاوے یا زندگی سے ہو لا کہ مجہکو گنہگار ہو نگا پس اگر اتبار کرد تو بہی
اور درزی کو مکروہ ہے کہ ویسا بنا دے اور اسکو پہنا دے کیونکہ یہہ سبب ہے مجوس اور فساق کی تشبہ کا انتہو اور ملا نا
قاری **فقہ اکبر** کے ملحقات مین کہتے ہیں لبس تاج الرفضۃ مکروہ کراہت تحریمۃ وان لم یکن کفرا بناءً علی
عدم تکفیرہم لقولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی رافضیون کی ٹوپی جو انکا شعار ہے پہننی مکروہ تحریمہ
ہے بحکم حدیث مرفوع من تشبہ بقوم فہو منہم کے پس اب غور کرو کہ اس حدیث شریف کی راستی پر قرآن مجید اور صحیح
حدیثین اور دینی کتابین برابر شہادت دے رہی ہیں تو خانصاحب بہادر جو اسکی تکذیب کر رہے ہیں تو سوا اسکے کیا کہون
کہ انکی کور بختا ہے اللہ تعالی ایسے لوگون کو ہدایت فرما دے اور راہ راست پر لاوے دوسری غلطی بخلاف شرع جو
خانصاحب بہادر کا اس مضمون مین یہہ ہے جو دوسری غلطی یہ کہ تشبہ ایک قوم کا دوسری قوم سے طاقت دین پر دو تہ لباس پر
منحصر ہے مگر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یورپ کی قوم کا اور خاص رومن کیتہلک مین جو مروج تہا وہ لباس پہنا،
ہے مشکوۃ مین **بخاری** اور **مسلم** سے یہہ حدیث موجود ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ
الکمین جبہ رومی بطور عبا یا چوغہ کے ایک قسم کا لباس ہے تنگ آستینون کا جو اب بہی رومن کیتہلک کے پادری
پہنتے ہیں اور خاص عیسائیون کی پوشاک ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تمام یورپ اور شام مین رومی
عیسائیون کی سلطنت تہی بالی تو **بخاری** کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون
کی پوشاک بہی پہنی ہے جیسا کہ حدیث مغیرہ مین ہے فتوضأ وعلیہ جبۃ شامیۃ (صفحہ ۳۹) اور جبہ شامیہ جو
کا لباس تہا جو اب تک انگریز یہودیون کا لباس ہے مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص
آتش پرستون کا بہی لباس پہنا ہے جیسا کہ حدیث عبداللہ مولی اسماء بنت ابی بکر مین ہے فاخرجت الی جبۃ طیالسۃ
کسروانیۃ (صفحہ ۱۹ جلد ۲) اور یہہ جبہ کسروانی ہے جو بوقت وفات آپ پہنے ہوئے تہے بروایت **بخاری** کہو تہو

و مسلم اشہد کہ بعد یہ عبارت کہتے ہیں کتاب اللباس باب قول اللہ عزوجل قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج

العبادة وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا واشربوا والبسوا ای ما طاب لکم وتصدقوا فی غیر
اسراف ولا مخیلۃ وقال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطاتک اثنتان سرف او مخیلۃ پس جب ان امور
سی کسی قسم کی پوشاک پہننی ممنوع نہیں معلوم ہوتے تو تشابہ کو شابہت ہی و لباس پر بہی حمل نہیں کر سکتی
انتہی بلفظہ فقیر کہتا ہی کہ اس تیسری وجہ کے بیان مین خانصاحب بہادر نے بہت ہی سخت غلطیان کی ہیں
پہلی غلطی یہہ ہی کہ خانصاحب بہادر نے جو حدیث بخاری و مسلم سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ رومی تنگ آستین
پہننا ثابت کیا ہی یہہ محض دروغ بیفروغ اور بہتان ہی صحیح بخاری کے وضو اور مسح موزہ اور لباس اور غزوات
کے بابون مین کہ جن میں یہہ روایات ہین کہیں اسکا نام و نشان تک مذکور نہیں اور نہ صحیح مسلم میں بلکہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع
احمدی کے صفحہ ۲۶ اور صحیح مسلم مع شرح نووی پہلی جلد کے صفحہ ۱۳۲ مین بروایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنہ لکہا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مین جبہ شامیہ تنگ آستین پہنا تہا جسکو وضو کے وقت اتار نہ سکے تہی
صحیح بخاری کے صفحہ ۶۳۷ مین یہہ واقعہ جنگ تبوک کا لکہا ہی اور فتح الباری شرح صحیح بخاری اور نووی
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی کہ یہہ جبہ تنگ آستین آپکا معتاد اور دائمی لباس نہ تہا بلکہ سفر کی ضرورت اور حاجت کیوجہ سے
آپنے یہہ پہنا تہا چنانچہ اصل عبارت حاشیہ پر رقم ہوتی ہی دوسری غلطی یہہ ہی کہ جامع ترمذی اور
سنن ابو داؤد اور نسائی مین بروایت انہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اسی جنگ تبوک کے واقعہ مین لکہا ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ رومی تنگ آستین پہنا پس اس روایت کو صحیحین کیطرف منسوب کرنا خانصاحب
بہادر کی غلطی ہی پہر اصل مین یون ثابت ہوا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک مین آپکو جبہ تنگ
آستین پہنے ہوئے دیکہکر کبہی اسکو جبہ شامیہ سے تعبیر کی اور یہہ روایت درج صحیحین ہوئی اور کبہی اسکو جبہ رومی بتایا
اور یہہ روایت سنن اربع کی تو اب صرف اتنا ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر جنگ کی ضرورت مین جبہ
تنگ آستین پہنا اور شامی یا رومی مین تعارض واقع ہو نہیں جو ایک ہی راوی نے ایک ہی واقعہ مین ایک ہی جبہ
کو ایکدفعہ اپنے خیال سے شامی بیان کیا اور ایکدفعہ رومی کہا تو بالیقین اس جبہ کا شامی ہونا ثابت ہوا اور رومی بہی
ہونا پایا گیا تو خانصاحب بہادر کے استدلال کی بنیاد ہی قایم نہ رہی تیسری غلطی خانصاحب بہادر کی
یہہ ہی کہ اس جبہ تنگ آستین کو ... جو خاص پادریون کی پوشاک بیان کیا ہے بلا دلیل ہی بلکہ یہی

حدیث دلالت فرماتی ہی کہ وہ جبہ پادریون کی پوشاک تھی جیسا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی

فَلَمَّا رَجَعَ ذَهَبْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ يَدَهُ مِنْهَا فَضَاقَتْ

عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ كذا فی سنن النسائی ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ

صُوفٍ مِنْ جِبَابِ الرُّومِ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَضَاقَتْ فَادَّرَعَهُمَا ادِّرَاعًا كذا فی سنن ابی داود یعنی حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم جب قضا حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو مین وضو کرانے لگا تو آپ جبہ رومی تنگ آستین پہنے ہوئے تھے آپ نے چاہا کہ آستینون کو اونچا کر کے ہاتھ کھینچین مگر نہو سکا تو آستینین بسبب تنگی کے اونچی نہو سکین تو آپ نے وہ جبہ اتار کر وضو فرمایا تو اب اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ ان تنگ آستینون کو جن مین ہاتھ لگے ہوئے تھے جیسا کہ پادریون اور عیسائیون کی آستینون کو لگی ہوتی ہین اور جبہ کے اتارنے کی حاجت نہ پڑتی جن کے کہولکر آستینین اونچی ہو جاتی تو اب جناب خانصاحب بہادر کا اس جبہ رومی کو پادریون کا خاص لباس جاننا کمال غلطی یا دہوکہ ہی ہے اور اگر صرف لفظ رومی سے خصوصیت سمجھی ہین تو قاعدہ کسی سے غافل ہین رومی تو روم کی ساخت پر دلالت کرتا ہی اور خاصہ اسکو کہتے ہین مَا يُوجَدُ فِي الشَّيْءِ وَلَا يُوجَدُ فِي غَيْرِهِ جیسا کہ ضحک انسان کا خاصہ ہی حیوانات مین نہین پایا جاتا ہی ایسا ہی کہان سے نکالیش جبہ رومی کو عیسائیون خصوصا پادریون کی خاص پوشاک بتا دینا ایسا گمنہ بیان کرنا ہی جیسے اطفال مکتب بہی دل کہول کر ہنسین گے دوسری تمہی غلطی یہ ہی کہ حدیث مغیرہ واقعہ بخاری کے فقرہ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ سے جو خانصاحب بہادر ثابت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی پوشاک پہنی ہی قطع نظر دوسرے دلائل کے جنکو خود خانصاحب بہادر کی تحریر جو اس سے ایک سطر اوپر لکھی ہیگی مین کہ تمام یورپ اور شام مین رومی عیسائیون کی سلطنت تھی لفظ اس مطلب کو باطل کر رہی ہی یعنیکہ جب شام مین سلطنت عیسائیون کی ہی تو جبہ شامیہ خاص یہود کا لباس کیونکر بنگیا یہ پانچوین غلطی اس حدیث سے جو جبہ شامیہ ثابت کرتے ہو میری سمجھ مین نہی ہی بعینہ جسکو اوپر روم سے بہی کہا ہی یعنی بسبب تنگ آستین ہونیکے شامیہ وشیہ کہدیا ورنہ فی الواقع اسکا رومی شامی ہونا ثابت نہین اسی لئے امام بخاری نے ترجمہ باب مین صرف اتنا ہی لکہا ہی کہ بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ یعنی ایک سفر مین تنگ آستین جبہ پہننا ثابت ہی اور صحیح مسلم مین بہی حضرت مغیرہ ہی بیان کیا ہی کہ آپ قضاء حاجت سے واپس تشریف لائے تو مین پانی لیکر آیا پہر وضو کا

ارادہ فرمایا اور آپ پر جبہ شامیہ تھا پس آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا پس ارادہ کیا کہ ہاتھوں کو آستینوں
سے نکالیں تو آستینیں تنگ تھیں تو ہاتھ اندر سے نکال کر دھوئے اور سر پر اور موزوں پر مسح فرمایا یہ ترجمہ ہے حدیث صحیح بخاری کے
لفظوں کا اصل حدیث بھی حاشیہ پر مرقوم ہوتی ہے اور آگے اسکے یہ صحیح بخاری میں انہیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ
کی روایت میں اسی جبہ کا جبہ صوف تنگ آستین جنگ میں پہننا لکھا ہے جس سے عاقل کو یقین آجاتا ہے کہ ایک ہی
واقعہ میں اسکو کبھی جبہ کو راوی نے بسبب تنگ آستین کے کبھی رومیہ کہدیا کبھی شامیہ فرمایا تو اس سے خانصاحب بہادر کا
دو جبے بنا دینا اور بیہودہ لمبی تقریر کرنا محض علم دین سے غفلت ہے اور یہ وہ دوسری بات اسلام میں خلل اندازی ہے چھٹی غلطی
یہ ہے کہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ سے خود ثابت ہے جیسا کہ امام بخاری نے ترجمہ باب میں تصریح کی ہے کہ انکا یہ جبہ
تنگ آستین پہننا صرف سفر میں تھا اور اس کی تحصیل ترجمہ باب میں یہ ہے کہ جنگ میں تھا یعنی سفر جنگ ہو کہ میں تو
ضرورت سفر جنگ میں ایک کپڑے کے پہننے سے جو خلاف معہود ہو یہ ثابت کرنا کہ آپنے فلانی قوم کی پوشاک پہنی ہے
غلطی ہے ساتویں غلطی شامیہ کے لفظ سے جو راوی نے اپنی سمجھ سے بیان کی اور دوسری جگہ اسی کو رومیہ
سے تعبیر کی ہے اس جبہ کا یہود کا خاص لباس سمجھنا خلاف علم ہے جیسا کہ رومیہ کے لفظ پر کلام ہو چکی ہے آٹھویں
غلطی علی ہذا القیاس کسروانیہ کے لفظ سے خاص آتش پرستوں کا لباس جاننا بھی غلط ہے پارسیوں کی ساخت
انکی خاص لباس پر حمل کر لینا خانہ ساز مصطلح اور علم کے برخلاف ہے نویں غلطی اس جبہ کسروانیہ کو جو خانصاحب
بہادر یوں لکھتے ہیں کہ یہ وہ جبہ کسروانی ہے جو بوقت فاتح پہنے ہوئے تھے انتہی بلفظہ محض جھوٹ ہے اور
بہتان ہے نہ حدیث کے لفظوں سے پایا جاتا ہے اور نہ کسی معتبر شارح نے اسکی تصریح کی ہے صرف خانصاحب بہادر
کا خود ہی سے اسلام میں خلل اندازی یا دھوکہ بازی ہی ہے مرغ خیال ہے اور کیوں بہتان نہ ہو جب ایک صحیح حدیث
کے برخلاف ہے جسکو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور محی السنۃ وغیرہم نے بدین الفاظ روایت
کیا ہے عن ابی بردۃ رضہ قال اخرجت الینا عائشۃ کساءً ملبدًا وازارًا غلیظًا فقالت قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین یعنی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر جسکو کملی ہوئی ہو
تھی اور ایک تہبند موٹے کپڑے کا باہر نکالکر فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی
ہو کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی وغیرہ پس خانصاحب بہادر کا جبہ کسروانیہ کو آخری لباس جناب رسالتماب صلی اللہ

علیہ وسلم تہا محض بہتان ہی اور جب حدیث مسلم سی یہہ بات ثابت ہو گئی ہی ہو گیا اسکا ترجمہ یہہ ہی کہ حضرت اسما بنت ابو بکر
رضی اللہ عنہما نی (جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن تہین) ایک جبہ طیلسان کسروانی کو (جو عجمیون کا لباس
تہا) نکال کر بیان کیا کہ یہہ جبہ حضرت کا ہی جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاس تہا پہر بعد وفات عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجہکو ورثہ
ملا اسلئی کہ انکی بہن ہی وارث تہی اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پہنا تہا ہم اسکو دہو کر شفا کی لئی مریضو نکو
پلاتی ہین کذا فی ترجمہ الشیخ المحدث الدہلوی وغیرہ دیکہو اس حدیث سی یہہ ہرگز ہرگز ثابت نہین کہ یہہ جبہ کسروانی
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی لباس تہا یا اخیر وقت کا لباس تہا بلکہ اتنا پایا جاتا ہی کہ عجمی بادشاہو نسے
کسی نی یہہ جبہ ہدیہ کی طور پر اپکو بہیجا اپنی انکی خاطر داری کی راہ سی اسکو پہنا پہر حضرت عائشہ رض کو بخشدیا انسی انکی
بہن کو ورثہ مین ایا وہ تبرک کی طور پر مریضون کو دہو کر پلایا کرتی تہین اور ایسا ہی اپکی عادت مبارکہ سی
ثابت ہی جو دینی کتابون مین مرقوم ہی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین لکہا ہی کہ اپکی عادت شریف لباس مین تکلف اور توسع
کی نہی اکثر اوقات موٹی کپڑے پہنا کرتے تہے اور اونی کپڑے بہی پہن لیا کرتے تہے اور صحیحین کی حدیث مین ہی کہ اپ
چادر پیوند دار پہنتی اور فرماتے کہ مین ایک غلام ہون غلامون کا سا لباس پہنتا ہون اور کبہی اگر نفیس
بیش قیمت لباس کے پہننے کا اتفاق پڑتا جو عجمی بادشاہ ہدیہ بہیجا کرتے اور اپ انکی خاطر داری کی طور پر اس بیش قیمت
لباس کو پہن لیتے تو پہر جلد اتار دیتے تہے اور کسیکو بخشدیتے تہے اور لوگو نپر بانٹ دیتے تہے اور انصاف کے رو سے اور
عادت پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ فخر کے لباس اور بیش قیمت لباس کا پہننا اہل شرف کی خصال سے نہین بلکہ جو لوگ
صفات سی ہی یہہ ترجمہ ہی عبارت مدارج النبوۃ کا اور اصل عبارت بہی خلاصہ مرقوم ہوتی ہی دوسوین غلطی
بخاری کی کتاب اللباس مین ایت قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ اور حدیث کُلُوا وَاشْرَبُوا
وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ سے ہر قسم کی پوشاک پہننے کی اجازت سمجہہ لینی خیال ہی اور اتباع ہوا کے ہی کیونکہ
اسراف اور تکبر کی استثنا انہوں نی فرما دی ہی کہ مسرفانہ اور متکبرانہ لباس پہننے کی مسلمانون کو ہرگز اجازت نہین ہے
چہ جا انکہ کافرون کا سا لباس پہننا روا ہو جاوی گیارہوین غلطی خانصاحب بہادر کا یہہ قول کہ پیشتر ہم ان
روایتون سے کسی قسم کی پوشاک پہننی سے منع نہین معلوم ہوتی تہے بلفظہ محض غلط اور نادرست ہی کیونکہ
ان روایتون سے اتنا ثابت ہوا کہ کبہی کبہی ضرورۃ سفر جنگ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی غیر معتاد

مسلمانوں کو گرداب ضلالت میں ڈالنا اور گمراہ بنانا ہو نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالیٰ برکت دے عطا فرماوے
آمین اسکے بعد گیارہ غلطیاں ایسی ہیں جن غلطیوں سے فکر ہوئی وہ غلطیاں جو میں تو پہلے ہی جن غلطی خانصاحب بہادر
کی وجوہ جو یہی ہے کہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ تمام مسلمان اصحاب و حضور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار
عرب یکساں ہی لباس پہنتے تھے تو جب حضرت مسیح جو تھے ان میں صحابہ اور دوسرے مسلمانوں کو اور کفار کے
تھوڑا کم ان کا لباس مشرک اور کفار کی شمار میں انکو شامل ہونا چاہیے اور اسی سبب خانصاحب کے ساتھ کچھ
سو جگہ ہو لباس تک کل غلطی ظاہر کیا کہ لوگ اور دلیل سے ثابت کر نہیں کیا خانصاحب اور نیز دین اسلام میں
جو حکم شارع علیہ السلام ان کو صورت نہیں کہ سے ملیں اور دوسری تکلیفیں وغیرہ کہنے سے ناشست کی گئی ہے
تو اسکی بنا اسی پر ہو کہ کافروں کا جو لباس کہ پہنا گیا بہت سی حدیثیں صحیح ستہ وغیرہ میں جو دین
مطلب تخصیص کرتے ہو تھوڑی غلطی ہے جو میں جانتا ہوں جس میں خانصاحب بہادر لکھتے ہیں کہ اونکی مشابہت
جو شمار ہوتی تھی اسکو بالکل پوری مشابہت کرتے ہو اور اقرار توحید و رسالت کی
آدمی ... پس اصل یہ ہو کہ حدیث دو قسم اور دو طرح پر مروی ہو اور انتہی بلفظ غفیر
گناہ ہو کہ ... حدیث کو ثابت کیا ہو کہ اگر کوئی کافروں سے کل مشابہت کیجو اور انکو شعار و اطوار کو پسند
کرے ... ظاہر کرے ... جو ... شرک و کفر ہے کیونکہ ایسے دلمیں توحید اور
رسالت کی ... اور صرف لباس میں کچھ بہت ہی مشابہت ہو تو انسان کی دلیل اوپر بنا علیہ شریعت
میں ... کا فرمانا ہو کہ من تشبه بقوم فهو منهم اور حدیث ترمذی میں
یہ وارد ہوا ہے کہ ليس منا من تشبه بغيرنا ... پس یہ حدیث شریف
فمن تشبه بقوم فهو منهم ... اسکی شرح میں عطا
... علماء
... خانصاحب بہادر نے ... اقرار توحید و رسالت کو ایمان
... قرآن و حدیث ایمان نام تصدیق توحید
و رسالت کا ... تصدیق قلبی ... باقی نہیں

ورنہ منافق لوگ بھی (جنکو قران و حدیث کافر فرما رہی ہین) مومن کہلانے والا قائل ہے چونکہ یہہ مسئلہ تفسیرون
اور احادیث کی شرحون و عقاید کی کتابون مین قران اور حدیث سے مبین ہے تو اسجگہ پر اسکے دلائل تحریر
کرنیکی کچھ حاجت نہین ہے جسکا جی چاہے تفسیر عزیزی کے پہلے جلد کے ابتدا مین بذیل آیت اَلَّذِیْنَ
یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے دیکھ لے اور خمہ ہکا جنہ رسالہ تصریح ابحاث فریدکوٹ کی آٹھوین توضیح مین
بھی لکھا ہے اٹھارہوین غلطی یہہ ہے جو خانصاحب بہادر پانچوین وجہ مین لکھتے ہین اگر ہم اسکو صحیح
مان لین تو ہمکو اسکا مورد تلاش کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مورد تحقیق کئے اور بلا قرینہ قرار دئے اسکی معنی قایم نہین
ہوسکتی مین الخ فقیر کہتا ہے کہ جو مورد آیت وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ کا اور حدیث لَیْسَ مِنَّا مَنْ
تَشَبَّهَ بِغَیْرِنَا کا ہے وہی مورد حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کا ہے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر ہوچکی ہے تو اسکا
مورد تلاش کرنا اور باوجود تلاش کے کسی مورد کا نہ ملنا علامت کم علمی کند ذہنی کی یا دلیل بے ادبی کم یقینی کی
ہے انیسوین غلطی خانصاحب بہادر لکھتے ہین بعضی عالمون نے مشابہت سے مشابہت مخصوص بیانات الدین مراد
لی ہے مثلاً زنار پہننا یا صلیب لٹکانا یا ٹیکا لگانا یا اعیاد کفار کو بطور عید اختیار کرنا یا اسمین شریک ہونا گو یہہ
بامین کسیقدر چسپان معلوم ہوتی ہین مگر مین انکو پسند نہین کرتا اور نہ حدیث کی یہہ مراد قرار دیتا ہون اسلئے کہ
میرے نزدیک قطعیات سے یہہ بات ثابت ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر دل سے یقین رکھتا ہے اسکا کوئی
فعل مع یقین مذکور کے اسکو کافر نہین کر سکتا ہے پس اگر اس قول پر جسپر ابوجہل کی نجات منحصر تھی اسکو یقین ہے
تو گو وہ کسی قوم کے ساتھ تشابہ کرے وہ کوئی خصوصیات الدین شعائر الکفر کالزنار والصلیب و اعیاد وہ کافر نہین
ہوسکتا ہے کیا ہم دیوالی و دسہرہ مین اپنے ہندو دوستون سے اور نوروز مین اپنے پارسی دوستون سے اور بڑے دن مین
اپنے عیسائی دوستون سے ملکر اور معاشرت و تمدن کی خوشی حاصل کر کر کافر ہو جاوینگے نعوذ باللہ منہا اگر درحقیقت
ہمارا مذہب اسلام ایسا ہی بودا ہے تو بکری کی ماں کبتک خیر منا دیگی ایک نہ ایک دن اسکو ذبح ہونا ہے انتہی
بلفظہ اس تحریر مین خانصاحب بہادر نے کمال ہی بہادری کی ہے جو قران و حدیث و اجماع تینون کو پیٹھ دیکر
کھڑے ہوگئے ہین اور اسلام کو سلام کر کے اپنا جان دیدیا کئی وجہ سے اول تو یہہ کہ کفر اور اسلام دو نقیضون کو جمع
کر دیا ہے افسوس اتنی سمجھ بھی نصیب نہین کہ غور کرین کہ جسکے دل مین وحدانیت اور رسالت کا یقین ہوگا

وہ زنار کیوں پہنے گا صلیب کیوں لٹکائیگا کیوں لگائیگا کافروں کی عید وغیرہ میں خوشی اور محبت سے کیوں جائیگا یہہ ایمانی کے کام کرنے
ایمان داروں سے ممکن ہی نہیں ہیں ان میں کیا شک ہے کہ جس نے شعار کفر کا اپنی ذات پر اظہار کیا تو کافر و نیچو کی نیت کی جیسا ایمان کا کفر کے
کلام اور کفر کے کام مقام ہوگا ویسا ہی کفر کی نیت سے بھی کافر ہو جاتا ہے اگرچہ ثبوت اسکا صدور دیکھنا ہو نہیں ہو گا اسجگہ عارف شعرانی قطب
ربانی کی میزان کبریٰ کو لکھتا ہوں اَلرِّدَّةُ هُوَ قَطْعُ الْاِسْلَامِ بِنِيَّةٍ اَوْ قَوْلِ كُفْرٍ اَوْ فِعْلٍ انتہی تو اب جس نے مسلمانوں کے
بلاد میں بیٹھ کر زنار پہن لیا صلیب لٹکا لیا آگ کے تہواروں میں مال کی محبت سے شامل ہوا تو کیونکر کہا جائیگا کہ اسکو کلمہ طیبہ پر
یقین ہے بلکہ اس نے تو اسکے خلاف پر یقین کا اظہار کر کے کفر میں ثابت کر دکھلایا بیشک یہہ اجازت دینی خان صاحب بہادر
کی بھی کفار کے شعار میں مشابہت تامہ کو روا کر دینا خلاف شرع ہے اسلئے کہ جو مسلمان ایسے کام کرے وہ سارے نبی اور
آنکے اصحاب کا دین چھوڑ کر شعار و طور اطوار کی اپنے نبیوں کی بیان عیان کیونکہ جو شخص شریف لاؤ اور ایمان مند ہو آنکو شوال و محبت سے
روکنے کو حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ السلام کو جب انکو والد اور بادشاہ وقت نے چاہا کہ اپنے ساتھ عید پر چلو اور بتوں کے
معبودوں کی تعظیم کی تو آپنے تخلف کیا اور سخت مصیبت سے بچنے کی غرض سے بیماری کا بہانہ بنا کر عیدگاہ میں نہ گئے چونکہ انکا یہہ خلاف
صرف خدا کے لیے تھا اور دینداری کی وجہ تھا گناہ شمار کیا گیا اگرچہ بعض مفسروں نے اسکی تاویلیں کی ہیں مگر صحیح یہی ہے کہ یہہ ایک ان
کذبات سے ہے جو آپنے خدا اور دین کیلئے بولے ہیں کذا فی مجمع البحار وغیرہ اور حدیث صحیح حسن جامع ترمذی وغیرہ سے بھی ثابت ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ بیمار نہ تھے یوں ہی بیمار بن گئے تھے یعنی کفر کے میلے میں جانے سے بچنے کی نیت سے
پس اللہ تعالیٰ نے گویا اسکی برکت سے آپ پر ایک سخت مہم آسان کر دی اور وجود نہایت انتظام اور سارے غرور و مردود کے
آپنے انکے جھوٹے خداوں کا کام تمام کر دیا جیسا کہ قرآن مجید اور کتب تفسیر میں یہہ ذکر موجود ہے پھر فرقان حمید میں آیت مرقومہ کو
بارہا ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے کفار سے جو تمہارے دین کو ہنسی ٹھٹھا مسخری کرتے ہیں دوستی نہ کرو اور اس ناجائز دوستی میں
ڈرو اگر تم سچے مسلمان ہو اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص کفار کے ساتھ دوستی کریگا تو وہ انہیں سے ہے جیسا کہ الیسی آیتیں اور بطور
ہو چکی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص جس قوم کے ساتھ اور انکے دین پر ہو تو وہ انہیں کا ہے
وکذا الاحادیث اور نیز آپنے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہادی اور رحمۃ للعالمین بنایا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ معازف اور
مزامیر اور بت اور صلیب اور کفر کے کام کو نیست و نابود کروں اور اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا ہے اور
امام احمد بن حنبل اور ابن منیع نے بھی انکی روایت کی ہے یہہ ترجمہ ہے عبارت شرح سفر السعادت کا اور اصل عبارت

بھی حاشیہ پر رقوم ہوتی ہی پھر اسی بنیاد پر خلفاء اسلام اور مجتہدین اور دوسرے علماء راسخین کا بھی عقائد تھا اُنکے فتوے ہوئے
جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں فرمان خلیفہ دوم فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کا منقول ہو چکا کہ آپ مسلمانوں کو کافروں وغیرہ دین والوں کے
مشابہ ہونے سے روکتے اور منع فرماتے تھے نواب خانصاحب بہادر یوں فتوی دیتے ہیں کہ کلمہ پر یقین کرنے والا اگر نا میں لباس اہل
کفار فرنگ کی عیدوں میں خوشی سے شامل ہو تو مسلمان ہی ہے سراسر خلاف قرآن اور تکفیر کرنا انبیاء کو اجماع اہل اسلام کو توڑ دینے
پور ہوا مشکل ہوا یعنی انکے شعار کو اپنا شعار بنا لینا اور اسلام کے شعار کو ترک کر دینا کفر پر راضی ہونا ہے اور کلمہ پڑھنے کے انکار کے سوا
اور کیا ہو سکتا ہے ایسے شخص کے دل میں کلمہ پر ہرگز یقین نہیں ہے صرف منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور دلمیں کفر مضمر رکھتا ہے ایمان اور کفر اسم میں بلکے
بین الکفر ضد الایمان فی نقیض الکفر مشہور ہے اور النقیضان لا یجتمعان ولا یرتفعان یا عقلاً انکے
نزدیک بھی مقبول و منظور ہے اور قرآن و حدیث سے تو بقدر کفایت منقول ہو چکا اب دینی کتابوں سے علماء دین کے بعضے
اقوال نقل کرتا ہوں تاکہ مومنوں کو عبرت ہو کہ خانصاحب بہادر کیطرح برانا وعیا کا لباس پہنیں اور اگر کافر بھی جائے
تو شاید خانصاحب بہادر بھی دین میں رخنہ ڈالنے اور مخبط کرنے سے باز آجائیں اور عوام کو سیدھا راستہ سوجھ سکے میں مولانا قاری جو
عمدۃ المحققین اور فقہاء محدثین سے ہیں شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ بعضے گناہ وار ارتکاب کذب کے ہیں یہ مطلب فرقہ مرجیہ کے
رد میں ہے پھر اسی فقہ اکبر کی شرح کے ملحقات میں جہاں پر کلمات کفر لکھکر بصورت تفصیح تعبیر اور تنخجات کو تعبیر فرمایا ہے
ممتاز کر کے لکھا ہے وہاں پر تصریح کرتے ہیں کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ فتاوی صغری میں لکھتے ہیں جو شخص مجوسیوں کی ٹوپی پہنے اور انمیں
مجوسیوں کی مشابہت کرے یا زنار کمر میں باندھے ہو وہ کافر ہوجاتا ہے جو مجوسیوں کا شعار ہے اور مجوسی جبکہ آتش پرستوں کی طرح
میں تاگہ باندھے تو کافر ہوجاتا ہے جب آتش پرستوں کی تاگہ باندھنی مشابہت کرے اور انکا اعتقاد رکھے اور اگر آتش پرستوں
سے مشابہت منظور نہیں ہے اور اس تاگہ کو زنار نہیں کہتا ہے تو کافر نہیں ہوتا ہے اور اگر اوپر کے ساتھ شکل اور
سیرت میں مشابہت کرے گو بطور تمسخر کے ہوتا ہم کافر ہوجاتا ہے اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ جسنے فارسیوں کی ٹوپی اپنے
سر پر رکھی تو بعضے علماء کہتے ہیں کہ کافر ہوجاتا ہے اور بعضے متاخرین کہتے ہیں کہ اگر ضرورت سردی کیوجہ سے ہو یا اسکی گائے
بدون ٹوپی پہننے کے دودھ نہیں دیتی ہے تو کافر نہیں ہوتا ہے اور اگر بلا ضرورت فارسیوں کی ٹوپی پہنے تو کافر ہوجاتا ہے
میں کہتا ہوں اور ایسا ہی رافضیوں کا تاج پہننا اگرچہ کفر نہیں مگر وہ تحریمی ہے بدلیل حدیث من تشبہ بقوم فھو
(یعنی مولانا قاری ۱۲)
منھم ہے لیکن اگر رافضیوں کے دیس میں ہے اور وہ جبراً اسکو پہنواتے ہیں تو پھر کچھ ڈر نہیں ہے اور محیط میں یوں لکھا ہے

لیکن صحیح یہ ہے کہ کافرون کی تشبیہ کرنیوالا اگر شعار مین کافر ہو جاتا ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اسکی شکل بدلکر
پہنے اور سردی رفع کرے پس اس پہلی شکل پر پہننے مین کوئی ضرورت نہین ہے مین کہتا ہون جب مسلمان کافرون کے
یعنی مولانا قاری
پاس قید ہے یا امان لیکر ویسے ہی دخل ہوا ہے یا کافرون کے ٹوپی عاریۃ لی ہو تو ان صورتون مین ضرورت متصور ہے کہ انکی
شکل بدلنے کا اختیار نہین علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ صورت کے بدلنے سے شاید سردی رفع نہو - اور اگر کمر پر زنار باندھے
یا طوق اپنے گلے مین ڈالے تو کافر ہو جاتا ہے یعنی اگر جبرًا ایسا نہین کیا ہو اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اگر زنار باندھے تو ابو جعفر استروشنی
نے کہا ہے کہ اگر اپنے قیدیون کی خلاص کرانے کی ضرورت کے واسطے ایسا کیا ہو تو کافر نہین ہوتا ہے اور جو اس کے بغیر زنار باندھے
اگرچہ کسی مسجد مین داخل ہو تو ہم کافر ہو جاتا اور جو اپنی کمر پر رسّا باندھ کر کہے کہ یہ زنار ہے تو کافر ہو جاتا اور ظہیریہ مین لکھا ہے
کہ اسکی جورو اس پر حرام ہو جاتی ہے اور محیط مین ہے کیونکہ اسنے کفر کی تصریح کی اور اگر مسلمان نے زنار پہنا اور دار الحرب مین
بیوپار کو گیا تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اسنے بلا ضرورت کے فائدہ معتد بہ کفر کا لباس پہنا برخلاف اسکے کہ اگر
قیدیون کو چھڑانے کی نیت سے پہنے تو کفر نہین جیسا کہ پہلے گذرا ہے اور محیط مین لکھا ہے کہ اگر کفر علامت سیاہ پوشنا کہ کفار
کی شعار کے پہننے مین سیاہی ورنگ یعنی اگر اسنے ضرورت سے پہنی تو کفر نہین ورنہ کفر ہے اور ملتقط مین ہے جو شخص
باندھے یا طوق ڈالے یا فارسیون کی ٹوپی پہنے دل لگی سے اسنے تو طور پر کافر ہو جاتا ہے مگر جنگ کی کہانت پر ہو تو نہین وہ کفر
نہین اور ظہیریہ مین ہے کہ کسی نے فارسیون کی ٹوپی سر پر رکھی تو لوگون نے اسے روکا یعنی اس تشبیہ سے اسکو منع کیا تو وہ کہا
کہ دل برابر ہونا چاہیے تو اسی سے کافر ہوا کیونکہ اس نے شرعی احکام کو علانیہ بیکار کیا یہانتک ترجمہ عبارت
مجمع الرکاز کا ہوا عبارت بھی اپنے اصل پر ہے کہ کتاب فتاوی عالمگیریہ ملقب بفتاوی ہندیہ مین جسکو عالمگیر
بادشاہ غازی محمد اورنگ زیب علیہ الرحمۃ نے پانسو علما کبار سے تالیف کرایا ہے اور اسکی سند عرب کی
کتابون مین برابر چلی آتی ہے لکھا ہے ویکفر بوضع قلنسوۃ المجوس علی راسہ علی الصحیح الا لضرورۃ
دفع الحر والبرد وبشد الزنار فی وسطہ الا اذا فعل ذلک خدیعۃ فی الحرب وطلیعۃ
للمسلمین ترجمہ اس عبارت کا وہی ہے جو بسط مذاہب اتمار نے معتبرات سے لکھا ہو آوا ورقوم مقبرا اختصار کی
نظر سے ان دو معتبر کتابون کی نقل پر کفایت کی گئی ورنہ صدہا دینی کتابون مین یون ہی لکھا ہے آپ غور کرو
کہ قرآن و حدیث اور اقوال علما بالاتفاق وارد ہے یعنی کہ کافرون کی شعار مین تشبیہ کرنے سے اور اس شعار کو

انہی لئے پسند کرنے سے کلمۂ توحید یقین نہین رہتا ہی بلکہ کفر ہی یعنی کفر کی نیت کا اظہار ہی اور خانصاحب بہادر
شریعت اسلام کیخلاف چلکر اپنا نام کلمہ گو رکہکر کفار کے شعار یعنی تشبہ بکفار ہو کر اور دوسرے نادانون آزادی پسندونکو
کفر پر جری اور دلیر کرکے پھر ابہی تک مسلمان ہونیکا دعوی کئے جاتے ہین شاہ وکلا یہہ صرف نام کے مسلمان بلکہ مہدی وقت
بنکر دین اسلام کے اصول و فروع کو الٹ پلٹ کر رہے اور دانشمندونکے نزدیک بظاہر انکا نادانون مین پردہ دری کا عمل ہے
ہین اللہ تعالی مسلمانونکو محفوظ رکہے اور نادانون کو نیک سمجھ عطا کرے آمین یا رب العالمین دوسری وجہ یہہ ہے کہ خانصاحب
بہادر نے اس تحریر مین اپنی دوستی کا ان لوگون سے اقرار کیا ہی جو دین اسلام کو ٹہٹہا مسخری کرتے بلکہ درپے تخریب دین حق
ہین اور ان لوگون کے ساتھ انکی عیدون مین شریک ہونیکا علی الاعلان اپنے کو جائز رکھکر اور انکے اعیاد مین دوستانہ اور مخلصانہ شمول
کو اپنا معمول بناکر خود تو بہتل چلتے تہے دوسرے تماشائی نیراجون کو بہی ملحد بناکر ابہی تک اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہین انکو
یہہ بیماری نسخہ طاہر ملحدون کے خوش کرنیکا اور اسلام مین خلل ڈالنیکا اگرچہ تمکو مسلمان انکے کہین کیسا اور قریب سے
آگاہ ہین خانصاحب کا یہہ مشہور ہے اور تفسیر تنقیح البیان جواب تفسیر القرآن صفحہ ۱۲۹ مین لکہا ہی کہ علماء ہند کے اتفاق سے انکی تکفیر مین ایک رسالہ
بنام امداد الآفاق برجم اہل النفاق مطبع نظامی مین چہپا ہے جسمین انکے کفریات کو بپایہ ثبوت پہنچایا ہے مگر اسپر بہی خانصاحب
بہادر باز نہین آئے اور قرآن وحدیث کی تکذیب سے نہین شرمائے العیاذ باللہ من ذالک ہم تو ابتک یہی دعا مانگتے ہین
کہ ہادی حقیقی انکو راہ راست پر لائے افسوس کیون نہین انکو یہہ سوجہتی کہ خداوند کریم ہمکو کفار کے ساتھ دوستی اور محبت سے منع فرماتے
ہین اور انکے خلیفۂ اعظم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی اس کام بد انجام سے ہٹا رہے ہین اور اسکے سب علماء
کرام بہی اس عادت ناہنجار سے ڈرا رہے ہین پہر باوصف اسقدر تاکیدات متواترہ کے اسی اپنی نفسانی رائے اور اتباع ہوا کے
پیچہے چلا جانا اور صدہا لوگونکو جو علم دین سے جاہل اور ایسی آزادیون کے مائل ہین جادۂ سلامتی سے منحرف کرکے ضلالت کے
غرقاب اور گمراہی کے گرداب مین ڈبونا سخت مصیبت اور کمال وبال مین پڑکر پروردگار عالم کی دشمنی اور غضب
مین آنا ہے اللہ تعالی کسی دشمن کو بہی یہہ بات نصیب نکرے صاحبو اللہ جل وعلا کو احکام قرآنی اور وحی آسمانی کا محفوظ اور
مصئون رکہنا یہانتک منظور و قبول ہی کہ جبکہ فرونی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کہا کہ اس کلام یعنی قرآن کے علاوہ
مین نصیحت کی باتین بیشک اچہی ہین مگر جگہہ جگہہ ہمارے دین کی کوشش کی ہی آپ اتنا بدل دو تو ہم سب اسکو قبول کرلینگے
اور مانینگے اسپر آیتین نازل ہوئی یہہ سورہ بنی اسرائیل کی آیتین نازل فرمائین وان کادوا لیفتنونک عن الذی

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ
لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ
الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا یعنی اور تحقیق وہ نزدیک تھے کہ تجھکو فریب سے بہکا دین اس حکم سے
جو وحی بھیجی ہمنے تیری طرف تا افترا کر لاوے تو اسکے سوا اور تب کر لیتے تجھکو دوست اور اگر یہ نہوتا کہ ہمنے تجھکو
ثابت رکھا تو تو لگ ہی جاتا جھکنے انکی طرف تھوڑا سا تب ضرور چکھاتے ہم تجھکو دونا عذاب زندگی مین اور دونا عذاب
مرنے کا پھر نپاتا تو اپنے واسطے ہمپر مدد کرنے والا کذا فی موضح القرآن وغیرہ اب غور کرو کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو باریتعالے نے معصوم کیا کہ آپ کافرون کی محبت پر مائل نہوجاوین اور بالفرض محال اگر آپ معصوم نہوتے اور کافرون سے
تھوڑی سی بھی محبت کر بیٹھتے بدین وجہ کہ احکام الٰہی مین کسیقدر انکی رضی کو برتتے تو پناہ بخدا دو چند عذاب کے مستحق ہوتے
تو اب خانصاحب بہادر کس شمار مین ہین جو قرآنی آیتون کو تحریف معنوی سے محرف کرتے اور کتابونکو تابع کرکے کافرونکے دل خوش
کر رہے ہین یہانتک کہ اصول اسلام کی استیصال پر ساعی ہین اور صدہا مسلمانونکو گمراہ بنا دیا اور خود مہدی وقت
لقب خیال کر لیا ہے اور حدیثون سے بھی صاف انکار ہو رہا ہے کہ صحیح حدیثونکو اپنے خیالات نفسانی کے برخلاف پاکر مردود
کہدیتے ہین جیسا کہ اوپر منقول ہو چکا اور سارے علماء اسلام کو (جنکی مخالفت مین عذاب دوزخ کی وعید منصوص قرآنی ہے)
گمراہ بتاتے ہین خدا معلوم کہ یہ کس عذاب الیم اور نار جحیم مین گرفتار ہونگے اللہ تعالے انکو اس بلا سے بچائے اور دین اسلام کے
پیچھے سے اس آفت کو دفع فرماوے یہان پر لازم ہے کہ فقیر کسیقدر اس تحریر کا ثبوت خانصاحب بہادر کی تصنیف سے ظاہر
کرے تاکہ ناظرین اہل علم کو یقین آجاوے کہ فی الواقع خانصاحب بہادر برخلاف صریح احکام قرآن و حدیث کے شریعت اسلام کو
بگاڑ رہے ہین خانصاحب بہادر نے جو تفسیر القرآن سورہ بقر کی اردو شرح لکھکر مطبع علیگڈھ مین ۱۲۹۶ ہجری مین چھپوائی ہے
اسکے صفحہ ۲۹ مین رقم ہے وحی تو وہی ہوتی ہے جو خدا پیغمبر کو دیجاتی ہے مگر اگلے مفسرون نے اسکا بیان کہ وہ کیونکر
دیجاتی ہے ٹھیک طور پر نہین کیا انہون نے خدا رسول کو دنیا کے بادشاہ و وزیر کی مانند اور وحی کو بادشاہ کی کلام یا حکم پیغام
کی مانند سمجھا ہے اور جبرئیل کو ایک مجسم فرشتہ بادشاہ و وزیر میں پیغام لیجانے والا قرار دیا ہے یہ حرف بحرف عبارت ہے
تفسیر القرآن کی جسکو تنقیح البیان جواب تفسیر القرآن مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۰ مین بھی نقل کیا ہے پھر تفسیر القرآن کے
صفحہ ۲۹ مین ہے کہ خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع مین جبریل کہتے ہین اور کوئی

الہی پیغام پہونچانے والا نہین اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اسکا دل ہی
وہ الہی ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لیجاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی وہ مجسّم شخص ہوتا ہے جسمین خدا کی کلام
کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی وہ کان ہوتا ہے جو خدا کی بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے خود اسی کے
دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے اسیکا عکس اسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ
خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے اور خود کہتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ
هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ انتہی پہر اسی تفسیر القرآن کے صہ۳۰ مین ہے کہ اسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیا مین پیدا کیا ہے
جبریل نام ہے اُنکے قول کے خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہے انتہی پہر اسی تفسیر القرآن کے صہ۱۵۳ مین لکہا ہے جبریل و
میکائیل کے نام قرآن مجید مین آئے ہین مگر اُنسے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ درحقیقت اِن نام کے دو فرشتے مع
تشخصہما علیحدہ علیحدہ ایسے ہی مخلوق ہین جیسے کہ زید و عمرو انتہی پہر صہ۱۵۴ مین لکہا ہے یہہ بات کہ جبریل
درحقیقت کسی فرشتہ کا نام ہے ثابت نہین ہوتی ہے ہان بتقدیر تسلیم ہو سکتا ہے کہ اسی ملکہ نبوت پر جبریل کا اطلاق
ہوا ہے۔ فرشتون کے نام یہودیون کی تقریر کی ہوئی ہین انتہی اور صہ۳۲ مین ہے فرشتے یعنی قوائے ملکی ابلیس یا شیطان
یعنی قوائے بہیمی انتہی پہر صہ۱۵۳ مین لکہا ہے ملائکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوائے پر جنسے انتظام عالم مرتبط
ہے اور اُنہیں قدرت کاملہ پروردگار پر جو اُسکے ہر ایک مخلوق مین بہ تفاوت درجہ ظاہر ہوتی ہے ملائکہ کا
اطلاق ہوا ہے انتہی یہہ عبارات تفسیر القرآن کی بعینہ ہین جو تنقیح البیان جواب تفسیر القرآن مین بھی بعضے
یہہ عبارات منقول ہین اب فقیر عرض کرتا ہے کہ خانصاحب نے اِن عبارات مین صریح طور پر سب ملائکہ کے
وجود کا عموماً اور جبریل و میکائیل کا خصوصاً انکار کیا ہے جسکا سارے مفسرین متقدمین و متاخرین بسند قرآن و حدیث و اجماع
اُمت اثبات کر رہے ہین جو کوئی ادنی دانشمند بہی خیال نہین کر سکتا ہے کہ ہزارہا لاکہا علماء اسلام ہو گئے
اور انہون نے معانی قرآن کو ٹہیک طور پر نہین کیا اور صرف خانصاحب بہادر کو تیرہوین صدی کے اخیر قرآن کی
ٹہیک حقیقت معلوم ہو گئی حاشا و کلا عقل سلیم اسکو ہرگز تسلیم نہین کر سکتی بلکہ معنے قرآن کے وہی ہین جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بذریعہ وحی ہوئی تہی منقول ہوکر اُسکے وسائط سے علما کو معلوم ہوتے رہے اور دینی کتابون مین
لکہے گئے اور خانصاحب جو اُسکے برخلاف چلتے ہین تو عقل بہی شہادت دیتی ہے کہ یہہ ایک ہی خلاف پر ہے اور ا

سب رستی رکھو اب سنو کہ یہہ انکا بیان کہ فرشتے تو اکا نام ہے اور انکا وجود زید و عمر کیطرح کوئی نہین اور
یہودیون کے نام رکھے ہوئے ہین یہہ سراسر منطوق قرآن کے برخلاف ہے بہت سی وجہون سے جنمین چند وجہ بیان ہوتے
ہین پہلی وجہ یہہ ہے کہ فرشتون کو تو تین اور جبریل امین علے نبینا وعلیہ السلام کو ملکہ نبوت ماننا استعمال مین زنانہ
جاننا ہی اور یہہ بات بحکم خالق البریات غلط ہی اور بالکل واہیات کیونکہ سورہ حم زخرف مین ارشاد ہے
وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا یعنی اور کافرون نے ٹھہرایا فرشتونکو جو رحمن کے بندے
ہین عورتین یعنی دختر ہین **ف** یہہ جو فرمایا بندے ہین رحمن کے ہین یعنی بیٹیان نہین اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد
ہین نہ عورت پر بولی مردانی بولتے کذا فی موضح القرآن و فتح الرحمن وغیرہما اس آیت مبارک سے صریح ثابت ہے
کہ فرشتے عباد ہین تو انہین ہین اور نہ انکو بصیغہ مونث یاد کرنا روا ہے اور نیز جابجا قرآن مجید مین فرشتون کیطرف
ضمیر ذوی العقول راجع فرما رہی ہین جیسا کہ فسجد الملٰئکۃ کلہم اجمعون اور خود خانصاحب بہادر حصہ ۲ مین اپنی
تفسیر القرآن کے اقرار کر رہی کہ انبئہم اور اسمائہم مین جو ہم کی ضمیر ہے وہ فرشتون کیطرف راجع انتہی پھر ذوی
العقول ہے تو اور ملکہ نبوت مراد بیان کرنا غیر ذوی العقول کا کام ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ سورہ فاطر کی پہلی آیت
یون ہے الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰئِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى
وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی سب تعریف اللہ کو ہے
جو پیدا کرنیوالا ہے آسمانون کا اور زمینون کا جسنے ٹھہرایا فرشتے پیغام لانیوالے جنکے پر ہین دو دو اور تین تین اور چار چار
بڑھاتا ہی پیدائش مین جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہو **ف** بڑا ہی یعنی چار سے زیادہ پر بھی ہین بعضون کے جبریل کے چھہ سو
ہین کذا فی موضح القرآن وغیرہ اب دیکھو کہ اس آیت شریف سے صراحتہ فرشتون کا مخلوق ہونا جسکو جسمیت
لازم ہے ثابت ہوا اور نیز انکا پیغام لانا ثابت ہے سارے مفسرون نے اسیا کو مانا اور خانصاحب بہادر جو قرآن کے حکم سے روگردان ہو اور
ہدایت یافتون کا گمراہ بتانا اور عوام لوگون کا بہکانا نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالیٰ قرآن کے انکار سے بچاوے اور سیدھا رستہ
بتلاوے تیسری وجہ سورہ انفال کے دوسرے رکوع مین ہے إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا
الَّذِينَ آمَنُوا یعنی جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتون کو کہ مین ساتھہ ہون تمہارے سو تم دل ثابت کرو مسلمانون کے
اس آیت مبارک سے اللہ تعالیٰ کا فرشتون کیطرف حکم بھیجنا اور انسے مومنون کی تائید کرانی صریح ثابت ہو رہی ہے

کہ فرشتے خدا کے بندے مجسم ہین جنکو پیغام الٰہی آتے ہین اور وہ احکام الٰہی پہونچاتے ہین چوتھی وجہ یہہ ہے کہ سورہ زمر کے
اخیر رکوع میں ہے وَتَرَى الْمَلٰئِكَةَ حَافِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ یعنی اور تو دیکھیگا فرشتونکو
گھیر رہے ہین عرش کے گرد پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان یہہ آیت مبارک بھی سارے مفسرین کی باتون کو سچا کر رہی ہے
اور خالصاحب بہادر کے خام خیال کی ہزار زبان تکذیب فرما رہی ہے پانچوین وجہ یہہ ہے کہ ابتداء سورہ حٰم مؤمن مین
فرمان ہو الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ
وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ
یعنی جو لوگ اٹھا رہے ہین عرش کو اور جو اسکے گرد ہین پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان اور اسپر ایمان لاتے ہین اور گناہ
بخشواتے ہین ایمان والونکے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور علم مین سو معاف کر انکو جو توبہ کرین اور
چلین تیری راہ پر اور بچا انکو آگ دوزخ سے اے رب ہمارے اور داخل کر انکو ہمیشہ بسنے کے باغون مین جنکا وعدہ دیا تونے
انکو اور جو کوئی نیک ہو انکے باپون مین اور عورتون مین اور اولاد مین بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا
انکو برائیون سے ف تیری مہر ہی ہو کر برائیون سے بچنا کسی عمل سے کوئی نہین بچ سکتا کذا فی موضح القرآن وغیرہ
اب ان آیتون سے بوضوح تمام متحقق ہے کہ فرشتے تن دار مجسم ہین جو عرش مجید کو اٹھانے والے اور اسکے گرد گرد
خدا کی تسبیح تحمید سے مشغول ہین اور اسپر ایمان رکھتے ہین اور مومنون کی بہترین اسلوب و طرز مرغوب التجا سے
شفاعت کرتے ہین جنکا خدا اور اسکے فرشتون پر ایمان ہے انکے گناہ بخشواتے اور دوزخ سے چھوڑواتے اور بہشت مین داخل کراتے
ہین اور گناہون سے بچواتے ہین پس سارے مفسرین اور جمیع مؤمنین جنکا خدا تعالیٰ اور فرشتون اور بہشت و دوزخ پر ایمان
ہے وہ فرشتون کی شفاعت سے مغفور ہین اور خالصاحب بہادر جو ملئکہ کو صرف وہمی قوتین سمجھتے اور بہشت دوزخ
کا بھی وجود نہین مانتے ہین کلام سبحانی قرآن کے برخلاف ہو کر فرشتون کی دعا و استغفار سے محروم و مہجور ہین العیاذ
باللہ من ذلک چھٹی وجہ یہہ ہے کہ خالصاحب بہادر نے جو تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۹ مین لکھا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ
وہ خود بولتا اور خود کہتا ہو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى جیسا کہ یہہ عبارت اوپر منقول

ہو چکی ہی سراسر انکی کم لیاقتی دلیل ہے کیونکہ جو شخص خود بولتا ہی اور کوئی اسے نہیں بلواتا ہی تو اسکا بولنا ہوائے نفسانی
سے ٹھیرا پھر آگے قرآن میں وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی کیونکر راست آیا وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی تو آگے حق
میں راست آتا ہی جو خود نہیں بولتا بلکہ اسکو کوئی بلواتا ہے اور اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے بھی یہی ثابت ہے کہ
اسکا بولنا خود بخود نہیں بلکہ خدا کیطرف سے جو پیغام آتا ہے وہ اپہونچاتا ہے تو اب خانصاحب بہادر کی دلیل ہی انکا دعوے
جہوٹا ہو گیا اور کیونکر نہو جب اس آیت سے اگلی آیت یون ہے عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّةٍ یعنی وہ پیغمبر
خواہش نفسانی سے بات نہیں کرتا ہے نہیں قرآن مگر وحی کو اسکی طرف بھیجی گئی ہے سکھلائی ہے اسکو فرشتے بڑے
با قوت صاحب حسن نے کذا فی فتح الرحمن وغیرہ پس اسی آیت خانصاحب بہادر کی دلیل سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ وہ وحی خود بخود دل میں نہیں آتی بلکہ ایک فرشتے نے تعلیم کی تو جو اسکو بھی ہمیشہ اندرونہ کہتا ہے
جیسا کہ سارے مفسرین قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہیں جن کا یہ بھی کہنا ہے کہ بیشک وہ جسیم تو ی ہیں ہے
صرف قوت اور ملکہ ہی نہیں کہ یہ مجنونانہ خیال ہے سنا دین ہے جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبرئیل امین کو اصلی
شکل میں دیکھنا قرآن سے دو مرتبہ ثابت ہے جسکا ذکر سورۂ والنجم میں موجود ہے کہ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی
اور وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ التسلیم نے اسکی
تفسیر میں ارشاد کیا ہی جسکو مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز میں لائے ہیں کہ حدیث شریف میں آپ نے
فرمایا کہ میں نے جبرئیل کو انکی اصلی صورت میں کبھی نہیں دیکھا مگر دوبار ایکبار تو جب وحی میں دیر ہو گئی تھی اور مجھے جانا
کہ پہاڑ سے گرجاؤن تب میں نے دیکھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان شرقی جانب جبرئیل چھ سو پرون کے ساتھ بیٹھے
ہیں انکی شکل نے سارا آسمان گھیر لیا ہی کونہ کونہ گھیر لیا اور انکے چھ سو پرون میں سارے یاقوت اور مروارید مرصع ہیں
نہایت عجیب و نورانی شکل میں دیکھا اور دوسری مرتبہ شب معراج سدرة المنتہی کے پاس اسی شکل میں دیکھا
اور قرآن مجید میں ابتداء سورۂ والنجم کے ان دو مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہے یہ ترجمہ ہے عبارت فتح العزیز کا جو اصل عبارت
بھی شاید ہمارے مرحوم ہوتی اور حدیث۔ آٹھویں یہ ہے کہ سورۂ تکویر میں اللہ تعالے نے جبرئیل علیہ السلام کے بعد قرآن
مجید کی تعریف یون بیان فرمائی ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ
مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ یعنی بیشک یہ قرآن

سخن ہو خدا کی طرف سے خدا کا ایلچی ہو پہنچایا ہوا جو عزت والا قوت والا عرش کے مالک کے نزدیک مرتبہ والا ملکوت
آسمان میں فرمان بردار کیا گیا امانت دار اور تمہارا ساتھی یعنی پیغمبر دیوانہ نہیں اور بیشک اسنے اس فرشتہ کو آسمان کے روشن
کنارہ میں دیکھا ہے کذا فی فتح العزیز وغیرہ پس اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیہ السلام کو ان آٹھوں
ایلچی ہونا اور ان عمدہ صفات سے موصوف فرمایا اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا بیان یوں بتایا کہ ایکدن آپ نے
جبرئیل علی نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی قوت اور امانت کی تعریف کی ہے تو اپنی قوت اور امانت کی کوئی حکایت
بیان فرماؤ تو جبرئیل امین نے کہا کہ میری قوت اس قدر ہے کہ مجھکو قوم لوط علی نبینا وعلیہ السلام کے چار شہروں کی تخریب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور ان شہروں
میں ایک شہر سدوم میں چار لاکھ مرد ہتھیار باندھنے والے تھے میں نے ان چاروں شہروں کو ساتوں زمین کے نیچے سے اکھیڑ کر ایک پر کے
اوپر اٹھایا اس قدر اونچا آسمان کے نزدیک لیگیا کہ آسمان کے رہنے والوں کو ان شہروں کے مرغوں اور کتوں کی آواز سنا جاتا تھا پھر
ان شہروں کو الٹا کر کے پھینکا اور مجھے کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی اور میں امانت دار ایسا ہوں کہ جب کبھی مجھکو حکم ہوا تو میں نے
بلا کم وکاست اور بغیر تغیر وتبدل کے اسے پہنچا دیا اور جب کوئی بھید مجھے فرمایا تو اسکو میں نے سینہ میں خون کر کے کسی درمیان نہ لایا
کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ اور اصل عبارت تفسیر فتح العزیز کی جو فارسی میں ہے قریب الفہم کے یہ رقوم ہوئی اب جو یہ کہا
کہ جبرئیل صرف ملکہ نبوت کا نام ہے کوئی اور وجود بغیر خدا اور پیغمبر میں نہیں ہے تو اسے کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کی تکذیب لازم آتی ہے
نعوذ باللہ العظیم من ہذا الذنب الجسیم ۔ نوین وجہ یہ ہے کہ سورہ اقرأ کی جسکو سورہ علق بھی کہتے ہیں پہلی پانچ آیتیں
جو اکثر مفسرین کے نزدیک اول ما نزل من القرآن ہیں اسکی شان نزول میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما میں یوں آیا ہے
حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جسکو خاتم المحدثین خاتم المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے
بضمن دیگر روایات تفسیر فتح العزیز میں درج فرمایا کہ اس سورہ کے نازل ہونے کی کیفیت یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
پہلے پہلے وحی کی علامت سچی خوابیں تھیں کہ آپ جو کچھ اسکو خواب میں دیکھتے وہ بعینہ واقع ہو جاتا پھر آپکو خلوت اور گوشہ
نشینی کی محبت غالب ہوئی تو ایک پہاڑ میں جو مکہ کے متصل ہے تشریف لیجا کر غار میں خلوت فرمائی چند دن کا کھانا لیکر اکیلے
خدا کی عبادت میں مصروف تھے جب وہ زادہ ختم ہوتا تو آپ گھر میں تشریف لاتے چند دن اہل وعیال کے حقوق ادا فرما کر پھر زادہ ہمراہ
لیکر غار کو تشریف لیجاتے اور اوقات غار میں ایک ہفتہ رہتے اور کبھی ایک مہینہ تک وہاں رہنا ہوتا ایکدن آپ غسل کے ارادہ سے باہر
نکلے پانی کے کنارہ پر پہنچے کہ جبرئیل امین نے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپنے اونچی نظر کی کچھ نہ دیکھا دوبارہ سہ بارہ

آواز آئی آپ حیران ہوکر دائین بائین دیکھتے تھے کہ اچانک ایک نورانی شخص آفتاب سا روشن نور کا تاج سر پر
دہرے ہوے عمدہ سبز لباس پہنے ہوے آدمی کی شکل بنکے پاس آیا اور فرمایا کہ پڑہو اور ایک روایت مین ہے کہ اسکے ہاتھہ مین
سبز دیبائی کے ٹکڑے پر کچھہ لکھا ہوا تھا وہ آپکو دکھایا اور فرمایا کہ پڑہو تو آپنے فرمایا مین حرف شناس نہین ہون آن پڑہ ہون
اُسنے پہر کہا کہ پڑہو اور آپکو بہت زور سے دبایا یہانتک کہ آپکو بہت تکلیف ہوئی الغرض تین مرتبہ
ایسا کیا پہر کہا کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ تا پانچون آیتین ابتدا اس سورة کی آپکو یاد ہوگئین بعض
روایتون مین آیا کہ اسی بزرگ نے ایک ہی ٹھوکر زمین پر ماری جس سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تب آپکو غسل اور وضو اور استنجا
کا طریقہ سکہلایا اور دو رکعت نماز پڑہایا اور الحمد شریف بھی یاد کرایا کہ نماز مین پڑہا کرین اسکے بعد آپ لرزتے ہوئے گہر
کیطرف تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جو آپکے حرم محترم تہین فرمایا کہ مجہپر بالاپوش ڈالو کہ لرزہ رفع ہو جب لرزہ
رفع ہوا تو ام المؤمنین نے حال پوچہا تب آپنے سارا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ مجہکو ڈر ہے کہ اس صدمہ سے کہین ہلاک نہو جاؤن
تب ام المؤمنین نے عرض کی کہ آپ اصلا نہ ڈرین حق تعالی نے آپکو اپنی رحمت کا مظہر بنایا ہے آپ ضعیفون پر رحم
فرماتے ہو اور خویشون کیساتھ احسان اور سلوک کرتے ہو مہمانون کی خدمت کیا کرتے ہو حاجتمندون کو مدد دیتے ہو ایسا شخص جو خلق اللہ
پر رحم فرماوے وہ مستحق رحمت الہی کا ہوتا ہے نہ کہ مستوجب غضب کا پہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپکو اپنے چچازاد بہائی ورقہ
بن نوفل کے پاس لیگئین جو نصاری کا دین رکہتا تہا اور عبرانی کتابین اور توریت و انجیل سے ماہر تہا اور انکی کتابون کا
عربی زبان مین ترجمہ لکہا کرتا تہا ام المؤمنین نے اُسے کہا کہ ای بہائی اپنے برادرزادہ کا حال سن کر کیا بیان کرتے ہین جب
آپنے سارا قصہ سنایا تو ورقہ بن نوفل نے بتایا کہ یہہ جبرئیل ہے جسکو اہل کتاب ناموس اکبر کہتے ہین اور خدا کیطرف
سے نبیون پر وحی لاتا اور موسے پر بہی یہی نازل ہوتا تہا آپ خوش رہیے اور کچھہ فکر نکیجیے لیکن افسوس ہے کہ اس نعمت کا
قدر آپ کی قوم نہ پہچانیگی بلکہ آپ کو ایذا دینگے یہانتک کہ آپ کو اس شہر سے نکالینگے کاش تب تک مین زندہ ہون
کہ آپ کی خدمتگذاری اور مددگاری کرکے دوجہان کی سعادت حاصل کرون پہر تہوڑے روز بعد ورقہ جان
بحق تسلیم ہوئے آپنے اسکو خواب مین دیکہا کہ سفید پوشاک پہنے ہوے جسکی تعبیر فرمائی کہ یہہ شخص بہشتی تہا یہہ ترجمہ ہے
عبارت تفسیر فتح العزیز کا اب دیکہو کہ قرآن اور حدیث اور دوسری آسمانی کتابون کے علما کی شہادت سے
صاف ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جسم اور اعضا رکہتے ہین اور سب نبیون پر احکام

الہی کے پہنچانے مین دار ہین کہ یہہ معاذ اللہ انکا وجود جسم کچھہ نہین صرف خیالی قوت اور ملکہ کا نام جبرئیل ہے
نعوذ باللہ دوسرین وجہہ یہہ ہے کہ قرآن مجید مین جو شرح صدر نبوی کا سورہ الم نشرح مین ذکر ہے تو اسکی نسبت مفسرین
اہل حدیث لکھتے ہین کہ چار مرتبہ یہہ واقعہ ایسی درپیش آیا ہے پہلی مرتبہ آپ کی عمر چار سالگی مین دوسری مرتبہ عمر دہ سالگی
مین جسکو محدثین معتبرین مین سے ابن حبان اور حاکم نے اور ابو نعیم نے اور ابن عساکر اور ضیاء مقدسی اور عبد اللہ بن احمد سند
صحیح سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دہ سالہ تھے تو جنگل مین آپکو دو شخص دکہائی دیے
آپنے فرمایا کہ انکی شکل جیسی مینے کوئی نورانی شکل نہین دیکھی تھی اور انکی خوشبوئی جیسی کسی عطر مین خوشبوئی نہین سونگھی
گئی تھی اور انکے کپڑون جیسے کوئی کپڑے عمدگی اور صفائی اور براقی مین مینے کبھی نہین دیکھے تھے وہ دونو شخص جبرئیل اور میکائیل
تھے ان دونو نے میری بازو پکڑ کہ مجھکو معلوم ہوا کہ آسانی سے مجھکو لٹا دیا اور میرے پیٹ کو چاک کیا حالانکہ نہ خون نکلا اور
نہ درد ہوئی ایک نے سونے کے طشت مین پانی لاتا تھا اور دوسرا شخص اس سے میرا اشکم اندرونہ دہوتا تھا پھر ایک نے
دوسرے سے کہا کہ انکا دل چاک کرکے کینہ اور حسد اس سے نکال ڈال چنانچہ اسنے میرے دل کو چاک کرکے لہو کا ٹکڑا نکالکر پھینک دیا پھر کہا
کہ مہربانی اور شفقت اسمین بہر دے چنانچہ اسنے سکینہ میرے دل مین ڈالا پھر میرا انگوٹھا پکڑ کر کہا کہ جاؤ سلامتی و عافیت سے
روزگار بسر کرو آپنے فرمایا کہ تب سے مین اپنے دل مین چھوٹے بڑے پر شفقت اور رحمت پاتا ہون تیسری مرتبہ جب زمانہ
نبوت کا قریب آیا تب پھر آپکے شق صدر ہوا جسکو بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین اور ابو داؤد طیالسی اور حارث ابن
ابی اسامہ اپنی مسند مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے لائے ہین کہ آپنے ایکدفعہ ایک مہینا اعتکاف کی منت
مانی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس اعتکاف مین شریک تھی اور وہ مہینا رمضان کا تہا جسمین دونو غار مین معتکف
تھے ایک مرتبہ آپ رات کو وقت نکلے کہ تو غار سے باہر آکر تارون کیطرف دیکہہ رہے تھے کہ آواز آئی السلام علیک آپنے فرمایا کہ
مینے خیال کیا کہ کسی جن کا گذر ہو مین غار مین چلا گیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا انہون نے عرض کی کہ یہہ کوئی خوشخبری ہے
سلام علیک امان و محبت کی نشانی ہے کچھ ڈر کی بات نہین آپنے فرمایا مین پھر باہر آیا دیکھتا ہون کہ جبرئیل آفتاب
کے تخت پر بیٹھا ہوا ایک پر مشرق تک پہیلا رہا ہے اور دوسرا پر مغرب تک مین پہر ڈر کے غار کیطرف متوجہ ہوا جبرئیل
نے مجھکو وحشت ندی اور جلدی سے میرے اور غار کے درمیان آگیا تاکہ اسکے دیکھنے اور کلام سننے پر مین مانوس ہو اب جبرئیل نے
مجھسے وعدہ لیا کہ فلانے وقت آپ تنہا آئیو مین اسوقت منتظر کرتا رہا جب بہت دیر ہوئی مینے چاہا کہ گہر کو لوٹ

جاؤن اچانک کیا دیکھتا ہون کہ جبریل و میکائیل دونون آسمان اور زمین مین بڑی شان و شوکت سے آرہے ہین اور مجھے دونون نے پکڑکے
زمین پر لٹایا اور میرا سینہ چاک کر کے دل کو نکالکے طشت مین آب زمزم سے دہو کر پہر اسمین سے نکالا جو کچھ کہ معلوم ہوا
پہر دل کو اپنے مکان پر رکھ کر سینہ کو درست کر دیا اور دونون فرشتون نے میرے ہاتھ پانون پکڑ کے اٹھایا جیسا کہ کسی چیز کے
پہینکنے کے وقت برتن کو اٹھاتے ہین پہر میری پیٹھ پر مہر لگائی جیسا کہ اسکی اثر میننے اپنے دل مین پائی یہہ ترجمہ عبارت
تفسیر فتح العزیز کا بہت سی عبارت کا حاشیہ پر لکھنا مشکل ہے جسکا جی چاہے الم نشرح کی تفسیر مین دیکھ لیوے اور چوتھی بار
شق صدر شب معراج مین ہوا جسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہم نے روایت کیا ہو اور وہ قصہ معراج مین مشہور ہے اور از
اسکے ذکر کرنے کی حاجت نہین کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ اب قرآن اور حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ خالصاحب بہادر کا
خیال کہ جبریل اور میکائیل دونون فرشتے اس نام کے مع تشخصہما علیحدہ علیحدہ موجود نہین ہین استعجابانہ قرآن و
حدیث سے منکرانہ مقال ہے نعوذ باللہ منہا گیارہوین وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید سورہ تحریم مین فرمایا ہے فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ
مَوْلٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ یعنی پس بیشک اللہ ہی پیغمبر کا مددگار ہے
اور جبریل اور نیکوکار مسلمان اور فرشتے اسکے پیچھے مددگار ہین اب اس آیت شریف کو اور دیگر دوسری آیتون کو بھی
ملحوظ رکھو جنمین فرشتون کا نازل ہونا بیان ہے جیسا کہ سورہ انفال مین جنگ بدر کے موقع کا بیان ہے إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ مُرْدِفِينَ یعنی جب فریاد کرتے تھے تم اپنے رب سے
پس قبول کیا رب نے تمہارے کو کہ بیشک مین تمہاری مدد کرنے والا ہون ہزار فرشتے سے جو پیچھے آنے والے ہین پہر اسکے آگے کی
آیت مین فرشتون کو ارشاد ہے فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ یعنی پہر اسی سورہ مین
فرمایا ہے إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلٰئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ یعنی جب فوت کرتے
ہین کافرون کو فرشتے مارتے تھے انکے مونہہ اور پیٹھون پر پہر سورہ توبہ مین ارشاد ہے وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا یعنی اور اوتارا خدا نے لشکر جنکو تم نہین دیکھتے تھے اور عذاب کیا کافرون کو پہر اسی سورہ
مین فرمایا ہے وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلٰى یعنی خدا نے مدد کی پیغمبر کی
لشکرون سے جنکو تم نہین دیکھتے تھے اور کیا کافرون کی بات کو نیچا اور علی ہذا القیاس ایسی ہی آیات مین انسب پر
یقین کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو انہین موقعون پر ارشاد ہوئے ہین مانے ہی ایک دوسرے کو صحیح

بخاری اور دوسری صحاح مین بروایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارد ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم جنگ احزاب سے واپس تشریف لائے اور ہتھیار اوتار کر غسل فرمایا تو جبریل علے نبینا وعلیہ السلام آئے اور عرض
کی یا رسول اللہ آپنے ہتھیار اوتار دیئے ہمنے ابھی تک نہین اوتار آپ انکی طرف چلئے آپنے فرمایا کن
کیطرف عرض کی بنی قریظہ کیطرف پس آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی قریظہ کیطرف نکلے یہہ ترجمہ بخاری وغیرہ کی حدیث کا اور تفسیر
معالم التنزیل و مدارک وغیرہا مین بھی لکہا ہے کہ آپ جنگ احزاب سے جب لوٹے تو جبریل علے نبینا وعلیہ
السلام گہوڑے پر چڑہے ہوئے آپکی خدمت مین آئے انکے گہوڑے کے چہرے اور زین پر رستہ کی گرد وغبار پڑی ہوئی
تھی آپنے اپنے ہاتہ مبارک سے انکے گہوڑیکا مونہہ صاف کیا الحدیث یہہ ترجمہ عبارات تفاسیر کا جو حدیث
صحیح بیان کیا ہے اب غور کرو کہ سند عقیدہ اہلسنت اور ساری امت بلکہ جمیع اہلکتاب کی کیسی صحیح قرآن
و حدیث سے ثابت ہے کہ جبریل و میکائیل اور سارے فرشتے علیحدہ علیحدہ ذواتِ اشخاص ہین مجسم موجود ہین خدا کے
بندے ہین جس جس کام پر باریتعالے نے مامور کیا ہے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے اسکو انجام کرتے ہین جیسا کہ قرآن مجید
مین ارشاد ہوا لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ پس جس نے فرشتون کے
وجود اور جسم اور تشخص کا انکار کیا قرآن و حدیث سے منکر ہوا علاوہ فرشتونکا دشمن بھی ٹہرا کیونکہ جس نے ہست کو
نیست کیا اور موجود یقینی کو موہوم بنایا تو بیشک اسکی دشمنی سے کوئی دقیقہ فرو گزار نکیا اور اللہ تعالے
فرشتون کے دشمنون کو کافر فرماتا ہے سورہ بقرہ پہلے سیپارہ مین ارشاد ہے مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ
وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ یہہ مردود با وجود اقرار
موجودگی اور تشخص اور معاذ اللہ حضرت جبریل کیطرف اپنی دشمنی سے کافر ہوئے تو جس نے انکے وجود اور تشخص کا ہی انکار
کیا اور موہوم محض قرار دیا وہ معاذ اللہ یہود سے بھی بڑہکر خدا جل وعلے کا دشمن اور بے فرمان ٹہرا کیونکہ جب فرشتون
پر ایمان فرض ہے کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ الآیۃ جو اخیر سورہ بقر مین ارشاد ہے تو مومن کا انکار
اور اسے دشمنی بھی کفر تحقیقی ہے سورہ نساء کے اخیر مین ہے وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا یعنی جو منکر ہوا خدا اور اسکے فرشتون سے اور اسکی کتابون اور
پیغمبرون سے اور دن قیامت سے تو بیشک گمراہ ہوا گمراہی ظاہر ـ الحمد للہ صحیح سے متحقق ہے کہ ایک مومن کا انکار

ہی کفر و العیاذ باللہ تعالیٰ جناب کو ایسی بد اعتقادی سے امان دے اور خاتمہ بالخیر ہو اور ہمکو متبعین کو بھی سچی توفیق کرے
کہ اسکی اب بلا شبہ ساحل سلامت تک پہونچین باقی رہا خاتمہ بالخیر کا یہ خیال کہ جو چیز دیکھنے مین نہ اوے ہم تو اوسپر
کیونکر یقین کیا جاوے اسکا جواب یہہ ہے کہ جب ہر ایک چیز کو ثابت اور تحقیق ہو وے اور اسکا برحق رسول صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم بہی اسکے مشاہدہ فرماکر اسپر ایمان لاوے جیسا کہ عنقریب قرآن سے ثابت کیا گیا ہے اور پھر قرآن و حدیث سب
کو اسپر ایمان لانیکی علما ارشاد فرماتے ہیں تو ایمان بالغیب کے معنے) جو سورہ بقرہ کے ابتدا مین تعریف ہے کہ یؤمنون
بالغیب معنے تھی وہ مین جو ان دیکھی خبرون کو خدا تعالیٰ اور رسول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی فرمانبرداری کرکے
مان لیوین کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ اب ہی مین کہ ہم مومنین احکام قرآن و حدیث کو واقعی طور پر دل و جان سے مان لین اور
خدا نخواستہ خیالات فلسفہ کو دماغ مین متمکن کرکے مجاوین نہ کہلا مرتع دین حق سے باہر نکل جاوین نعوذ
باللہ من الحور بعد الکور۔ اور کوئی مسلمان بہی وجود ملائکہ سے عموماً اور حضرت جبریل امین علیہ السلام سے خصوصاً کیونکر منکر
ہوسکتا ہی جبکہ قرآن و حدیث انکی وجود و حیثیت پر ناطق ہین اگر اور دلائل ہے علاوہ اور بہی ثبوت بکار ہو تو سن لیجیے
کہ قرآن مجید صاف صاف شہادت دیتا کہ سامری نے حضرت جبریل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی جو مٹی اوٹھالی تہی وہ
بناوٹی گوسالہ کے قالب مین ڈالدی تہی وہ زندہ ہوکر آواز کرنے لگا جس سے بنی اسرائیل دہوکہ مین اکر گوسالہ پرستی مین
مبتلا ہوگئے پھر جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے سامری سے پوچھا جیسا کہ قرآن مجید مین آیا ہے فما خطبک یا سامری تو سامری
نے اسکا جواب بیان فرمایا بصرت بما لم یبصروا بہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا
اور تفسیر مشہورہ مین لکہا ہے کہ ایک قراءت مین من اثر فرس الرسول بہی آیا ہے پس قرآن شریف سے تحقیق ہوا کہ
نبیون کے سوا بعضے اور لوگون نے بہی فرشتون کو دیکہا ہے اور صحیحین عمر والی حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حضرت جبریل ایمان اور اسلام اور احسان کے معنے پوچھنے کو بصورت شریف لائے جنکو بہت
صحابہ کبار نے دیکہا اور نیز جنگ بدر وغیرہ مین فرشتون کو صحابہ کرام کا دیکہنا ثابت ہے جسکا انکار ایماندار کی
مجال نہین ہے تفسیر فتح العزیز مین من کان عدوا للہ الآیۃ کے نیچے لکہا ہے کہ حاکم نے مستدرک مین روایت
کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت مین جا نکلا تو آپکے پاس
حضرت جبریل علیٰ نبینا و علیہ السلام کو دیکہا آپنے فرمایا افسوس جس نے سوا نبیون کے جبریل کو سر کی آنکہون سے دیکہا تو وہ نابینا

ہو جاتا لیکن بیٹے تیرے ہوئی حق تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ نابینائی تجھے آخر عمر میں لاحق ہو چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے یہہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور نیز اسی تفسیر میں ضمن قصہ پیدائش حضرت
آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام لکھتے ہیں کہ اکثر اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ کا اسپر اتفاق ہے کہ فرشتے اجسام
لطیفہ نورانی ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی طاقت بخشی ہے کہ جس شکل سے متشکل ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں اور اہل تجارب
کشف کے رو سے ان صورتوں پر مطلع ہوتے جاتے ہیں اور کبھی کبھی عقلمندوں کو انکی عجائب تاثیریں حل
مشکلات اور کفایت مہمات میں نمودار ہوتی ہیں چنانچہ حکماء نے لکھا ہے کہ جالینوس کو ایسی درد جگر لاحق
ہوئی کہ اسکے علاج سے عاجز ہو ایکدن خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل فرماتا ہے کہ دست راست کی بڑی انگلی اور انگوٹھے
اور سبابہ کے درمیان ہے فصد لے کہ تجھ سے فصد ہوگی اسنے ایسا ہی کیا تندرست ہوگیا اور شریعتوں میں تواتر سے ثابتہ
ثابت ہے کہ فرشتے ان گنت ہیں اور سب مخلوقات سے زیادہ اور صحیح حدیثوں کے رو سے فرشتوں کی خدمتیں
یوں ثابت ہیں کہ بعضے حاملان عرش ہیں اور بعضے اکابر ملائکہ بڑے بڑے کام انکی تدبیر سے وابستہ ہیں جیسا کہ حضرت
جبرئیل صاحب وحی و علم اور حضرت میکائیل صاحب رزق اور غذا کے اور حضرت اسرافیل صاحب لوح محفوظ اور صور
اور نفخ ارواح کے اور حضرت عزرائیل ملک الموت ہیں علیٰ نبینا و علیہم السلام اور بعضے فرشتے خازن بہشت کے
اور بعضے زبانیہ دوزخ کے اور بعضے محافظ بنی آدم کے آفات اور بلیات سے اور بعضے اعمال بنی آدم کے لکھنے والے
اور بعضے دنیا کے نظام پر موکل ہیں جیسا کہ ملک الجبال یہہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر عزیزی کا اور دوسری جگہ یہہ بھی
تفسیر میں ان خدمتوں کی توکیل اور تفویض کے دلائل لکھے ہیں خوف طوالت کی جہت سے نقل نہیں کیے گئے الغرض فرشتوں کے
اور جسم انکار کرکے انکو وہمی قوتیں جاننا مسلمانوں کا کام نہیں ہے الحمد للہ تعالیٰ کہ اس خام خیال خانصاحب بہادر
کا رد جواب قرآن و حدیث کی سند بطور مناسب کے ساتھ مرقوم ہوا باقی خیالات کے رد میں اگر اسقدر
بسط ہو تو ہم الطویل الذیل ہو جائیگا اور ناظرین کم رغبت یا قلیل الفرصت کو تصدیع پڑیگا اسلئے
اب باقی خیالات کے رد میں ایکدو آیت و حدیث کے ذکر پر کفایت کرونگا واللہ ہو الہادی - دوسرا
خیال خانصاحب بہادر کا یہ ہے کہ بہشت و دوزخ دونو بالفعل موجود نہیں جیسا کہ صفحہ ۳ تفسیر القرآن میں لکھا ہے
اُعِدَّتْ جسکے معنی طیار اور آمادہ ہیں اس لفظ پر علماء اسلام نے استدلال کرکے یہہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ

الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ مَخْلُوْقَتَیْنِ یعنی جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہو چکے ہیں یعنی بالفعل موجود ہیں مگر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ
ان آیتوں یا اُعِدَّتْ کے لفظ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے صفحہ ۳۰ و ۳۰۹ میں لکھا ہے جیسا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے
جسمیں رنگ برنگ کے گھر اور میووں کے درخت اور محل ہیں باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں دودھ و شراب و شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں
ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی و ساقینیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو بہشتیوں کو سونے کے گلاسوں میں شراب
پلا رہی ہیں الیٰ قولہ ایسا بیہودہ مضمون ہے جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں اھ
میں لکھا ہے وعدہ و وعید دوزخ و بہشت کے جن الفاظ سے بیان ہوئے ہیں ان سے بعینہ وہی اشیاء مقصود نہیں بلکہ اسکا بیان کرنا صرف
اعلیٰ درجہ کی خوشی و راحت کو فہم انسانی کے لایق تشبیہ میں لانا ہے انتہیٰ بلفظہ غور کرنا چاہیے کہ فی الواقع خانصاحب بہادر نے
نہایت تعجب کیا ہو کہ بمقابلہ علماء اسلام جو اکابر مجتہدین اور مفسرین اور فقہاء محدثین ہیں قرآن کے مضمون سے تعلق رکھتے ہیں
قرآن مجید جو عربی زبان میں فصیح بیان ہے اسکو حقیقت سے نکالکر مجاز کیطرف کھینچا علاوہ ازاں مشکل ہی نکالا اور رسول کریم
علیہ التسلیم کے سب اولی الالباب بھی اسکو اسی طرح سمجھتے ہیں کہ جہاں حقیقت متعذر ہو وہاں مجاز کیطرف رجوع کیا جاتا ہے اور برخلاف
اسکے جگہ جگہ مضامین قرآن میں کو مجاز اور تشبیہ پر محمول کرنا سخت بیجا اور نامقبول ہے اگر کسی عصر کے بعد بیان کرنے اصلی
معنی آیت کے کسی فلسفی فکر کے موافق کوئی تاویل جدید گھڑے تو خانصاحب بہادر کو اس سے سند نہیں مل سکتی کیونکہ خانصاحب
بہادر تو حقیقی معنی کے قائل ہی نہیں ہیں صرف تشبیہ اور مجاز کے قائل ہیں پس کوئی بھی مفسر اہل اسلام انکے موافق نہیں ہے
انکا کسی سے اتفاق نہیں آپ ذرہ غور کرو کہ دنیا میں عمدہ مکانات لذیذ طعام حسین عورتیں جو حلال انتفاع
سب دینوں میں ہوا لکھا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان بردار بندہ انکو اگر قیامت میں بجائے اسکے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کو حرام لذتوں سے
باز رکھا یقیناً حاصل ہوں اور نافرمانوں کو بسبب اتباع خواہش نفسانی کے دوزخ کی تکلیفیں لاحق ہوں تو کیا مانع ہے فطرت
انسانی کے کیا مخالف ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ عین فطرت انسانی ہے اور بموجب قرآن و حدیث میں یہ مطلب
صاف بیان ہے تو اسکا انکار تو بیدینی ہے اور کیا مقصود ہو سکتا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا ھٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا
مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

پس جو اس باغ میں پہنچا اس آدمی اور پتھر میں جاتا ہے کسی کی گئی کا ذکر نہیں تو یہ خبری وہاں والوں نیک کام کرنے والوں کو
اس باغ کی کہ انکو سوجود ہیں باغ یعنی آٹھ جنکو نام یہ ہیں جنت الفردوس جنت عدن جنت الماویٰ و دار الخلد و دار السلام
دار المقام علیین جنت نعیم اور ہر باغ ہمیشہ سرسبز ہیں انکے نیچے نہریں جاری ہیں جب رزق ہی بیجاوینگی ان
باغوں کے پھل سے رزق خواہ جسے اعلیٰ خیالی کہینگے یہ رزق بدلا ہے بلکہ یہ ہے کہ ہمکو دی گئی تھی آپ پہلے یعنی دنیا میں
مقامات اور حوال اور جو ایمان اور نیک کام کئے تھے اور دی جاویگی وہ رزق ہمرنگ اور ہمصورت یعنی باوجود تفاوت
ولذت پھر بہشتی بیبیان ہوگی تاکہ اس سکون سے لذیذ طعام کی خوشی تنہائی سے مکدر نہ ہو کیونکہ تنہائی میں سب عیش منغص ہوجاتے
ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ع بہار عمر لقائے دوستدار انست ٭ چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا ٭ بلکہ انکی خوشی کو
کامل کرینگے واسطے انکو موافق صحبت بھی دیجاویگی جیسا کہ ارشاد ہوا ہے اور انکے لئے ان باغوں میں نہروں میوہ جات
میں عورتیں ہیں جو پاک اوصاف ہونگی یعنی بد خلقیوں سے اور بول براز حیض و نفاس دوسری طبعی مکروہات سے پھر انکو
موت کا غم بھی دامنگیر نہوگا کیونکہ اگر موت کا فکر لاحق ہو تو سب نعمتیں بیکار ہیں چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے ع مرا در منزل
جاناں چہ امن عیش چوں ہر دم ٭ جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا ٭ اسلئے انکو اس غم سے بھی آزاد کیا گیا جیسا فرمایا
میں ہوونگے ان باغوں میں ہمیشہ رہینگے کذا فی تفسیر العزیز پہلے سیپارہ میں بعض قصہ یہ ہیں حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام
فرماتے ہیں وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا
کَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ
اِلٰی حِیْنٍ۔ معنی ان آیتوں کے حاشیہ پر رقوم ہوتے ہیں اب ان باغوں کی کیفیت ظاہر کرتے ہیں بہشت ایک باغ ہے انتہا درجہ
جسمیں ہر قسم کی کہانے کی چیزیں موجود ہیں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام بحکم باری تعالیٰ اسمیں تھے شادکام اور فائز المرام
رہے پھر شیطانی دھوکہ اور وسواس نے انکو وہاں نکلوایا چنانچہ آپ اس سے نکلے اور اس زمین پر اتارے گئے پس بہشت کو
برخلاف اس واقعی حقیقت کے صرف تشبیہ پر محمول کرنا بیشک انکار قرآن ہے سورہ محمد میں ارشاد ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ
وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ

مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ یعنی صفت اُس بہشت کی جسکا متقی وعدہ دیے گئے ہیں یہ ہے کہ اُسمین نہرین ہین پانی
غیر متعفن یعنی لطیف اور پاکیزہ کی اور نہرین ہین دودہ کی جسکا مزہ نہین بدلا اور نہرین ہین شراب کی جو پینے
والون کو لذت دیتی ہے یعنی شراب حلال خوش ذائقہ بر خلاف شراب حرام کے کہ وہ تلخ ہوتی ہے اور نہرین ہین شہد صاف کیے
ہوئے کی اور بہشتیون کیلئے وہان پر ہر جنس کا میوہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے انکو بخشش ہوگی کذا فی الجلالین و
فتح الرحمن وغیرہما اب ان آیات کی دلیل سے اہلسنت نے عقیدہ مقرر کیا ہے کہ بہشت اور دوزخ موجود و مہیا
ہین جیسا کہ احادیث صحیحہ متواتر المعنی سے بھی یہی ثابت ہے کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ اسلیے بہشت اور دوزخ کے
اعتقاد کرنے اور انکے حق ہونے پر نجات منحصر ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن نسائی مین آیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر یقین کیا اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو بھی مانا اور حضرت عیسے کو
خدا تعالیٰ کا بندہ اور اسکا کلمہ جو مریم کیطرف القا ہوا اور روح اسکی جیسا مانا اور بہشت اور دوزخ کے حق ہونے پر بھی یقین
کیا تو اللہ تعالیٰ اسپر آٹھون بہشتون کو مباح کردیگا جس دروازہ سے وہ چاہے داخل ہوجاوے گو عمل اسکے برے ہی ہون کذا فی الحصن
الحصین یعنی عقیدہ اہلسنت وجماعت سے نجات ہوگی جسکا مدار بہشت پر اور دوزخ پر حکم ہے پس باوجود اسکے اگر
خانصاحب بہادر تخمیناً بہشت اور دوزخ کو تشبیہ محمول کرکے دہمکاتے ہین اور علماء اسلام کو بیہودہ فرماتے ہین تو بیشک جہال کو
اپنے ساتھ متفق کرکے خوشی منائین ورنہ اہل علم کے نزدیک تو انکے خیالات محض ہذیانات اور خرافات ہین فہم سے
خانصاحب علوم عربیہ سے ایسے ناواقف ہین کہ حالت رفع اور نصب مین تمیز نہین کرتے جیسا کہ عبارت عقیدہ
علماء اسلام کو یعنی اَلْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوْقَتَانِ کو مخلوقتین لکھتے ہین چنانچہ صفحہ ۷ مین منقول ہوا ہے پھر دعویٰ یہ ہے
کہ علماء اسلام ہوگئے اور معنی غور سے علانیہ جہل نعوذ باللہ من الحور بعد الکور فی الواقع اگر انکو علم کامل ہو جاتا تو غیب
ہوتا تو اس قدر الحاد اور فساد دین نہ کرتے تمام خلل یہ ہے کہ خانصاحب بہادر تفسیر القرآن کے صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین کہ اِذْ قَالَ
رَبُّكَ اس آیت مین وہ ذکر شروع ہوا جو آدم کا قصہ کہلاتا ہے تمام مفسرین اسکو ایک واقعی جھگڑا یا مباحثہ سمجھتے
ہین جو خدا اور فرشتون مین ہوا تھا تعالیٰ عما یقولون تنقیح البیان کے صفحہ ۲۴ مین بھی یہ عبارت منقول ہوئی ہے پھر
خانصاحب بہادر صفحہ ۴۵ مین لکھتے ہین کہ خدا نے انسانی فطرت کی زبان حال سے آدم و شیطان کے قصہ یا خدا اور شیطان کے
مباحثہ کے طور پر اظہار کو بیان کیا ہے چنانچہ یہ عبارت تنقیح البیان کے صفحہ ۲۴ مین بھی منقول ہے فقیر کہتا ہے

آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ
تک وہ آیتین ہین جن مین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے پیدا کرنے اور فرشتون سے سجدہ کرانے اور شیطان کے
سجدہ نکرنے کا ذکر ہے جسکو تمام مفسرین اور سب اہل قرآن اور حدیث روحی واقعی اور درست قصہ جانتے ہین چنانچہ بعض صحابہ
کے ستر مین اور قرآن مجید مین کئی جگہ اسکا ذکر آیا ہے اور احادیث صحاح وغیرہ سے بھی ثابت ہے جسکے ضمن مین فرشتون اور
ابلیس کے وجود کا ایمان وارونکو یقین آجاتا ہے کہ اسکی تفسیر فتح العزیز وغیرہ خان صاحب بہادر اسکو محض ایک داستان اور
ان سب کو جاکر واقعی سچا جانے والون کو بیوقوف سمجھتے ہین کہ انکی حق مین کہا ہے تعالیٰ شانہ عما یقولون لکھتے ہین کہ حق تعالیٰ جب
ایک ذکر ایسا بیان فرماوے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی موافق اسکے بتاوے اور سارے مفسرین مجتہدین و
محدثین بھی اسکو ایک سچا قصہ جانین تو پھر اول کتاب ہی جسکو توریت وانجیل کے ایسے اقصہ پر ایمان لاتے ہین اور
واقعی جانتے ہین جیسا کہ خود خانصاحب بہادر ص ۴۳ تفسیر القرآن مین لکھتے ہین توریت مین لکھا ہے کہ خدا نے فرشتون سے کہا کہ آدم کو اپنی
صورت پر بناوین ابھی تو پھر خانصاحب بہادر اسکو جھوٹا بتاتے ہین جاکر اسکے منکر بن جاوین تو اسکا نام الحاد اور دین
سے پھر جانا نہین ہے تو کیا ہے نعوذ باللہ العظیم من ہذا الذنب الجسیم تنقیح البیان کے ص ۴۶ مین بستان المذاہب مطبوعہ لکھنؤ
کے ص ۲۳۳ سے ۲۴۶ تک نقل کیا ہے کہ بعض خانصاحب جیسے دین جو اپنی عقل پر بہت نازان تھے انہون نے عقلی دلیلین پیدا
کر کے حضرت آدم کے قصے اور شیطان کے انکار اور جنت اور نار وغیرہ کو بھی باتین تصور کر کے ان سب چیزون کی دلیلین
لکھی ہین جو اسی تنقیح البیان مین بستان المذاہب کے ص ۹۹ سے لکھا ہے اور مسیلمہ کذاب کی کتاب جسمین وہ کتاب آسمانی
ہونے کا دعوی کرتا تھا لکھا ہے جسمین لکھتے ہین کہ خدا نے ابلیس کو سجدہ آدم کا حکم دیا اور اس نے انکار کیا اور اس وجہ سے مردود ہوا یہ قول
غلط ہے کیونکہ خدا نے کسی غیر کو سجدہ کرنیکا کبھی حکم نہین دیتا اور اسنے کوئی ایسی چیز پیدا نہین کی جو آدمیون کو گمراہ کرے یہ دلیل ہے کہ
کوئی شیطان موجود نہین ہے دیکھو بستان المذاہب ص ۲۹۹) اسی طرح خانصاحب بہادر نے بھی فضول اور طول بیان کے
کئی ورقون میں لکھی ہے جسمین تنقیح البیان سے نقل ہوا ہے پس بیشک خانصاحب بہادر قرآن اور حدیث اور توریت وانجیل سب باتون
کے منکر ہوکر پیدا ہوئے فلسفہ وغیرہ کے پیرو ہین نعوذ باللہ تعالیٰ پناہ دیوے چنانچہ خانصاحب بہادر تفسیر القرآن کے ص ۴۹ مین لکھتے ہین کہ
بس ایک یہی مسئلہ کفر ہی کی نسبت جو مین لکھتا ہون امام محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم مین یہی مسلک اختیار کیا ہے
انکو جواب جیسا تنقیح البیان کے ص ۵۹ مین بھی منقول ہوئی ہے فقیر کہتا ہے کہ خانصاحب بہادر کا یہ بہتان عظیم ہے

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا پرکیونکہ قطب صمدانی عارف شعرانی کتاب یواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں لکھتے ہیں کہ سب انکی برکا عمدہ از حضرت محی الدین ابن عربی کا خصوصاً یہی اعتقاد ہے کہ ملائکہ اور دوزخ اور بہشت وغیرہ سب حق ہیں اور احکام ظاہر شرع کے تمام مسلم اور درست ہیں جیسا کہ اہلسنت کے نزدیک محقق و مقرر ہے اور اسپر بھی کا بر اہل اسلام نے تصریح کی ہے کہ فصوص الحکم وغیرہ میں جو انکی تاویلات کی ہیں جیسا کہ مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں اور نزول الحجاب وغیرہ میں لکھا ہے وہ اور یہ امر بھی اہل علم پر ظاہر ہے کہ صوفیاء کرام قرآن و حدیث کے ظاہر اور اصلی معنی کو تسلیم کر کے دوسرے معنے بھی بطور اظہار اسرار کے بیان کرتے ہیں اور یہ کشفی باتیں عند الشرع کسی پر حجت نہیں اور نہ تفسیر میں داخل ہیں کما صرح فی الاتقان وغیرہ بلکہ صرف بطور عبرت و نصیحت کے ہوتی ہیں یہ کہ خدا نخواستہ صوفیاء کرام خاکم بدہن باطنیہ کی طرح ظاہر احکام شرع کے بھی منکر ہو کر خام خیال کے پیچھے لگ کر ملحد انہ چال چلتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک الغرض سوا آیات متشابہات کے سارا قرآن مجید قصص ہوں یا احکام اپنے ظاہر پر حمل کیا جاتا ہے اور یہی عقیدہ ہے فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کا اور اقوال علماء نصاریٰ کا دیکھو تاکہ ہم اوپر لکھ رہے ہیں سو اب اہل ظواہر کو بھی چھوڑ کر خالص قرآن کے استدلال سے معلوم ہوتا کہ ابھی کچھ اور لکھنا ہے اب دیکھو کہ سورہ بقر میں ارشاد ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ پھر سورہ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ پھر سورہ حجر کے تیسرے رکوع میں ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اسکے بعد شیطان کو ارشاد ہوا وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ پھر سورہ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع کی ابتدا میں ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ یعنی اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ کیا پھر سورہ کہف کے نصف میں ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ پھر سورہ طٰہٰ کے آخر میں ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ پھر سورہ ص کے آخر رکوع میں ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ پھر جب پوچھا گیا کہ تو نے کیوں سجدہ کیا تو اس نے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ

وہ بہشت سے نکالا گیا اور رجیم اور لعنتی ہوا قیامت تک پھر اُسنے عرض کی اے رب مجھے قیامت تک مُہلت دے
یعنی کہ نہ مروں ربنے فرمایا بیشک تو مُہلت والوں سے ہے قیامت تک شیطاننے کہا پس تیری عزت کی
سوگند کرکے کہتا ہوں کہ بنی آدم سب کو گمراہ کرونگا مگر اونمین سے جو تیرے خالص بندے ہین خدانے فرمایا کہ یہہ تیری
بات سچ ہے اور مین بھی سچ کہتا ہوں کہ ضرور تجھسے اور تیرے سب تابعداروں سے دوزخ کو بھرونگا یہہ ترجمہ ہے آیات
سورہ ص کا پس غور کرو کہ جسنے خانصاحب بہادر کیطرح فرشتے و شیطان اور جن کو موہوم چیزین خیال کرکے
اِنکے وجود اور واقعی الحواس گفتار اور تکرار سے اِنکار کیا تو بیشک قرآن مجید کی چھہ سات سورتونکی بہت
سی آیتوں سے منکر ہوا نعوذ باللہ الکریم من غضب الکفر العظیم اور جیسا قصے کے زبان حال کو بھی بیان نیچر تفسیر القرآن کے
صفحہ ۳۰ مین ایک آسمان اور دوزخ بولنے کو (جو قرآن مجید میں منقول ہے) دلیل گردانا گیا ہے نیچری صاحب تفسیر القرآن کا خیال ہے کہ جسطرح
قرآن مین ایک آسمان و دوزخ کا اللہ تعالیٰ سے باتین کرنا زبان حال سے مذکور ہے ویسا ہی قصہ آدم و شیطان و ملائکہ کا بھی بیزبان حال سمجھے کوئی
تو اسکا جواب یہہ ہے کہ سب دانشمندونکی عقل کا اسپر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق الخلق نے جیسے انسان کو زبان بیان دیکر دوسری ذی
روح چیزوں پر ممتاز کیا ہے پس اگر وہی خالق الکل اب چاہے کہ غیر ناطق چیزیں مجھسے بات چیت کرین تو ہرگز کوئی بھی مانع نہین کہ
حیوانات یا جمادات یا نباتات اللہ تعالیٰ کے ارادے سے اپنا تخالف ظاہر کرین اوسکی قدرت سب پر عیاں ہے کہ إنما
أمره إذا أراد شيئا أن يقول له كن فيكون فرمان ہے پس خانصاحب بہادر جو زمین و آسمان و دوزخ کیطرفسے اللہ تعالیٰ
کے جواب مین بات چیت کرنے کو زبان حال سے بطور وہمی خیال کرتے ہین یہہ اونکی غلط فہمی اور پناہ بخدا اونکا قدرت الٰہیہ
کا ہے پس جس خالق نے انسان کو زبان بخشی اور قوت تکلم عطا فرمائی اگر وہی ذو الجلال والاکرام دوسری چیزوں کو
جو ہماری نظروں میں بیزبان اور غیر حیوان ہین زبان دیدے اور وہ چیزین اللہ تعالیٰ سے کلام کرین اور باری تعالیٰ اپنی کلام صداقت
نظام میں انکا بیان فرماوے تو وہ کون مسلمان ہے کہ اسمین شک لاوے پھر جن صوفیوں کی باتوں پر اعتبار کرکے خانصاحب بہادر
انکے ہمراہ ہوکے اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہین انمین سے ایک جلیل القدر صوفی کا بیان ہے ۔ باد و خاک و آب و آتش بندہ اند
با من و تو مردہ باحق زندہ اند ۔ پیش حق آتش ہمیشہ در قیام ۔ ہمچو عاشق روز و شب پیچان مدام ۔ الحق
صوفیوں سے اپنا اتفاق ظاہر کرنا خانصاحب بہادر کا عوام اہل اسلام کو دھوکہ دینا ہے کہ انکی دام میں پھنس جاوین کہان
صوفیائے کرام کی مقال اور کہان انکی بول چال اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر لاوے اور پیچ و خم سے بچاوے جو تہا خام خیال

خانصاحب بہادر یہ ہے کہ نبیوں کے معجزات کا انکار کرتے ہیں چنانچہ تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۲ میں جو تنقیح البیان کے صفحہ ۱۱۷
میں منقول ہے لکھا ہے کہ ہم آیات بینات سے جن کو وہ خدا کی طرف سے بولا گیا ہے وہ چیز مراد نہیں لیتے جسکو لوگ معجزہ
یا معجزات کہتے ہیں گو مفسرین نے اکثر مقامات میں بلکہ قریباً کل مقامات میں ان الفاظ سے معجزات ہی مراد لیے ہیں مگر یہ غلطی
ہے معجزہ پر آیت یا آیات کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ معجزہ اگر مطلوب ہے پر اثبات نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر
دلالت نہیں کرتا اھ پھر صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶ میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے ظاہر ہوگا کہ آنحضرت نے
کسی ایک شخص کے اور نہ کسی گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں کہا کہ اسکے پہلے اسکے سامنے کوئی خرق عادت
کی ہوا لے تو لا اور اسکا ثبوت خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے جہاں کہ آنحضرت سے فرمایا ہے قالوا لن نؤمن لک حتی
تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا
او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون
لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا
نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان
کذب بہا الاولون اور ترجمان آیات کا جو خانصاحب بہادر نے لکھا ہے وہ شیعہ پر منقول ہوتا ہے صفحہ ۱۴۹ میں ہذہ
ناقۃ اللہ لکم آیۃ کیونکہ وہ اونٹنی فی نفسہ کوئی معجزہ نہ تھا اور تہذیب الاخلاق من جمادی الاول ۱۲ ماہ
سنہ ۱۳۰۹ نبوی مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری و سنہ ۱۸۷۶ء کے صفحہ ۵۰ کی سطر ۶ میں لکھا ہے کہ معجزات حقیقت میں ایک
بہان متی کا سا انگ تہا انتہی کذا فی تنقیح البیان صفحہ ۱۳۷) فقیر کہتا ہے کہ مطلب خانصاحب بہادر کا معجزات کے
انکار سے اور علی ہذا جبرئیل امین علیہ نبینا وعلیہ السلام کے وجود اور آنے کے انکار سے اپنی پیغمبری کی سہولیت ثابت کر لینا ہے کہ
جیسا اگلے نبیوں سے کوئی معجزہ نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی فرشتہ انکے پاس وحی لیکر آیا صرف دل خیالات سے وہ نبی ہو گئے
تھے ویسا ہی خانصاحب بہادر بدون کسی معجزہ و نزول وحی کے صرف اپنے مجنونانہ خیالات سے شرع اسلام کو نسخ اور تبدیل
کر کے اپنی پیغمبری کا ڈنکہ بجا رہیں گے حاشا و کلا سے کلاہ خسروی و تاج شاہی بہ ہر کل کے رسد حاشا و کلا
جبتک علماء اسلام موجود ہیں آپ اور صرف کو اور علم دین سے عاری کب قرآن کو تبدیل و تحریف معنوی کر سکتے
ہیں کوئی نہ کوئی خدا کا بندہ کمر بستہ ہو کر دندان شکن جواب لکھیگا اور عقل و نقل دونوں کے رو سے غلطی

ظاہر کر دیا تھا تا کہ مسلمان بھائی ایسے دین کے بگاڑنے والوں کے پنجہ سے نجات پاویں خانصاحب بہادر جب خود مقر ہیں
کہ مفسرین نے آیات سے معجزات مراد لیے ہیں گر یہ انکی غلطی ہے سو درحقیقت مفسرین کی غلطی نہیں کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں
قرآن و حدیث کے مطابق کہتے ہیں جیسا کہ منقولات متعددہ سے دلیلوں پر روشن ہو چکا اور یہاں پر بھی خانصاحب کی آیات منقولہ
جو نفی معجزات پر کہ بطور نشانات پر دلیل لکھے ہیں صحیح پایا جاتا ہے کہ مراد الآیات سے معجزات ہی ہیں کیا معنی کہ خانصاحب بہادر
نے اللہ تعالیٰ کے آیت وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون کو جو پہلے
(اور ہمکو منع نہیں کیا معجزات کے بھیجنے سے مگر یہ کہ جھٹلایا ان معجزوں کو پہلوں نے)
آیات منقولہ کے قبل کی ہے اور نیز بعد نقل کر دی اور اظہار حق کا مقتضی ہو جاتا ہے کہ مراد اس آیۃ کی لفظ الآیات سے
معجزات ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کی آیات کے نازل کرنے سے کبھی نہیں رکا سارا قرآن تمام کمال نازل ہو گیا البتہ
معجزات کو دیکھ کر جب کفار ایمان نہ لائے اور بے ایمانی و تکذیب پر ہی اصرار کرتے گئے تو اللہ تعالیٰ نے معجزات کا ظاہر کرنا جبتک مصلحت
نہ تھی روک دیا تا کہ دنیوی عذاب میں توقف ہو اور توبہ کا موقع ملے سبحان من سبقت رحمتہ علی غضبہ اور ایسے معجزات
مقترحہ کفار کا اظہار کرنا جنکے طلب کرنے میں کافروں کی نیت رستی پر آنے کی نہ ہو بلکہ صرف جھگڑنا اور جھٹلانا ہی منظور ہو
کچھ ضرور نہیں مصلحت نہیں ہے اگر اس قسم کے معجزات کسی خاص وقت میں کبھی آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ واخوانہ وعترتہ وسلم سے
ظاہر ہوئے تو کچھ قباحت نہیں ہے کہ اس سے نفی معجزات کی پائی جاوے جیسا کہ خانصاحب بہادر کا خیال ہے کیونکہ بہر دو صورت نہیں
ہے معجزات جو ان معجزات مقترحات پر کہ ابتدا آپ سے ظاہر ہوئے جیسے قرآن و حدیث ناطق ہے جسکا مفصل ذکر آتا ہے پس
پہلی آیات سے ثابت ہے کہ معجزہ مقترحہ کفار سے انکار تھا اور اخیر کی آیت صریح فرماتی ہے کہ معجزات ہمیشہ جاری ہے صرف کفار کی
شرارت کے سبب کبھی انمیں رکاوٹ ہو گئی اب ان آیات کا جنکو خانصاحب بہادر اور یون کی طرح نفی معجزات پر دلیل
لاتے ہیں جو صفحہ علماء اسلام نے اسکے شافی جواب دیے ہیں چنانچہ فقیر نے بھی نغمہ طنبور کے رد میں کسیقدر لکھا ہے
مطلب یہ ہوا کہ کفار نے مکابرہ اور بے ادبی کی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا کہ ہم تیری بات کبھی نہیں مانینگے
جبتک تم ہمارے لیے پانی کا چشمہ جاری نہ کرو یعنی جیسا کہ موسیٰ نے کیا تھا یا تمہارے لیے ایک باغ ہو جسمیں کھجور اور انگور ہوں
یعنی جیسا کہ ابراہیم پر آتش فرو و باغ ہو گئی یا ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو (بوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام) جیسا کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اونچا کیا
گیا تھا) یا تم خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھ لاؤ یعنی جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے خدا کے دیکھنے کو کہا تھا) یا تمہارے
لیے سونے کا گھر ہو یعنی بہشت جیسا کہ ادریس بہشت میں چلے گئے تھے) یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ یعنی جیسا کہ مسیح آسمان

چڑھ گئی تھی) اور ہم ہرگز یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک کہ تو اتار لاوے ہم پر ایک کتاب جو ہم پڑھ لیں) نبی جیسا
موسے توریت کے الواح لاتے تھے خدا نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ رب میرا پاک ہے میں اور تو کچھ نہیں مگر ایک آدمی پیغام پہنچانے
والا ہوں پھر جب نقل کرنے خانصاحب بہادر ان آیتوں کو اسپر اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہمکو ایسے معجزات کے بھیجنے سے اور
کوئی رکاوٹ نہیں مگر یہ کہ پہلے ہی سب لوگوں نے ایسے معجزات دیکھکر تکذیب ہی کی تھی اور ایمان نہیں لائے تھے نبی معجزہ
تو صرف وسیلہ ایمان لانے کا نبی کی تصدیق کرنے کی عاجز کرنے کی راہ ہے پھر جب معجزہ سے ایمان کی امید نہو کافر
عناد و فساد کے رو سے جگہ اتمام کرنے کو معجزہ طلب کریں تو سکے اور دکہلانے سے کیا فایدہ ہے ایسے معجزات مقترحہ دکہلانیکی نبیونکو
کچھ ضرورت نہیں ہے تو اللہ تعالی کو متقیون کی ہدایت منظور ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ قرآن کی صفت ہے اصلی کافروں فاسقوں
کی ہدایت کچھ لوگوں کی نہیں ہے انپر صرف الزام حجت کرنا ہوتا ہے وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور الکافرین اور
الفاسقین وغیرہ تفسیر فتح العزیز سورہ النازعات میں لکھا ہے فرعون کا قول بلی ہو غرض الزام حجت و تخویف محض تھوڑا
اور نزول معجزات کا باذن اللہ ہے انبیا تابع مرضی الٰہی کے تھے متصرف حقیقی اور فاعل تحقیقی اللہ تعالی ہی ہے اسکے حکم و ارادہ میں
جب خدا چاہتا تھا انکو ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتا تھا اور جب نہیں چاہتا ہے ظاہر نہیں فرماتا ہے اسکی حکمت وہ خود خوب جانتا ہے چنانچہ
الوہیت اور عبودیت کا تقاضا ہی یہ ہے ان آیات سے انکار معجزات نکالنا قرآن پر ایمان لانے والوں کا کام نہیں ہے الغرض
یہ آیتیں مطلقاً معجزہ کی نفی پر ہرگز دلالت نہیں کرتی ہیں بلکہ انبیونکے معجزات پر اشارہ کر رہی ہیں چنانچہ ترجمہ میں ظاہر ہے
لکھا ہے صرف معجزہ مقترحہ اور کارخانہ خدائی میں شرکت کی نفی پر یہ آیات نبیات دال ہیں دیکھو حضرت عیسے علی نبینا و
علیہ السلام کا تو وجود سو وہی معجزہ تھا اور قرآن مجید میں انکے بہت سے معجزات کا ذکر ہے وہ بھی معجزہ مقترحہ کے دکھلانے سے
انکار کرتے تھے ورنہ عبودیت بھی روشن ہو جاتا تھا جیسا کہ انجیل متی کے باب ۱۲ کی آیت (۱۲۰۱۱) سے ظاہر ہے الحاصل
خانصاحب بہادر کی غلطی پر اہل علم و عقل کو یقین اگر دل آجاتا ہے لازم ہو گیا کہ مفسرین کی غلطی نہیں بلکہ صرف
خانصاحب بہادر ہی لفظ لفظ میں غلطی کر رہے ہیں دیکھو (رُقِیِّکَ) مشدد کے معنے منشی کے کر رہے ہیں جیسا کہ انکا ترجمہ منقولہ
حاشیہ صفحہ ۴۹ بتا رہا ہے حالانکہ اطفال مکتب بھی تشخیص کر رہے ہیں کہ رقیک مشدد کے معنے چڑھنے کے نہیں ہیں صرف قرآن مجید کے
ترجمہ اور تفسیرین اور لغت کی کتابیں بتا رہی ہیں خدا انکو علم دیوے ہدایت کوئی نہو۔ اب مناسب وقت ہے کہ
اختصار سے پہلے نبیوں کے معجزات قرآنی ذکر کروں تاکہ بندہ زادوں کو تفسیر القرآن کی واہیات سے کمال نفرت

حاصل ہو سورہ والصافات مین ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے جب کافرون کے بت توڑے اور جوابا کیا تو انھون نے کہا بعضا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے قالوا ابنوا له بنيانا فالقوه في الجحيم یعنی کافرون نے باہم کہا کہ ابراہیم کے لیے ایک عمارت بناؤ یعنی
اوسمین بہت آگ جلاؤ) پھر اسکو اوس آگ مین ڈالو کذا فی فتح الرحمن وغیرہ اور سورہ انبیا مین ہے قالوا حرقوه وانصروا
آلهتكم ان كنتم فاعلين. قلنا يا نار كوني بردا وسلاما على ابراهيم یعنی کافرون نے آپس مین
کہا کہ ابراہیم کو جلاؤ اور اپنے خداؤن کو مدد دو اگر کرتے ہو القصہ آگ مین ڈالا تو خدا نے فرمایا ہم نے کہا اے آگ سرد اور سلامت ہو جا ابراہیم
پر کذا فی فتح الرحمن وغیرہ دیکھو آگ کا گلزار بنا دینا کیسا اچھا اور درست کا معجزہ ظاہر کیا اور سورہ بنی اسرائیل مین ہے وآتينا
ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها یعنی اور دی ثمود کو اونٹنی تاکہ نشان ہو پس ظلم کیا اسکے ساتھ اور
سورہ اعراف مین ہے قد جاءتكم بينة من ربكم هذه ناقة الله لكم آية یعنی
حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا بیشک آئی ہے تمہارے لیے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی ہے خدا کی تمہارے لیے نشانی
اور سورہ والشمس مین ہے فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقياها یعنی پس کہا انکو خدا کے رسول نے علی نبینا وعلیہ السلام
حضرت صالح علی نبینا وعلیہ السلام تھے بچو خدا کی اونٹنی اور اسکے آبخورہ کو خدا کی اونٹنی ایسی کہ بلا ماں باپ کے
بحکم خدا پتھر سے پیدا ہوئی تھی اور دلیل اور نشانی تھی قیامت پر اور مردون کے زندہ ہونے پر کذا فی تفسیر فتح العزیز
وغیرہ صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہما مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک مین جب ثمود قوم صالح
کے مکانون مین پہنچے تو آپنے صحابہ کو فرمایا کہ انکے کنوون سے پانی نہ پیو اور اپنے چارپایون کو بھی نہ پلاؤ اور انکے مکانون مین جاؤ
مگر روتے اور پھر آپنے سر مبارک پر چادر اوڑھی اور جلد اس وادی سے گزر گئے پھر تفسیر معالم التنزیل مین اسکے اخیر روایت
حضرت جابر رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ آپنے فرمایا ابی تم اپنے رسول سے معجزہ نہ طلب کیا کرو یہہ قوم صالح کی انہون نے
اپنے رسول سے اونٹنی کا سوال کیا تھا اللہ تعالے نے معجزہ بھیجی اونٹنی پیدا کی پس انہون نے خدا کے حکم سے سرکشی کی پھر پس اللہ تعالے
نے اون سب کو ہلاک کیا انتہے ترجمہ ہو حدیث بخاری بھی ترمذی بھی انکا سورہ اعراف مین ہے قال ان كنت جئت
بآية فأت بها ان كنت من الصادقين فالقى عصاه فاذا هي ثعبان مبين و
نزع يده فاذا هي بيضاء للناظرين یعنی فرعون نے کہا اگر تو اے موسی لایا ہے کوئی معجزہ پس حاضر کر اگر ہے تو سچا
دعوی پیغمبری مین پس ڈالا یعنی موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنا عصا پس اچانک وہ عصا ظاہر اژدہا ہو گیا اور باہر لایا یعنی موسی نے اپنا ہاتھ

پس اچانک وہ ہاتھ نورانی ہو گیا دیکھنے والون کی نظر مین جب یہ آیت چھوڑکر جہان ذکر ہے کہ جادوگرون نے رسیون کو سانپ بنا دیا فرمایا ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ یعنی اور وحی بھیجی ہمنے موسیٰ کیطرف کہ تو ڈالدے اپنا عصا پس اچانک وہ عصا نگلنے لگا انکے جھوٹ بنا ظاہر کرنے کو جو وہ لاتے تھے بیچ فرمایا وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ یعنی اور ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے کہا انہوں نے ہم ایمان لائے پروردگار عالمیان پر جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے علی نبینا علیہما السلام سبحان الله جب جادوگر کافر بھی نبیون کے معجزے دیکھکر ایمان لاتے تھے اور خانصاحب بہادر مسلمان کہلاکر معجزون کے منکر ہو کر انکو سانگ بتاتے ہین سے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا، سورہ آل عمران میں ہے اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ بیشک مین بناتا ہون تمہارے لئے مٹی سے شکل پرندہ کی مانند پس مین پھونکتا ہون اسمین پس ہو جاتا ہے پرندہ خدا کے حکم سے اور مین اچھا کر دیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہون مردہ کو بحکم خدا اور سورہ مائدہ مین الله تعالیٰ انہین معجزون کا حضرت عیسیٰ کو دینا تصدیق فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ یعنی اور جب تو بناتا ہے یعنی پیدا کرتا ہے علی نبینا وعلیہ السلام مٹی سے مانند شکل مرغ کی میرے حکم سے پس تو پھونکتا ہے اسمین پس ہو جاتا ہے پرندہ میرے حکم سے اور تو اچھا کر دیتا ہے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب تو نکالتا ہے مردون کو یعنی قبرون سے میرے حکم سے کذا فی فتح الرحمن وغیرہ پس ان قرآن کے محکم حکمون کے رو سے اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ الله تعالیٰ نے نبیون کو بیشک معجزات دیئے انکی تائید کی ہے اور خانصاحب بہادر معجزات سے منکر ہو کر اور انکو سانگ بتا کر اہل اسلام سے جدا ہو گئے جاتے ہین نعوذ باللہ من الحور بعد الکور اب بیان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سید المرسلین صلی الله علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعضے معجزہ قرآنی ذکر کرون تاکہ خانصاحب بہادر کا پورا رد ہو جاوے اور شاید کہ انکو بھی حق کی توفیق ہو انکار کو اقرار سے بدلا دو سورہ قمر کا ابتدا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا اور کافر دیکھتے ہین معجزہ دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جادو ہے ہمیشہ کا

عیسائی علما اعتراض کرتے ہین کہ بعضی تفسیرون مین لکہا ہو کہ یہ شق القمر قیامت مین ہوگا جواب یہ ہے کہ سب کے
سب مفسر متفق ہین اسپر کہ یہ شق القمر باشارہ انگشت شہادت خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب استدعا کفار ہوا ہے
کسی نے بطریق ضعف جو یون لکہا کہ قیامت کو ہوگا تو مطلب اسکا بیان ضعف اس توجیہ کا تہا جیسا کہ ذکر کرنا اسکا لفظ قیل سے اسپر شاہد ہے
کیونکہ آیت وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً اس توجیہ کا باطل کر رہی ہے کیا سبب کہ قیامت کو تو کوئی معجزہ کافرونکو نہین دکہایا جاویگا
جسکے جواب مین وہ کہینگے کہ یہ قدیم کا جادو ہے تو اب صاف ثابت ہوا کہ شق القمر واقع ہوا جسکو دیکہکر ابوجہل وغیرہ نے جہٹلایا
اور جادو بتایا چنانچہ سب حدیثون کی کتابون مین یون ہی لکہا ہے پس عیسائی علما بسبب اپنی کم علمی یا ہٹ دہرمی کے
اسکو نہین مانتے تو کچہ مضایقہ نہین ہے کیونکہ حاسدین کیا کیا نہین کہتے مسلمانونکے علما مفسرین اور محدثین کے سچے بیان ہین علاوہ
غیر دین والونے بہی اس معجزہ کے واقع ہونے کو مانا ہے رسالہ الحجۃ احمدی مطبوعہ بنگلور واقعہ ۱۲۹۸ہجری کے صفحہ ۲۵ مین لکہا ہے
اور محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ مقالہ یازدہم مین لکہا ہے کہ یہ معجزہ شق القمر کا سامری نام راجہ ملیبار نے جو کرنانک مین تہا بچشم
خود دیکہا اور اپنے دفتر مین لکہوا دیا اور حبیب بن مالک اور مالک بن دینار تاجران عرب سے دریافت کیا اس معجزہ کی تصدیق
پاکر ایمان لایا اور دوسری تواریخ مین پایا جاتا ہے کہ راجہ بہوج حاکم دکن نے یہ معجزہ شق القمر اپنی آنکہہ سے دیکہا اور سنسکی راجہ
راند نے سنا اور پنڈتون سے دریافت کرکے بعد تصدیق تو ایمان لایا انتہی علی ہذا القیاس اور معجزات قرآنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ایسے ہین جنکو اہل کتاب بہی تسلیم کرتے ہین جیسا کہ تنقیح البیان جواب تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۲ مین لکہا ہے اور حضرت رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو بکثرت معجزہ دکہائے ہین جیسا کہ آل عمران رکوع ۲ و انفال رکوع ۲ و رکوع ۵ وغیرہ مقامون مین مذکور ہے جنکا اقرار
علما اہل کتاب نے بہی کیا ہے دیکہو فہرست قرآن مرتبہ پادری ویری صاحب مطبوعہ لدیانہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۲۵ مین بلفظہا
اور جو معجزہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیثون مین آئی ہین انکا ثبوت بہی قرآن مجید سے ہو سکتا ہے جیسا کہ رئیس المفسرین
مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز کی پہلی جلد مین ذیل آیت وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ
بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ کے لکہتے ہین کہ اس آیت کے معنے یون بہی ہو سکتے ہین کہ یہودی لوگ اگرچہ حضرت جبرئیل کی عداوت سے
کافر ہوگئے مگر یہ بات قرآن کے انکار کا سبب نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بہیجے ہم نے جبرئیل کے ہاتہ پیغمبر احمد پر بہت معجزے اور کہلے
ہین جیسا کہ فراق مین ستون کا رونا اور درختون نے انکا حکم ماننا اور پتہرون اور ہرنون نے آپکے پاس شکایات اور عرض حاجات
کرنا اور پتہرون اور درختون کا انکو سلام کرنا اور اپنا واقعی حال انکے علما یہود وغیرہم کو جواب باصواب دینا اور

کسی معجزے کو سب بلکہ تمہارے پیغمبر کی صحیح نبوت پر یقین دلا دیتی ہیں اور ایسے باترتیب اور دیکھے گئے معجزوں کا انکار نہیں کر سکتا ہے
اگر وہ شخص جو کہ دین اسلام کے دائرہ سے بالکل نکل جائے اور کسی اپنے آئین پر ایمان نہ رکھے یعنی اگر وہ کسی دین کو مانتا ہو تو اس پیغمبر
صاحب دین کے معجزوں کو بھی ماننا پڑیگا یہ ترجمہ عبارت تفسیر فتح العزیز کا فقیر کہتا ہے کہ یہ معجزے اور ایسا ہی صدہا دوسرے معجزے
جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے مشہور ہیں اگر انکی سندیں صحیح حدیثوں سے نقل کروں تو ایک دفتر طول الذیل مرتب
ہو جائے اسلئے انہیں ذکر خیر پر کفایت کر کے ایسے نتیجہ سے مطلع کرتا ہوں کہ سب کے نزدیک قرآنی اور متواتر اور مشہور معجزوں کا
انکار کفر تک نوبت پہنچا دیتا اور منجملہ الحاد کے ہوئے ہیں بعضے علماء غیر مقلدین نے بھی نواب صاحب کے دجال ہونیکو ثابت کیا ہے تنقیح البیان
کے ص ۲۲۲ میں مرقوم ہے کہ کتاب اقتراب الساعۃ مصنفہ مولوی صدیق حسن خان صاحب کے ص ۲۳۹ میں منجملہ تیس نفر دجالوں کے جنکی خبر
صحیح حدیثوں میں آئی ہے خان صاحب بہادر کو اٹھائیسواں دجال شمار کر کے انکی صفت یوں لکھی ہے کہ ان دنوں میں جمہور بطانیہ ۱۲۹۳
ہجری کے بعد ایک شخص سید احمد خان نامی کشمیری الاصل دہلوی الوطن جو پہلے صدر امین پھر صدر الصدور تھا اور اب ایس آئی کے
خطاب سے مشہور ہے نیچری مذہب کا بانی ہوا فرشتوں اور شیطانوں اور جنوں کے وجود کا منکر ہے اور اسلام میں غلام بن گیا ہے سو اہل کتاب
اور نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال جانتا ہے اور نصاریٰ کے شعار اور لباس کو کھانے پینے وغیرہ میں تشبہ اختیار کرنے کو روا مانتا ہے الخ یہ تحریر
تنقیح البیان کے ص ۲۲۳ تک ہے اب فقیر کہتا ہے کہ اگرچہ مولوی صدیق حسن صاحب نے بانی خان صاحب بہادر کو دجالوں میں شمار کیا ہے مگر وہ خود
بھی ہے جو اصول اور فروع میں اہلسنت کے مخالف ہو کر خان صاحب کے موافق ہیں کیونکہ اجماع امت اور قیاس مجتہد کو دلیل شرعی نہیں جانتے
دیکھو روضہ ندیہ ص و بدور الاہلہ کا ص ۲۰۹ - اور عرف الجادی کا ص ۲۴۳ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸) اور یہی مطلب تہذیب الاخلاق
۱۲۹۵ ہجری میں مرقوم ہے اور سب اہلسنت جماعت کے نزدیک ادلہ شرعیہ چار ہیں قرآن وحدیث واجماع امت وقیاس مجتہد قرآن
الاصول اور متنوں پہلے انکی تناقض ہیں کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ من التفاسیر وشروح الاحادیث وکتب الاصول
پھر مولوی صاحب بھوپالی کی اس تحریر میں جو خان صاحب بہادر پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال جانتا ہے سو تو سچا
مسئلہ ہے سب اہل اسلام یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ کو یعنی جو بسم اللہ کہہ کر ذبح کریں حلال جانتے ہیں اور اگر اسکے اہل کتاب کے ذبیحہ کو
غیر اللہ یا گردن مروڑی مرغی مراد لی ہے جیسا کہ خان صاحب بہادر انکو بھی حلال جانتے ہیں تو وہ ادعا غیر ثابت ہے اسپر تصریح حرمت
اور پھر اسی مسئلہ کے متعلقات میں مولوی صاحب بھوپالی کو خان صاحب بہادر سے اتفاق ہے چنانچہ روضہ ندیہ کے ص میں لکھتے ہیں کہ
مشرکین کی ذبائح کا کھانا روا ہے اور عرف الجادی کے ص میں ہے کہ سب کفار ذابح کو خواہ بسم اللہ ذبح کریں یا بغیر بسم اللہ

کے حلال لکہا ہے پہر نیچر تمبوا کے صفحہ ۷۲ مین بہی اسی بات کو بڑی تاکید سے ثابت کیا ہے چنانچہ فقیر نے رسالہ التصریح
ابحاث فرید کوٹ کی بارہوین توضیح مین انکی اصل عبارتین اور نیز منشا غلط فہمی کے اور وجہ اسکے تحریر کیا ہے من شاء تماماً فلیطالع
فلینظر ثمہ اور خانصاحب بہادر نے بہی تفسیر القرآن کے صفحہ ۵۰ مین کلّہ غیر کتابی کی ذبیحہ کو موافق بہوپال والون کی تصریحات کے حلال
لکہا ہے یعنیکہ قرآن سے اسکی حرمت ثابت نہین ہوتی اب بہوپال والون اور خانصاحب بہادر کا متفقہ مسئلہ خلاف چارون
مذاہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے ہوگیا یعنے اہل اسلام کل غیر کتابی کے ذبیحہ کو بحکم قرآن و حدیث حرام جانتے ہین جیسا کہ فقیر نے دلائل
حرمت کے بعد بجزوت رسالہ التصریح ابحاث فرید کوٹ مین لکہے ہین پس مولوی صاحب بہوپال اور خانصاحب بہادر کیون وقت جگر بیان
مین باوجود اتفاق اصول و فروع کے اگر ذرہ فرق تطویل کلام کا ہوتا تو سبب ہے اصول و فروع مین ان دونون کا اتفاق باہمی و مخالفت اہلسنت
کی بیان کرتا مگر مشتے نمونہ خروارے شل مشہور ہے او باطنی دونون کا ظاہر اور بزبان مخالف ہونا اکثر فرقون و دین ہے اور سمین بہی شک نہین ہے
کہ غیر مقلدین بہی نیچری ہے ہو جاتے ہین حقیقی اور واقعی تحقیق کے فضل اکرم سے مقلدین اہل اسلام ایسے مسلکون سے محفوظ ہین فالحمد للہ رب العالمین
یوافی کرے ۔ ویکافی مزیدہ کرے حسبنا اللہ ہو المقصود یہانتک تو فقط خانصاحب بہادر اصول عقائد اہل اسلام کے بگاڑنے کا بطور مشت
نمونہ خروار بیان کیا گیا ہے اب آگے فروعات دین یعنی فرائض و محرمات اسلامیہ کے انکار و تبدیل کا بہی مختصر ذکر سن لو کہ وہان بہی
خانصاحب بہادر نے کوئی فرق نہین چہوڑا ہے جیسا کہ تفسیر القرآن کے صفحہ ۹۹ مین لکہا ہے کعبہ کی طرف موہنہ کرکے نماز پڑہنا اسلام کا
کوئی اصلی حکم نہین ہے پہر صفحہ ۱۰۹ مین ہے نماز مین سمت قبلہ کوئی حکم اصلی مذہب اسلام کا نہین ہے پہر صفحہ ۱۰۹ مین ہے اختیار کرنا
سمت قبلہ کا گو وہ کیسی ہی خداپرستی پر مبنی ہو خوف و اندیشہ سے خالی نہین ہوتا اور صفحہ ۱۰۷ مین لکہا ہے ہم قدیم سے
مذہبون کا اور وحشی سے وحشی لوگون کا حال تحقیق کرتے ہین تو انہین بت پرستی کے یعنی ایک شی محسوس کے پوجنے کے آثار
پائے جاتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال حضرت ابراہیم کے زمانہ تک معدوم نہین ہوا تہا اور اسی سبب سے حضرت ابراہیم نے بہی خدا
کی عبادت کے لیے ایک بن گڑا پتہر کرا کر لیا تہا اور یہ رسم حضرت کے وقت تک قائم رہی تہی الی قولہ یہ سمجہنا
کہ کعبہ کی سمت خدا کی عبادت کے لیے مخصوص ہے محض غلطی ہے انتہی پہر صفحہ ۱۱۷ آخر مین حضرت ابراہیم بن گڑہے پتہر کی
خانصاحب بہادر یہ صفت بیان کرتے ہین کہ جو اب ہم مسلمانون مین حجر اسود یعنی الرحمن کے نام سے مشہور ہے پہر تہذیب الاخلاق
سن ابتدا جمادی الاولی لغایت رمضان ۱۲۹۶ھ مین ایک مضمون کی ذیل مین جسکی سرخی یہ ہے کہ مذہب انسان کا آخری
لکہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ کہول کہولکر تبایا کہ یہ جو کعبہ ہے ایسی نشان کا نشان ہے مگر کوئی خاص سمت اور

اگر اس نشان کے کہ نہیں ہے تاہم اس رسم کو موقوف نہیں کیا جسکے سبب سے مسلمانوں میں بیت الحرام قائم ہے اور اگر زمانہ جاہلیت
دیتا تو شاید یہی رہتا یعنی نہ کالا پتھر نہ سیاہ لباس کا گر کیونکہ جو اصول قرار دیئے تھے تو وہ لاتین کیطرف راجع تھے تو انہو بلفظ کذا
فی تنقیح البیان صفحہ ۱۵۱) عبارات منقولہ سے ہر ذی علم پر ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ باوجود قبلہ کیطرف مونہہ کرکے نماز پڑھنے کو بے اصل کہہ کے بت
پرستی قرار دیا علاوہ اسکے انبیا کو بت پرستوں کی وضع خیال کیا ہے سو یہ ذیالات خانہ کعبہ باوجود کی اعلی درجہ کی دیدہ دانی اور
بے ایمانی کی علامات ہیں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واخوانہ وعترتہ اجمعین کو جو امی الشرک والکفر اور امام الموحدین ہیں
اللہ تعالیٰ نے دوسرے سیپارہ کے پہلے اور دوسرے رکوع میں حسب منشا اپنے تین مرتبہ حکم دیا ہے کہ آپ مع اتباع نماز میں کعبہ کیطرف
مونہہ کرو چنانچہ ان آیات کو مع ترجمہ عبارت تفسیر فتح العزیز نقل کرتا ہوں فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا یعنی
پس البتہ ہم آپکو اس قبلہ کیطرف متوجہ کردینگے جو پسندیدہ ہو آپکو پسند ہو کہ وہ دوسرے تحول میں لہذا ہم بھی آپکے پسندیدہ
کو پسند کرتے ہیں فَوَلِّ وَجْهَكَ یعنی پس پھیر اپنے مونہہ کو کعبہ کیطرف نماز میں شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی جو مسجد الحرام
کے کہ اس قبلہ کے دور بنائی گئی ہے اور ہر طرف سے اسکے دروازے کا مونہہ کعبہ کیطرف واقع ہے برخلاف دوسرے مکانات کے کہ ایک
طرف سے محاذی کیے ہوتے ہیں دوسری طرفوں سے مسجد الحرام کی وجہ تسمیہ ہے کہ اہل کمال کو وہاں پر غیر اللہ کیطرف نظر حرام ہے
اور نیز وہ مسجد ایسی عزت رکھتی ہے کہ کوئی روئے زمین کی مسجد ویسی حرمت نہیں رکھتی ہو اگرچہ قبلہ آپکا پسندیدہ ہے اور آپکے کمال کے
مناسب مگر آپکے تابعوں کو بھی آپکے طفیل سے اس قبلہ میں شریک کیا لہذا آپ اور آپ کی امت کو جمع کرکے ہم خطاب کرتے
ہیں وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ یعنی اور جسجگہ کہ تم ہو خواہ مدینہ میں یا کسی دوسرے شہر میں حتی کہ عین بیت المقدس میں
فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنی پس پھیرو اپنے مونہوں کو طرف اس مسجد کی تاکہ اپنے پیغمبر کے طفیل اکمل الکمال حاصل
کرو جو انبیوں کو اصطفیٰ کے سبب سے فضل ہے کیونکہ الحاصل نہیں ہوتا انتہا ترجمہ یہی عبارت تفسیر عزیزی کا ہے پانچ آیت کا بیان
میں بیان کرکے لکھتے ہیں یعنی جس شہر میں آپ سفر کرو پس راستہ میں اس شہر کی سمت قبلہ کا التزام کرو بلکہ نفس قبلہ کو
بلا تعین جہت کے ملحوظ رکھو فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی طرف کہ وہ دوران میں کعبہ کی مانند ہے
اور اس مسجد کیطرف مونہہ کرنا جو کعبہ کے احاطہ میں ہے استقبال کو جو قبلہ حقیقی ہے مستلزم ہے ہاں اگر کوئی مسجد الحرام کے متصل ہو اور اسکی
نظر میں مسجد الحرام کے جوانب کعبہ کی محاذات جو کعبہ کے محاذی ہو ضرور ہے تاکہ قبلہ حقیقی سے منحرف نہ ہو الی قولہ
تیرے پروردگار کا حکم یہی ہے کہ کعبہ کیطرف استقبال لازم ہے خواہ سفر ہو یا حضر یا ایک شہر سے دوسرے شہر کو ہجرت ہوتی ہو

استقبال کعبہ کو ناسخ ہے نہ وہ جیسا کہ پیشتر آپ سے ہجرت کے وقت کا استقبال موقوف ہوتا ایسا نہو وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ
یعنی اور جس جگہ سے تو نکلے تو مکہ سے پشت کعبہ روانہ ہو فَوَلِّ وَجْهَكَ یعنی پس پھیر اپنا منہ نماز کے وقت سمت مقصود
اپنے کیطرف شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی مسجد حرام کیطرف جو کعبہ معظمہ کے گرد ہے پر اور یہ حکم خاص آپکی ذات ہی سے
نہیں بلکہ اور آپکی امتیوں کے لئے بھی ہے اور کبھی منسوخ نہوگا وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ یعنی اور جس جگہ تم سب ہو خواہ پیغمبر خواہ
امت خواہ حضر میں یا سفر میں خواہ راہ میں خواہ صحرا میں یا منزل دوسرا میں خواہ مسجد خواہ گھر خواہ بازار میں فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ
شَطْرَهُ یعنی پس اپنے منہوں کو پھیرو مسجد الحرام کیطرف اپنے پیغمبر کی متابعت میں اور کبھی بھی اسکی مخالفت نکرنا یہ ترجمہ ہے
عبارت فتح العزیز کا پس ان کلمات میں تامل کرنیسے صاف ظاہر ہے کہ کعبہ سمت خدا جل وعلا کی عبادت نماز کیلئے مخصوص ہے
اور کعبہ کو نماز میں قبلہ بنانا شریعت حقہ کا اصلی حکم ہو اور ہمیں کچھ بھی شرک کا خوف نہیں کیونکہ عین توحید اور امتثال امر ہے فرشتوں نے
بحکم الٰہی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو قبلہ بنایا تہا ویسا ہی نبیوں نے مسلمانوں نے کعبہ کو قبلہ مقرر کر لیا جیسا کہ فرشتوں
سے ابلیس نے انکار کیا اور ابد کی فرماد لیا ہی جو کعبہ کے قبلہ ہونے سے منکر ہو وہ بھی شیطان کا سچا نائب اور حقیقی بھائی ہے
اگرچہ ہم مسلمانوں کو صرف امتثال امر کا ہے تاہم اس تعین قبلہ میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ سب طرفوں سے منہ پھیر کر ایک
ہی طرف نزد وہ خدا کا استقبال کرنیگا گویا خشوع کا حاصل ہونا ہے جو عبادت نماز کی روح ہے جبتک جا بجا چپ و راست کی التفات کو ترک
کرکے ایک ہی جانب پر متوجہ نہو تبتک جمعیت ظاہری کا حصول محال ہے اور جمعیت ظاہری جمعیت باطنی پر دال ہے اسیوجہ سے
قبلہ کا استقبال نماز میں مقرر ہوگیا انتہی تفسیر فتح العزیز وغیرہ اب اس امر کو بے اصل اور غلط شرک جاننا گویا کہ سب نبیوں کی تربیت
سے منہ پھیر کیطرف اپنی نبوت کا ثابت کرنا ہے کما لا یخفی علی المتفطن اور دراصل یہ دعوی مسیلمہ کذاب اور اسکے اتباع کا ہے جیسا کہ
دبستان المذاہب صفحہ ۳۰۶ میں مذہب مسیلمی کے بیان میں لکھا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے پیرو کہتے ہیں کہ مسیلمہ کو حکم ہوا تہا کہ نماز میں محراب
کیطرف منہ کرنا بعین جہت کی جانب متوجہ ہونا کفر ہے اور علامت شرک کی جب آدمی اور دوسرے جان دار دونوں کو قبلہ بنانا
نچاہیئے تو ایک گہر کو قبلہ بنانا کب روا ہوگا پس نماز کے وقت جس طرف چاہیں منہ کریں اس نیت سے کہ بے جہت کیطرف نماز
کرتا ہوں یہ ترجمہ ہے عبارت دبستان المذاہب کا پس خانصاحب اور جبتک شرع اسلام برخلاف ملحد اندین قائم کرنا چاہتے
ہیں مگر پردہ میں کیونکہ ابھی تک مسلمان ہونیکا دعوی کئے جاتے ہیں تاکہ جہال تمام نہ بگڑیں اور آہستہ آہستہ مطلب بر آئیگا
اب باقی رہا یہ جو خانصاحب بہادر کا خام خیال ہے کہ اگر زمانہ وسعت دیتا تو شاید حجر اسود اور بیت اللہ بھی مسمار ہوتا

سماو احد من ذلک بیت اللہ تو بحکم خدا نبیوں کی تعمیر ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ

یعنی اور یاد کر جب ابراہیم اٹھاتا تھا اس گھر کی دیواریں اور کسی دوسرے گنہگار اور ... نہیں ہوتا تھا اگر کوئی غرض تو منے شریک ہو اور اسمعیل بھی مزدور کے تھا اس کام میں شریک ہوتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کام کرتے تھے اور اسمعیل بنا کرتے پتھر دیتے تھے اور اکثر مورخین نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ کی ابراہیم سے پہلے موجود تھی اور آپ نے اس بنیاد پر دیوار بلند کر کے گھر بنایا چنانچہ بیہقی نے شعب الایمان اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے بحکم خداوند کعبہ معظمہ کی بنیاد کی اور اس پر بیت المعمور رکھا گیا کہ طواف حضرت آدم اور انکی اولاد کا ہو ایام طوفان میں بیت المعمور اٹھا لیا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد پر تعمیر کی جیسا کہ یہ قصہ موافق حدیث کے تفسیر عزیزی میں بیت کعبہ کے ساتھ منقول ہے اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا یعنی اور یاد کر جب بنایا کعبہ کو جائے حصول فوائد دین و دنیا لوگوں کا مجمع بنایا اور جائے امن پس اللہ تعالی نے اس گھر کو ہمیشہ کے واسطے خلق اللہ کا بار بار آنے اور دینی دنیاوی فائدہ اٹھانے کی جگہ بنایا اور اپنے خلیفوں سے اسکی تعمیر کرائی جیسا کہ تفصیل مجمل کی تفسیر عزیزی میں موجود ہے پس وہ کون مسلمان ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر حضرت کو زمانہ فرصت دیتا تو آپ بیت اللہ کو مسمار کر دیتے نعوذ باللہ من ذالک بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو بیت اللہ اور حجر اسود کے واسطے فضائل اور مناقب بیان فرمائے ہیں جن کے بیان کو ہم نے ترک کر دیا ہے اس لیے کہ اس کی برکت بیان ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنا گھر عزت اور حرمت کے واسطے فرمایا ہو ... کب متصور ہے کہ قطع نظر کسی نبی کے اسکو کوئی عامی مسلمان بھی گرا دے حرف فاحش کہنا اور ہذیانات اور بطلان کہنا ہی تعجب ہے مزید ہوتے ہیں اہل اسلام کو گمراہ کرتے ہیں خود ہی بیانہ ور کارستانی ہے اب غور کرو کہ استقبال قبلہ جو نماز میں فرض ہے جب اس کو خان صاحب نے اٹھا دیا بلکہ جو شرک بتایا تو گویا انکار رکن اسلام کو گرا دیا۔ اب آگے حال سنو روزہ رمضان کی فرضیت کا خان صاحب نے تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۳۲ سے ۲۳۲ تک مفصل فرضیت کو باطل کیا ہے اور تمام مفسرین نے جو روزوں کی فرضیت قرآن کی آیات کی لکھی ہے اسکی نسبت صفحہ ۲۳۲ میں لکھتے ہیں تمام اقوال مفسرین کے ایسے لغو اور بیہودہ ہیں کہ انکی اور باتیں متعلق قصص و حکایات لغو اور بے بنیاد ہوتی ہیں نہ کوئی سند ہوتی ہے اور نہ کوئی ثبوت ہوتا ہے پھر صفحہ ۲۳۴ و ۲۳۵ میں ہے کہ ایک روزہ جو عاشورہ کے دن یعنی دسویں تاریخ کو رکھا جاتا تھا اور جو کفارہ کا روزہ رکھا جاتا تھا بسبب فرض تھا اور اسکے علاوہ جو عقیدہ روزوں کا بیان ہے وہ سب روزہ کا یہودی مذہب لیا گیا عیسائی مذہب میں فرض روزہ معلوم نہیں ہوتے بلکہ بطور نفل کے ہر روز تزکیہ اور عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے معلوم ہوتے ہیں

پھر صفحہ ۲۲۹ میں ہے بعض ملکوں میں دن کبھی اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ انسان کی طاقت سے روزہ رکھنا خارج ہو جاتا ہے پس خدا تعالے نے ان
تمام حالات کے لحاظ جو اسکو علم میں تھے نہایت عمدہ ترتیب سے جو فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے یہ حکم دیا کہ وعلی الذین
یطیقونه فدیة طعام مسکین پھر صفحہ ۲۳۰ میں روزہ کو بت پرستوں کی ریاضات شاقہ سے میل جول کر کے صفحہ ۲۳۱
میں لکھا ہے جب انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ دیوتا یا خدا انسان کی جسمانی تکلیف سے راضی ہوتا ہے تو اسوقت روزہ نے مذہبی امر
ہونے کا درجہ پایا ہوگا اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خیال کو کہ خدا انسان کی ریاضت بدنی یعنی جسم اور روح کو تکلیف میں ڈالنے سے
راضی ہوتا ہے متعدد طرح سے باطل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ رہبانیت اسلام میں نہیں ہے اسلئے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خیال
پر رمضان کے روزوں کا حکم دیا الا ان عرب کے لوگ یہودیوں عیسائیوں کو دیکھتے تھے کہ خدا کے خوش کرنیکے خیال سے اور پیغمبروں کی
پیروی کی نظر سے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس رسم کو جاری رکھا جو نیکی کی ایک عمدہ تو آسان غیر مخالف فطرت انسانی کے طریقہ پر جاری رکھی
دی اب دیکھو کہ ان بیانات میں صاف روزہ رمضان کی فرضیت کو اڑا دیا بلکہ رہبانیت میں داخل کر کے ریاضات شاقہ
ناشروعہ سے ملا دیا اور الکتاب کی تالیف کے طور پر روزہ کا حکم بنا کر پھر ایک مسکین کے فدیہ دینے پر روزہ کا ادا ہونا باور کرایا معاذ اللہ کسقدر
قرآن صحیح نحو کی نافرمانی ہے دوسرے سیپارہ میں جہاں کا صریح حکم ہو یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام
کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات یعنی اے ایمان والو فرض کی گئی تم پر روزے
جیسا کہ فرض کئے گئے تھے پہلوں پر تاکہ تم متقی بنو ایک مہینا کامل یعنی آخر پر معدود کا اطلاق صحیح ہے پس تمام مفسرین اس
آیت سے ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت ثابت کرتے ہیں خاں صاحب اور ان سب کے اقوال کو لغو اور بیہودہ کہکر اپنی لغوت بلا قطعی
فرض کے انکار اپنی کوئی تحقیق کر رہے ہیں بجز اللہ تعالے کسی دشمن سے بھی ایسا کرا دی اور انکو بھی راہ پر لاوے طاقت والوں پر
فدیہ دینے کا حکم تھا پھر آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے وہ حکم منسوخ ہوا خاں صاحب اور اگر ناسخ
کا انکار کریں تو کیا مضائقہ ہے قرآن وحدیث اور سارے اہل اسلام جب ناسخ منسوخ کو ثابت کر رہے ہیں تو کسی ایک خلل انداز کا کیا اعتبار ہے
اور صحیح حدیثوں میں جو رمضان کے روزوں کی تاکید اور اجر عظیم اور روزہ دار کے [illegible] اور انکے نہ رکھنے پر جو وعید شدید مذکور ہیں اہل علم
پر سب ظاہر ہے ضروریات دین کے اثبات کی کیا حاجت ہے اعلے ادنے سب جانتے ہیں اور واقف ہیں خاں صاحب بہادر جو حدیثوں کو نا معتبر
کہہ رہے ہیں تو انکی دیدہ دانی اور بے ایمانی کی علامت ہے صحیح حدیثوں کو ضعیف بلکہ گھڑی ہوئی فوائد احکام وسینہ کا ثبوت
ہے کما نص علیه وهو الظاهر بلکہ شریعت آب سنو حال حج کا تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۴۹ میں ہے حضرت ابراہیم نے فرض آبادی کے

اور ترقی تجارت یہ بات چاہتی تھی لوگوں کے آنے اور زیارت کرنے اور استحکام پر عبادت بتوں کی بجالانے کے لیے ایام خاص مقرر کیے جاویں جیسے
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رسم کو انہیں غرض سے جاری کیا کہ حضرت ابراہیم مقرر کی تھی اور اس پر بھی یہ کہ بانی اسلام
نے کعبہ شریف کو مثل اسی پتھر کی قرار دیا کہ جس نے اسکو چھوا وہ سونا ہو گیا یہ ایک خیال غلط ہے اس سے ظاہر ہے کہ رسم حج کا صرف تجارت
کی نظر سے مقرر کیا گیا تھا کہ قوم اس سے فائدہ اٹھاوے پھر وہ لکھتے ہیں کہ حقیقت حج کی جیسا محمد صاحب نے کہے جو منو بیان کی ہیں جو لوگ یہ سمجھتے ہیں
کہ اوس پتھر کو چومنے سے گناہ ... کہ ایک ایسی متعدی برکت ہو کہ جہاں سات دفعہ اسکے گرد پھیرا اور بہشت میں چلے گئے یہ اسکی حالت
خیالی ہے پھر صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے اس پتھر کو چومتے ہیں گرد پھرتے ہیں کیا ہوتا اسکے گرد تو اونٹ اور گدہے بھی پھرتے ہیں تو وہ بھی جاتے ہوں
بہشت اور جانور کو اسکے گرد پھیرنے سے ہم کیونکر جاتے ہیں الخ۔ اب دیکھو کہ اصل بات یہ ہے حج کی نسبت یہ قطع نظر حج کے
موجب ثواب نجات ہونے سے بھی انکار ہے بلکہ اسکو صرف رسم عرب کہا ہے اور اسکے ثواب نجات والوں کے خطا اور غلطی کی بتایا ہے حالانکہ سورہ آل عمران میں
ارشاد ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ
الْعَالَمِينَ یعنی اور اللہ کے لیے ہے لوگوں پر حج بیت اللہ کا جسکو زاد راہ کی طاقت ہو اور جو ناشکرہ ہو پس خدا بے حاجت
ہے معالم التنزیل میں صحیح بخاری اور دوسرے صحاح اس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی
پانچ بنیاد میں توحید اور رسالت کی شہادت اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور حج اور رمضان کے روزے پھر سعید بن جبیر نے
لکھا کہ جس نے حج کعبہ کا انکار کیا اللہ تعالی نے اسکو کافر فرمایا پھر حدیث ابی امامہ سے نقل کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جسکو فقیر یا مرض یا سلطان ظالم کی رکاوٹ نہو اور حج نہ کرے پس وہ خواہ یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر مرے یہ ترجمہ ہے عبارت
معالم التنزیل کا اور یہ حدیث اخیر کی سنن دارمی و مشکوۃ میں بھی مروی ہے اور یہ بھی سورہ بقرہ میں فرمایا وَعَهِدْنَا
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ یعنی ہم نے حکم بھیجا
ابراہیم اور اسمعیل کی طرف ایسی وحی جو تاکید اور مبالغہ میں مثل عہد کے ہوا ہے کہ پاک رکھو میرے گھر کو اونکے لیے جو طواف کرنے والے ہیں
اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور نمازیوں کے لیے جو رکوع و سجود کرتے ہیں کذا فی تفسیر فتح العزیز اب دیکھو کیسا بصراحت
قرآن سے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے مقدور والے مسلمانوں پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے منکر اسکا کافر ہے
اور حضرت ابراہیم و اسمعیل علی نبینا و علیہما السلام کو یہ فرمان دیا کہ بیت اللہ کی تعظیم و تکریم کرو پس جس نے اسکو نام اور حج
صرف تجارت کے لیے جانا تو بیشک اسنے صریح ضروریات دین اور احکام قرآنی کا انکار کیا نعوذ باللہ من ذالک پھر جب

حق تعالیٰ فرماوے کہ منبر بیت اللہ کو ہمیشہ کے واسطے لوگوں کے اجتماع کرنیکی جگہہ اور جاے امن بنایا ہے اور صحیحین اور دوسرے صحاح
کی بہت سی حدیثون سے ثابت ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ثابت و متحقق ہے کہ باآداب حج کرنیوالے
کے سب گناہ بخشے جاتے ہین اور نیز کہ صرف بیت اللہ کیطرف نظر کرنی عبادت ہے تو اب بیت اللہ کا پاس ہمکو ہر مسلمانوں کو کیا
شک ہو اور بیشک بیت اللہ کی اسقدر تعظیم ہے کہ اکثر حیوانات بھی اسکے ادب اور تعظیم کی نہایت رعایت کرتے ہین [illegible]
بن حبیب سے روایت کی ہے کہ ہم اکثر کعبہ معظمہ کے سایہ مین بیٹھے تھے جب آفتاب بہت اونچا ہوا اور سایہ نہ رہا تو
مجلس برخاست ہوئی اچانک مسجد الحرام کے ایک دروازہ کیطرف سے ایک سانپ دکھائی دیا سب اسکی طرف دیکھنے لگے
وہ سانپ سیدھا خانہ کعبہ کیطرف آیا اور سات مرتبہ طواف کرکے مقام ابراہیم کے پیچھے جاکر نفلین پڑھنے لگا تو حضرت ابن عمر
اور دوسرے کرامی مجلس اسکے پاس گئے اور کہا اے عزیز تیرا طواف تو ہوگیا لیکن اس شہر مین واقف لوگ اور غلام خدمتگار بہت ہین
بہتر ہے کہ تو لوگون کی نظروں سے چھپ جا مبادا کہ تجھکو کوئی تکلیف پہنچاوے اس کلام کے سنتے ہی اس سانپ نے اپنے سر کو دم پر کھڑا کر
آسمان کیطرف اڑا اور نظروں سے غائب ہوا ابو الطفیل نے روایت کی کہ نوجوان نیکوکار جن ذی طوی مین رہا کرتا تھا اور اکثر
سانپ کی شکل بنکر کعبہ کے طواف کے لئے آتا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتا اسکی ماں اسے منع کرتی کہ مبادا تجھے آدمی سانپ جانکر
کہیں مار ڈالین مگر وہ باز نہ آتا تھا کہ بنو سہم کی ایک جماعت نے اسکو قتل کیا جسپر مکہ معظمہ مین بڑا طوفان آیا اور بنو سہم کے آدمیون کو
انکے گھرون مین مقتول پایا گیا اور یہی تواریخ مین اونٹ طواف کرنیوالے کی حکایت مشہور ہے خلاصہ یہ ہے کہ جمادی الثانی ۸۱۵ سنہ ہجری
مین ایک اونٹ جمال فاروقی اور شتربانون سے اپنے مالک سے بھاگ کر مکہ معظمہ کی مسجد الحرام مین داخل ہوا لوگ ہر چند چاہتے تھے کہ اسکو پکڑین
وہ کسی طرف متوجہ نہ ہوا اور بیت اللہ کے گرد سات مرتبہ طواف بجا لایا تین اسبوع تمام کرکے حجر اسود کیطرف آیا اور اسکو چوما
پھر میزاب الرحمۃ کے مقابل مین کھڑا ہو کر رونے لگا چنانچہ اسکی آنکھوں سے بہت آنسو جاری ہوئے اسیطرح تھوڑی دیر گر پڑا اور جان اللہ کو
دیدی لوگون نے جو اسکا تماشا کرتے تھے اسکو اوٹھایا اور صفا و مروہ کے درمیان دفنایا کذا فی تفسیر فتح العزیز اور بہت سے
نہایت معتبر حاجیون سے سنا گیا ہے کہ اندر مسجد حرام کے پرندون نے کبھی بیٹ نہیں کی اور وہان پر جانور نہیں دیکھی اب غور کرو کہ ایسے
متبرک مکان کی جسکے ادب اور تعظیم مین حیوانات بھی مشغول ہین بے ادبی کرنی اور اسکے ادب کرنیوالے امانداروں کو خام خیال
اور غلطی پر جاننا جیسا کہ خاک عقبا کا شیوہ ہے سخت بے دینی ہے فرض قطعی کا انکار کرنا جیسا کہ اتفاقی کفر ہو ویسا ہی حرام
قطعی کا حلال جاننا بالاجماع کفر ہے چنانچہ سب تفسیروں اور احادیث کی شرحون اور احادیث کی کتابون مین یہ مسئلہ

موجود ہے تو اب حرام کے حلال جاننے کا بھی نمونہ دیکھو کہ خان صاحب بہادر تفسیر القرآن کے صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ ذی مقدور لوگوں سے
سود لینے کی حرمت کی کوئی وجہ قرآن مجید کی رو سے مجھکو نہیں معلوم ہوتی اسیطرح تجارت کے کاروبار اور بنکوں میں جو سود
کر دیا جاتا ہے قرآن مجید کی رو سے اسکے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی انتہی سبحان اللہ وبحمدہ خان صاحب بہادر کو جو مجنونانہ
خیال کہتے اور گمراہانہ چال چلتے ہیں اگر کوئی وجہ معلوم نہ ہو تو کیا اس سے فی الواقع اسکا حرام نہ ہونا ثابت ہو جاویگا
حاشا وکلا یہ صرف خان صاحب بہادر کی ہفوات اور ہذیانات واسطے ترغیب بیاج خوری کے اور چندہ کا روپیہ جمع کرنے
کی غرض سے ہیں. کہ سود خواروں وغیرہ حرام کاروں کو نماز روزہ حج سے منحرف کرکے سود کی اجازت دیکر انسے مدرسۃ العلوم
لیں چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے کہ دنیا دار نا عاقبت اندیش لوگ انکی دام میں آکر اور ہوا پرستوں کی خوشی منا کر انکو مدد دیتے
کے لیے جنکی خرابیاں مخبر صادق نے اظہر من الشمس ہیں ہزار ہا روپیہ کی مدد دیتے اور انکو شنوائی وقت آتی ہے ایہا المؤمنون
دنیا را چند روزہ ہے عیش جاودانی کی فکر ضرور ہے سود وغیرہ بیجا اکٹھا کرنے سے سوائے دو جہان کے نقصان کے کچھ حاصل نہیں بلکہ
سود خوروں کے خاندان غارت ہو گئے دیکھتے ہیں اور دیکھیں گے جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے یمحق اللہ الربوا ویربی
الصدقات . دولتمندوں سے سود لینا اور تجارت کے کاروبار میں بھی سود لینا دینا بحکم قرآن مجید حرام قطعی ہے واحل
اللہ البیع وحرم الربوا یعنی اور خدا نے حلال کیا ہے خرید و فروخت کو اور حرام کیا ہے سود کو پس جسکا نام سود ہے وہ حرام ہے کلام
قرآن اور حدیث پر ایمان لانے والے کا اسمیں بحث اور کسیکا نام کلام ہے اور یہ جو خان صاحب بہادر نے آیت واحل اللہ البیع وحرم
الربوا کی تفسیر تفسیر القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ربا کی تفسیر ہم سے بیان نہیں فرمائی یعنی ہمکو اس کے
دریافت کرنیکا موقع نہیں ملا لہذا جسکو خدا نے حرام فرمایا وہ کیا ہے اور کونسا ہے جو حرام ہوا اور جسپر سخت وعید نازل ہوئی ہیں
پس جبکہ انکے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ربا کی حقیقت پر تشفی نہ تھی تو ضرور تھا کہ صحابہ تابعین وائمہ مجتہدین اور علماء امت میں اختلاف
رائے ہوا اور ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق اسکی نسبت مسائل قرار دیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا اور اس چودہویں صدی
میں جسکا یہ دسواں برس ہے میں بقدر اپنے فہم کے علماء امت سے اس مسئلہ میں مختلف رائیں رکھتا ہوں الخ جیسا کہ عبارت
صفحہ ۲۲ تنقیح البیان میں بھی درج ہے اس تحریر میں خان صاحب بہادر سخت خیانت اور خلاف امانت کرکے اپنے اصول کو
بھی بھول گئے ہیں جسکا اختصار کے طور پر یوں اظہار ہے کہ ابتدا تفسیر القرآن میں سورۃ فاتحہ ناسخ کے بیان میں خان صاحب بہادر
احادیث صحیحین وغیرہا کو غیر ثابت لکھتے ہیں تو اب یہاں حدیث ابن ماجہ و دارمی انکے نزدیک کیونکر ثابت اور صحیح

شرعی مسائل فرعیہ دلائل میں جب انکے طبقوں کی احادیث صحیح پیش ہوتی تو صرف اپنی زبان سے کہدینا کہ یہہ غیر ثابت
ہیں جیسا کہ پادری کہدیتے ہیں اور پھر اپنے زعمی مطالب کے اثبات میں اپنے طبقے کی حدیث بیان کر کے خوش ہو بیٹھنا سو انکے
کہ دیوانہ بکار خود ہشیار ہو کیا سمجھا جاوے باوجودیکہ اس حدیث کی روایت خیانت ہی کی ہے کیا سنئے کہ حدیث عمر رضی اللہ
عنہ سے ان آخر ما نزلت آیۃ الربوا وان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض ولم یفسرہا لنا کا ترجمہ کر دیا ہے اور بعد انکے
وہ جملہ جو اس حدیث کا نتیجہ تہا وہ ذکر نہیں کیا یعنی فدعوا الربوا والریبۃ علماء حدیث نے اسکا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ربا کی آیت اخیر اتری ہے
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض کئے گئے اور اسکی تفسیر اور بیان نفرما سکے پس تم ربا کو چھوڑ دو اور اس چیز کو بھی چھوڑ دو
کہ جسمین ربا کا شبہ ہو مقصود اس سے یہ ہے کہ آیت ربا کی محکم اور غیر منسوخ ہے گرچہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ربا کی ایسی تفسیر نہیں
فرمائی جو سب جزئیات پر شامل ہوتی بلکہ بعضے چیزوں کا بیان فرمایا اور بعض چیزوں کو قیاس اور اجتہاد پر چھوڑا تو اب لازم ہے
کہ صریح ربا کو بھی چھوڑ دو اور جس چیز میں ربا کا شبہ پڑے اوسکو بھی چھوڑ دو احتیاطا اور پرہیزگاری سے تو ظاہر حدیث تو یہی معنے
سمجھے جاتے ہیں اور شارح طیبی نے کہا ہے کہ مقصود اسکا یہ ہے کہ ربا کی آیت غیر منسوخ اور غیر مشتبہ ہے اسیواسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اسکا تفسیر بیان نہیں فرمایا پس تم اسکو ویسا ہی چھوڑ دو اور مشکل شبہ کو دخل نہ دو اور ربا کی علت کے لیے حیلے نہ ڈھونڈو
جیسا کہ مجمع البحار اور ترجمہ محدث دہلوی وغیرہ میں لکھا ہے اب دیکھو کہ مطلب حدیث کا یہہ ہے کہ سود بالکل چہوڑ اور جس چیز میں
ربا کا شبہ بہی پڑے تو اسکو چہوڑ دو تو اس اخیر نتیجہ حدیث کو خائن صاحب اڑا دیا اور ابتدا حدیث سے بخلاف منشاء حدیث کے اپنے
زعمی مطلب ثابت کرتے ہیں کہ ربا کی بابت میں حکم اس حدیث سے مجتہد کو اختلاف کی گنجائش ہے اور ہمیں بھی خلاف کرنے کا حق ہو
مطلب کے بخلاف دلیل بیان کر کے پہر اسمیں خیانت وزری کرنی خائن صاحب کی بہادری اور ہنر ہے چہ دلاورست دزدے کہ
بکف چراغ دارد ۔ اور یہ نہیں سمجہا کہ حکیم قرآن دین اسلام مکمل ہو چکا کوئی نقصان باقی نہیں رہا کہ ہمیں کسی کے دخل دینے
کی حاجت ہوتی الیوم اکملت لکم دینکم وانہ ہے الغرض حضرت تعالی ان لوگوں کو بہی راہ راست کی ہدایت کرے اور انجانوں کو
انکے مکر سے بچائے فقرے انکی تفسیر القرآن سے بچشم خود دیکہ کے یہہ عبارتیں نقل کی ہیں اگر کسی کو شک ہو مضمون کے
پتے سے نقل بمطابق اصل سے کرے پہر صفحہ ۳۰۰ میں جو رامپوری نوابوں کی سود لینا جائز لکہا ہو لعدہ جو شاہزادہ دہلی کو نذرانہ دیکر
تنخواہ جاری کرانیکا حال لکہا ہو جبتک اسکا ثبوت نہ دیں تبتک انکے جواب کی حاجت نہیں ہے اب بسبب ضرورت
بیان ہو چکا کہ خائن صاحب نے بیشک قطعا اصول اہل اسلام اور ضروریات دین میں سخت فساد اور الحاد کیا کفر کو اسلام

جاہلیت اور اسلام کو کفر بنا دیا۔ اسجگہ پر جناب صاحب سلامہ کو معلوم ہونا ہے کہ بیان ہے واسطے اس امر کا کہ قرآن اور حدیث کے انکار کا کیا حکم ہے اگرچہ خانصاحب بہادر کے پہلے خاصم خیال میں رہینگے اخیر میں سورہ نسا مذکور ہو چکا کہ خدا کی کلام کا انکار صریح کفر اور خاص گمراہی ہے مگر تاہم مزید تفہیم شرح فقہ اکبر سے کسیقدر عبارت عربی کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ کافر ہو جاتا اور مرتد اگر قرآن مجید کی اور ایسا ہی کافر ہے جو کسی کتاب پر آسمانی کتابوں سے ایمان نہ لاوے یا کسی جز پر انکار کرے یا عیب لگاوے یا نکالے قرآن مجید میں جو نہیں ہے یا انکار کرے یا کسی قرآنی جز کو جھٹلاوے اور سیدھا بات یعنی کافر ہونا ایسے شخص کا ظاہر ہے اسمیں کچھ بھی شک نہیں ہے اور نہ اسکا کوئی مخالف ہے یہ ترجمہ ہے شرح فقہ اکبر کی عبارت کا اور اصل عبارت بھی حاشیہ پر مرقوم ہوتی ہے۔ اب فقیر رجوع کرتا ہے مضمون حدیث تشبیہ کیطرف جو خانصاحب بہادر نے جواب کی انیسویں غلطی شروع کرکے اسکی دوسری ترجمہ بیان میں تھا سو جاننا چاہیے کہ اسمیں خانصاحب بہادر نے کفار کے تہواروں میں خوشی شامل ہونیکو جائز کہا ہے سو یہ بھی انکی غلط فہمی دین اسلام میں ہے کیونکہ شریعت میں اس شمول کو اعلان کفر قرار دیا گیا ہے قرآن سے تو اسکا ثبوت اوپر لکھ چکا ہوں اب آثار کی طرف کہ امام مشہور احمد بن حفص ابو حفص کبیر بخاری ہے (جو امام محمد بن حسن امام اعظم رضی اللہ عنہم کے شاگرد کے شاگرد ہیں مجتہدین متقدمین میں سے ہیں) مولانا قاری شرح اکبر میں کہا ہے کہ انکی ترجمہ یہ ہے کہ اگر کسی نے پچاس سال عبادت خدا کی کی پھر اسکے نوروز میں کسی مشرک کو نوروز کی تعظیم کرکے ہدیہ بھیجا تو بیشک حق تعالیٰ کا کافر و منکر ہوا اور اسکی پچاس سالہ عبادت ضایع ہو گئی اور جو نوروز کے دن کافروں کی عیدگاہ گیا پھر تو کافر ہوا کیونکہ اسمیں کفر کا اعلان ہے گویا اس نے کافروں کی اعانت کی اور قیاس پر اسدن میں کافروں کی اعانت کرلی نوروز کے کاموں میں یہ بھی موجب کفر کا ہے یہ ترجمہ عبارت عربی شرح فقہ اکبر کا جو اصلی عبارت ہی حاشیہ پر مسطور ہوتی اور بحر الرائق کی سند فتاوی عالمگیریہ میں بھی یوں ہی لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کافر ہوتا ہے مجوس کے نوروز میں جانے والا اور نوروز میں موافقت کرنیوالا اور اسمیں کچھ کو ہدیہ دینے والا اگرچہ ایک بیضہ ہی ہو اور نوروز کی تعظیم ہو کوئی چیز خریدنے والا اور اپنے کھانے کے لیے کچھ خریدے تو کفر نہیں ہے یہ ترجمہ عبارت فتاوی عالمگیریہ کا اور یہی مضمون صدہا دینی کتابوں میں موجود ہے۔ اب خانصاحب بہادر کا التماس ہے کہ قرآن و حدیث و فقہ کے برخلاف نہ جاؤ اور باوجود علانیہ ارتکاب اعمال کفر کے اپنے آپ کو مسلمان نہ بتاؤ اور لوگوں کو بھی دلیری دیکر راہ راست سے نہ بہکاؤ گر اصحاب آفتاب بر بام من تو کچھ بشر اور دل چھپا دیکر تیز نگاہی کا تعصب سینہ زوری ہی اچھی نہیں ہے اور یہ خیال جو تم لوگوں کے دلمیں جم رہا ہے کہ فقہ فتاوی کا کچھ اعتبار نہیں یوں ہی کفر کا فتوی لگا دیتے ہیں جو بعضی روایات کے ضعیف ہونے سے ہر جگہ تو ضعف اور بے اعتباری نہیں آجاتی خصوص ایسی روایات جو مطابق قرآن و حدیث کے ہیں اسلیے انپر علماء

محققین کو اعتبار ہے انکو بے اعتبار کہہ کر اپنی اور اپنی ذریات کی خوشی منا کر بتوہے وقت کہلاتے ہیں ازرہا رویے
کما ہے آخر عاقبت کی فکر بھی ضرور ہے ان چند روزہ ناز و نعیم پر کیا غرور ہے ؎ من آنچہ شرط بلاغت است با تو گفتم
تو خواہ پندم گیر و خواہ ملال ؛ میاں غضنفر بہادر کے سامنے فقہ کی کتابیں کس شمار میں ہیں آپ تو آیات
قرآنی کو جھٹلاتے ہو حدیثوں کو مردود ٹھہراتے ہو جیسا کہ حدیث رد شبہ کو بلا تحاشا مردود کہہ دیا ہے آپ ذرہ کان کہولکر
سنئے کہ انکا حال کیا ہے مولانا قاری کی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ جنکا ترجمہ یہ ہے کہ خلاصہ میں ہے جو حدیث کو مردود کہے تو بعض
مشائخ کے نزدیک کافر ہے اور متاخرین کہتے ہیں کہ حدیث متواتر کا رد کفر ہے مگر کہتا ہوں یہی صحیح ہے کہ جب کوئی کسی حدیث آحاد
(یعنی مولانا قاری ۱۲)
کو ہی بیکی اور بطریق انکار رد کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ جسکے پاس یہ حدیث بیان ہوئی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور منبر یا قبر اور منبر کے درمیان روضہ ہے روضہ بہشت سے تو اوسنے کہا منبر اور قبر
تو میں دیکھتا ہوں تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ استہزا اور انکار ہے اور تمہیں چاہیئے جو حدیثوں میں آئی ہیں ایمان
نہیں یہ ترجمہ عبارت شرح فقہ اکبر کا اور اصل عبارت بھی حاشیہ پر منقول ہے انتہی حاصل یہ ہے اور حیرت پر لاؤ اور دین اسلام
میں فساد و الحاد مچاؤ تمہاری دیدہ دلیری ہے کہ غضنفر بہادر نے یہ بھی ایک ابلہ فریبی کی جو لکھا ہے اگر در حقیقت ہمارا مذہب اسلام
ایسا ہی ہو تو گدڑی کی ان کتب سے خیر منائیگی ایک نہ ایک دن کو اسکو ذبح ہونا ہے انتہی فقیر کہتا ہے کہ فی نفس الامر
اور در اصل دین اسلام ہو وہ نہیں بلکہ بالیقین وہ دین قیم اور صراط مستقیم اور عروۃ الوثقی اور حبل متین ہے گرانی کمال نظافت اور لطافت
سے خبیث اور کثیف چیزوں سے شمول نہیں رکھتا ہے کفر کے اقوال و افعال سے میل ملاپ نہیں رکھتا اور کیا ذکر ہے اسکی شکل دیکھنے
سے بیزار ہے جہاں کفر کا قدم آیا اسلام سلام ہے پس کفر کے آتے اسلام چلا جاتا ہے اسکی بودگی کی علامت نہیں بلکہ اسکی
لطافت اور نظافت کی نشانی ہے جیسا کہ زندگی اور موت بینائی اور نابینائی جمع نہیں ہوتی ویسا ہی کفر اور ایمان
نہیں ملا بیٹھتے کیونکہ انکے درمیان نسبت تضاد واقع ہے اور نیز حکما نے لکھا ہے کہ کل انسان انس لے سکتا کہ ان کل جنس
بطیر مع شکلہ یعنی ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ؛ کبوتر با کبوتر باز با باز ؛ اور یہ خیال کہ ایمان لانے کے بعد کبھی کفر
نہیں آتا خواہ آدمی ہزار کفر میں ہی گرفتار ہو تو قرآن کے دیکھنے سے محض باطل ہے پہلے سیپارہ کی آیت مبارک سے
وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ
مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا یعنی اور جس نے ایمان کو کفر کے ساتھ بدل کیا یعنی ایمان کے بعد کافر ہوا پس بیشک

سے بدتر ہے جو لابت ہے اہلکا قلب دل طاہتا ہے کہ تمکو تمہارا ایمان کیے بعد کافر کردین اور پہر پہلے سیپارہ کی آیت
شریف ہے وَمَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً یعنی جو کوئی کرے کوئی گناہ خواہ صغیرہ ہی ہو وَاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ
یعنی اور گہیر لے اوسکو وہ گناہ تو احاطہ کی حد یہ ہے کہ اول گناہ کی تاثیر جوارح سے دل کو پہنچے اور بہت مدت تک اوپر اس گناہ کی
پسندیدگی اور عمدگی دلمین گڑ جاوے اور اسکی قباحت کا انکار دل مین بہ جاوے پس کفر لازم آیا اسیلئے فرمایا فَاُولٰئِکَ
اَصْحٰبُ النَّارِ یعنی وہ جماعت دوزخ کے ملازم ہین ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وہ اس دوزخ مین ہمیشہ رہینگے
کذا فی تفسیر فتح العزیز وغیرہ پہر دوسرے سیپارہ کے تیسرے پاو کی آیت کریمہ وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ
وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ
ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ یعنی جو کوئی پہر گیا تم مین سے اپنے دین سے پہر مر جاویگا کفر ہی پر تو ایسون کے ضایع ہوے عمل دنیا اور آخرت
مین اور وہ آگ مین ہمیشہ رہینگے اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ گناہ کا مباح جاننا کفر ہے
اور مباح جاننے کے معنی یہ ہین کہ دلمین اس گناہ کا خوف نہو اور اسکا قبح دل سے دور ہو جاوے گو زبان سے اسکو حرام اقرار کرے
اور دل سے بہی حرام جانے کہ شرع مین اسکو کسی مصلحت کے واسطے حرام کیا ہے اور اوپر وعید تخویف کے واسطے آئی ہے ورنہ فی نفسہ
اس فعل مین کوئی وجہ قباحت کی نہین کذا فی تفسیر فتح العزیز فی ذیل آیت بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً پس غور کرو
کہ جب دل سے گناہ کو مباح جاننے سے کفر عاید ہوتا ہے تو جو شخص خانصاحب کیطرح سود کو حلال کہے اور کفر کے شعار اور افعال کے
شمول کو مباح جانے اور ہمیشہ تامل نہ کیا کہ اہل اسلام مسلمانون کو جری کرے تو اوسکے کفر یا بدعتی ہونے مین کیا شک ہے نعوذ باللہ منہ ذلک
اب خانصاحب بہادر کی اس انیسوین غلطی کی تین وجہون پر شامل ہے جسے اکیس غلطیان ہوئین بائیسوین غلطی یہ ہے جو لکہتے
ہین اس حدیث کا جسکو مین آیندہ نقل کرونگا کیونکہ میرے نزدیک اسکا حدیث ہونا ثابت نہین ہے کوئی صحیح
بجز اسکے کہ وہ بہی قیاسات وارد نہین ہے انتہی ملفظہ اور اس حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم کا روایۃً حدیث ہونا
بہت سی معتبر حدیث کی کتابون کے دیکہنے سے ثابت ہو چکا اور درایۃً بہی اسکا حدیث ہونا مطابق آیات قرآنی اور احادیث
صحیحہ حبیب رحمانی کے متحقق ہو گیا ہے تو پہر خانصاحب بہادر کے عند کا کیا اعتبار ہے وہ تو کئی ضروریات دین سے مثل
تعیین جہت قبلہ کا نماز مین اور روزہ و حج کی فرضیت کے منکر ہین اور سود کا لینا و دینا درست سمجہتے ہین اور نیز کاروبار بیوپار مین
سود کا لینا دینا جو منجملہ قطعی حرامون کے ہے حلال سمجہتے ہین جنکا ذکر اوپر آچکا پس خانصاحب بہادر اور انکے عند سے تو

خارج المبحث ہین تیسوین غلطی یہ ہے کہ ازدحام مین یعنی جس جگہ تین موت ازدحام واقع ہو اور مختلف قومون کے مردے
مخلوط ہو جاوین تو حکم تشبہ بقوم فہو منہم کا جاری ہوگا یعنی لاشون مین جو لاش جس قوم کے مشابہ ہوگی اُسی قوم کی
شمار ہوگی اور اسکی تجہیز و تکفین اسی طرح کیجاویگی درمختار مین لکھا ہے کہ مسلمانون کی لاشین پہچاننے کی چار علامتین ہین خضاب اور
سیاہ لباس و حلق عانہ و ختنہ انتہی اس جگہ خاقجبا بہادر سے دو غلطیان سرزد ہوئی ہین اول تو یہ کہ پہلے رد ہو چکا ہے
کہ یہ ترجمہ کہ اس حدیث کا کوئی صحیح مورد نہین ہے اب موت ازدحام مین اسکے حکم کے جاری ہونے پر اپنا اعتماد اور اعتقاد
بیان کیا ہے پس سوچو کہ جب بعد الموت تشبہ نے یہ تاثیر کی کہ جس قوم سے کوئی لاش مشابہ ہوئی تو وہ اسی قوم کی متصور
ہوکر ویسے ہی اسکی تجہیز و تکفین اسکی رو موقع مین آئی تو پھر زندگی مین اس حدیث کو کیون نہ تاثیر کی اور کوئی صحیح اس حدیث مین
جسکے رو سے یہ مورد قرار دیا گیا ہے الغرض خاقجبا بہادر ہوا نفسانی کے مقلد و پیرو ہین جدہر کھینچے جاتے ہین ع رشتہ درگردنم
افگندہ دوست ۔ میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۔۔ دوسری یہ کہ درمختار مین خضاب اور سیاہ لباس اور حلق عانہ
و ختنہ کو کہین بھی لاشون کو پہچاننے کی علامات ذکر نہین کیا ہے صرف خاقجبا بہادر نے خطا و مخل الحواسی پر بنا کی ہے کیونکہ درمختار
کے باب صلوۃ الجنازہ ضمن فرع ۳ مین لکھا ہے کہ اگر کسی کی لاش کہین ملے اور معلوم نہو کہ مسلمان ہے یا کافر اور کوئی علامت بھی نہو
تو پس اگر دار الاسلام مین ہے تو غسل دیکر جنازہ پڑھا جاوے اور اگر دار الحرب مین ہے تو ایسا نکرین اور جب مسلمانون کی لاشین
کفار سے گڈمڈ ہون اور کوئی علامت مشخصہ کی نہو تو اکثر کا اعتبار ہوگا پس اگر برابر ہین تو غسل دین اور جنازہ مین اختلاف
ہے یہ ترجمہ عبارت درمختار کا اور خاقجبا بہادر کی علامتون کا درمختار مین نام و نشان بھی نہین ہے ہان حاشیہ شامی درمختار مین جسکا
نام رد المحتار ہے یہ چار علامتین مذکور ہین پس کہان مختار اور کہان رد المحتار جنہین لفظی معنوی اتحاد نہین ہے دیکھو خاقجبا بہادر
کی نقل اصلی ہے اور نقل ایسی مختصر ہے کہ جسکا اوپر ذکر ہو چکا کہ انکے وجہ علم کی بھی یہی حالت ہے قدم قدم پر لغزش کرتے ہین اس ایک
حدیث کے جواب کی ایک ورق عبارت مین چوبیس فاحش غلطیان کین اور تفسیر القرآن مین کا حال بھی کسیقدر اوپر عیان ہو گیا ہے
از سرتا پا غلطی پر بنا ہے پھر دعوی یہ ہے کہ ہم سب متقدمین علما کی غلطیان نکالتے ہین اور انکو رتی معلوم کرتے ہین افسوس صد افسوس ان
خام خیال اور ہزار ہا افسوس انکی قوم اور فدایان کے جو انکی چال چلن پر انکو پیشوا اور وقت او مسیحا بنا جاتے ہین اور مدرسہ کو
مدرسۃ العلوم ٹھہرا نہین ہے مال کا اسراف کرتے ہین او اپنی اولاد کو بے دین بنا پس سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ ایسی بد اعتقادون
کی مجالست او محبت سے بچین تو جانے وے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم محکم یہی ہے جیسا کہ اوپر شرح بیان ہو چکا ہے

ورنہ عذاب آخرت مین گرفتار ہونگے ۔۔

الغرض بیشک پیشین گوئی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
صحیحین وغیرہما میں آئی ہے آج یہی راستہ آئی ہو یعنی ذات پاک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخر زمانہ
میں جب عالم نہ رہینگے تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا کر مسائل پوچھینگے فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ پس وہ جاہل بغیر علم کے فتوے
دینگے فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا پس وہ پیشوا خود تو گمراہ ہونگے دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے یہ ترجمہ حدیث صحیح کا بس اس تحریر کے
ناظرین بتحقیق یقین کرینگے کہ خانصاحب اور انکے مرید بیشک بیشک اسکا مصداق ہیں اللہ تعالے ضلال اور اضلال
سے بچاوے اور راہ راست اہلسنت پر رکھے اور فقیر کی اس تحریر کو موجب ہدایت دوسروں کا بناوے اور اس گنہگار کے لئے سبب نجات
اخروی کرے آمین یا رب العالمین وصلے اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد وعترتہ وسلم اجمعین

تمت فی قصبہ ننگہووال من مضافات گجرات یوم السبت ثالث عشر من رجب المرجب [illegible] ہجریہ مقدسہ

تقریظات علماء کبار

إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ

فقیر غلام مرتضی بن رسول عفی عنہ	شیخ احمد ریحانی عفی عنہ	فقیر غلام نبی احمدی عفی عنہ ولوالدیہ

الحمد لله الذي هدانا الى الصراط المستقيم وثبتنا على المنهج القويم والصلوة على سيدنا محمد حبيب الرحمن الرحيم وعلى آله واصحابه الذين جعلوا معجم فلله [illegible] احكام الرؤف الكريم اما بعد فقد طالعت الرسالة العجيبة التي صنفها الفاضل الالمعي الكامل اللوذعي في رد شبهات خانصاحب فوجدتها خفا وشبهات الخان المذكور مردودا باطلا كيف وهي مخالفة لصريح النصوص وقاطعة لعروق الفصوص والله يقول الحق وهو يهدي السبيل كتبه العبد المسكين

محمد نور الدين عفي عنه چکوڑی

محمد امین عفی اللہ عنہ ولوالدیہ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا وبعد فاني قد طالعت مرارا جهالات تهذيب الاخلاق المشتهرة في الآفاق المملوة من الشواذ والنوادر المرسلة من سيد احمد خان هداه الله تعالى فوجدتها قاطعة لاصول الاسلام حديدة من قطع الصمصام مبانيها معنونة بالدلائل الاسلامية ومعانيها مفوقة الى الملة النصرانية فلا تغتر بفصاحة كلماتها وبلاغة اشاراتها فانها مزلة مستورة بالخضراء وسوداء محترقة تحت الصفراء وما كل سوداء تمرة ولا كل بيضاء شحمة ولله در من قال شعر كم حسنت لذة للمرء قاتلة من حيث

لم يدران الجسم فی الاسم ، وانا العبد المسکین | شیخ عبداللہ بن صدر الدین | عفی عنہ الساکن فی قریۃ چکہ عمر بن نواح الکجرات ۔ از نفتی صاحب بیانی والہ سے الطاف دل نواز تو آمد بتحسین ، یا کار دانش نکہ زراہ خفش رسید ، ہذا کتاب قد کمل ہو رہ و نشانطی

غلام محی الدین نکساری عفی عنہ	غلام محمد خلف نقی	

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ غلام دستگیر غوث اعظم ، بجز مودست تقریر سلم ، بحق گفتن سخن را داد ، بنا ء دین احمد تازہ بنہاد ، چہ سیگویم بتحقیق بنائش ، کتاب عمدہ لاریب ست ثنائش ، منم عالم بریں آمدم ایمان ، چو ایمانیکہ آوردم بقرآن ، الٰہی مصنف رحمتت باد ، بہمین آنکہ النون والصاد ۔

محمد عالم بن محمد کوہر ساکن کیہوری عفر لہما	غلام جیلانی بن محمد عالم	غلام غوث بن محمد عالم	عبدالملک بن محمد عالم

از علماء بہرہ وغیرہ ضلع شاہپور سبحان من تنزہ عن التشبیہ والصلوٰۃ علی من لیس لہ شبیہ وآلہ وصحبہ الذین کلہم فقیہ ونبیہ وبعد فقد طالعت ہذہ العجالۃ الرائعۃ التی حجمہا قلیل وفحواہا کثیر جلیل فوجدتہا تشفی العلیل وتروی الغلیل عن ارالام علی التشبیہ المسلمین والتبری عن المشرکین وصاحب الرسالۃ اتی بلب تقاریر فحول العلماء الراسخین وقاصل اصول الملحدین والمرین والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

حررہ الفقیر عبدالقادر البہروی عفی عنہ	المسکین عبدالعزیز بگے والہ عفی عنہ	غلام رسول ماوی والہ عفی عنہ
محمد عبدالکریم قاضی شاہپور	فقیر قل احمد ساکن چک راندا ہی	فقیر عبد الحق عفی عنہ
فقیر علاء الدین ساکن بہابرہ	از علماء ڈیرہ اسمٰعیل خان نعم الکتاب الناطق بالحق والصواب حبذا	

المؤلف الملہم من الوہاب	عبدالقادر بن الشیخ الامام قادر بخش الدیروی	عبدالغفار عفی عنہ	محمد مسکین عفی عنہ
ولی محمد جانشین حضرت مرالی والہ	خادم العلماء غلام محمد	شیر محمد خلف مولوی غلام محمد ساکن لیہ علاقہ ڈیرہ	

از علماء بدیات اسلامیہ بہاولپور حدیث تشبہ مقبول ہے اور تردید مردود و لیضل اللہ من یشاء و یہدی من یشاء

خلیل احمد مدرس اول مدرسہ بہاولپور	نذیر احمد مدرس دوم	رشید احمد عفی عنہ	محمد غوث بہاولپوری
فقیر احمد بخش سے عفی عنہ	مشتاق احمد قادر بخش	فقیر فتح محمد شاہ	از علماء لاہور رائیت

ہذہ الرسالۃ من اولہا الی آخرہا فہذا ہو الرشد لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد ۔

فقیر غلام محمد بگے والہ امام مسجد شاہی لاہور	فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی	محمد یار نائب امام مسجد شاہی لاہور		

فقیر احمد دین جانشین درس

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی اغر العلماء المقصین بالکتاب والسنة فی کل زمان وانار الجهلاء المبتدعین فی الملة والمذهب فی کل مکان اضاء انوار الملة بالعلماء الراسخین واطفاء اشرار البدعة والزندقة بالفضلاء المتقین والصلوٰة والسلام علی من هو ذروة سنام المجد والعلی والذی هو فص خاتم العلم والهدی وعلی آله وصحابه ائمة الوری وتابعیهم وتبعیهم شموس الدجی وبعد فهذه رسالة الفها العالم النحریر والادیب الکبیر محبنا ومولانا المولوی غلام دستگیر سلمه الله القدیر عن جور کل شریر فانعمت النظر فیها واحسن رصیفها وقد رایت اکثر مواضعها وبقی الضیاع او فرمینها لقلة الامهال وکثرة الاشتغال وبالجملة فالحدیث المذکور اعنی من تشبه بقوم فهو منهم احسن روایة واصح درایة وحاصله ان من تشبه التشابه بقوم فهو منهم کما تدل علیه صیغة التفعل وهذا المعنی لاشک فی تحققه او اشتهار التشابه بقوم لانتشار الاعن جب صادق والمرء مع احب کما ثبت فی الصحیح ودوام الموافقة مع الکفار فی الاوضاع المختصة بهم من غیر ضرورة صحیحة کما هو دأب اهل الزمان شاهد صدق علی اشتهار التشابه وقصدها قال سیدنا عبد الله بن مسعود رضی الله عنه لا یشبه الزی فی الزی حتی یشبه القلوب القلوب وما ثبت من لبسه علیه السلام بعض البسة الکفار فی بعض الاحیان فمحمول علی ما اذا لم یقصد التشبه اذ التشابه لا یستلزم التشبه فان الثانی بالقصد دون الاول علی ان القول اجمع علی الفعل والمحرم قاض علی المبیح کما ثبت فی الاصول وقد ثبت نهیه علیه السلام عن التشبه بالکفار مرة بعد الاخری وکرة عقب الاولی هذا والله اعلم بالصواب نمقه العبد المذنب الاواه

المفتی محمد عبد الله التونکی مدرس اول مدرسه نعمانیه عفی الله عنه واجناه

از علماء قصور — جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

سید غلام حسین قصوری عفی عنه

فقیر حافظ سید محمد قصوری

فقیر غلام مصطفی قصوری

فقیر عبد الملک واعظ قصور

فقیر محمد فضل حق امام مسجد کلاں قصور

سید محمد عبد الحق قصوری کوٹ مراد خان

سید محمد زمان شاہ ساکن ایضاً۔

تمت

بالخیر والظفر

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۳۰۳ھ

بعد ترتیب ہائے رسالہ جواب رسالہ خانصاحب بہادر کی تفسیر القرآن کا دوسرا جلد پہنچی جس میں حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کے
بن باپ پیدا ہونے سے اوپر زیادہ مستعد ہو کر انکار ہے تو بنظر ابتغاء لمرضات اللہ اسکا قول نقل کر کے اور اسکی تردید بموافقت
کر کے رسالہ موصوفہ کا آخر ملحق کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق قولہ عیسائی اور مسلمان خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر صرف خدا کے حکم
عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے صفحہ ۲۲ - اقول عیسائی بحکم انجیل اور مسلمان بموجب قرآن یہی اعتقاد رکھتے ہیں
کہ حضرت عیسیٰ صرف خدا تعالیٰ کے حکم سے بن باپ پیدا ہوئے تھے چنانچہ متی کی انجیل کے پہلے باب کی درس ۱۸ - اور لکھا ہے ۱۸
اب یسوع کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی
گئی ۱۹ - تب اسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاہتا کہ اسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اسکو چپکے سے چھوڑ دے ۲۰ - وہ ان باتوں کی سوچ میں
تھا کہ دیکھو خداوند کے ایک فرشتے نے اسپر خواب میں ظاہر ہو کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو
اسکے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے ۲۱ - اور وہ بیٹا جنے گی اور تو اسکا نام یسوع رکھیگا انتہی اور لوقا کی انجیل کے پہلے باب کے درس ۲۶
۳۵ تک کا خلاصہ یہ ہے ۲۶ جبرئیل فرشتے خدا کی طرف سے ۲۷ - ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے منگنی
ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا ۲۸ - اور اندر آکر کہا کہ اے پسندیدہ سلام خداوند تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں مبارک ہے ۲۹ - وہ
اسے دیکھ کر گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے ۳۰ - تب فرشتے نے اسے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو نے خدا کے حضور فضل پایا ۳۱ - اور دیکھ تو حاملہ ہوگی
اور بیٹا جنے گی اسکا نام یسوع رکھیگی ۳۴ - تب مریم نے فرشتے کو کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں میں مرد کو نہیں جانتی ۳۵ -
فرشتے نے جواب میں اسے کہا کہ روح قدس تجھ پر اترے گی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا انتہی بقدر الحاجۃ - اور قرآن
میں کئی جگہ ایسا ہی مذکور ہے صرف انجیل میں یوسف سے منگنی کا ذکر زائد ہے باقی قصہ پیدائش حضرت مسیح بن باپ بحکم حق
سبحانہ وتعالیٰ پیدا ہونے تھے مگر خانصاحب بہادر کا قرآن وانجیل پر ایمان نہیں ہے وہ مردود کیطرح حضرت مسیح کی شان اعلیٰ کو بٹہ لگاتے
ہیں جسکا مفصل ذکر آگے آتا ہے قولہ بطریق اعجاز عیسیٰ بن باپ پیدا ہونے معجزہ کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا معجزہ بمقابلہ منکران نبوت
صادر ہوتا ہے قبل ولادت حضرت مسیح بلکہ قبل ادعائے نبوت یا الوہیت کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا تھا پھر معجزہ کیونکر
کہا جا سکتا ہے بعدہ اگر وہ معجزہ ہوتا تو حضرت مریم کا معجزہ ہوتا نہ حضرت مسیح کا علاوہ اسکے جبکہ انکی ولادت مشتبہ اور بطور حمل
واقع ہوئی تھی جس طرح کہ عموماً ہوا کرتی ہے تو انکو نو مہینے حمل میں رہنے اور بروقت ولادت حضرت مریم پر وہ تمام حالات طاری ہوئے تھے

[illegible] مسیح علی نبینا وعلیہ السلام

امیر ا

جو عموماً عورتوں پر سبب پیدا ہونے بچے کے طاری ہوتے ہیں تو کسی طرح عجائب نہیں ہے ان کے پیدا ہونے کا احتمال بھی کسیکو نہیں ہو سکتا تھا ص ۲۲۳ و ۲۲۴)
اقول خانصاحب بہادر نے تفسیر القرآن کی پہلی جلد صفحہ ۲۷ میں لکہا تھا کہ معجزہ امر مطلوب یعنی اثبات نبوت یا خدا کیطرف ہونے
پر دلالت نہیں کرتا انتہی جیسا کہ ہم بحث انکار معجزات کے سہ دین میں نقل کر چکے ہیں اب خانصاحب بہادر یہ لکہتے ہیں کہ معجزہ بمقابلہ منکران
نبوت صادر ہوتا ہے انتہی جس سے تناقض ظاہر ہے مگر زیر کہ کے لکہتے ہیں کہ معجزہ بمقابلہ منکران نبوت بھی صادر ہو بلکہ بہت سے معجزات
صرف مسلمانوں ہی کی خاطر ہوئے ہیں کسی قسم کی ضرورت نہیں کی تھی چنانچہ شق قمر یا اور طعام کا زیادہ ہونا اور بہت سے
موقع پر بھی ایسا وقوع میں آیا جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے اور اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ معجزہ وسیلہ ایمان دلانے یا یقین بڑھانیکا
اس ہی کے حق میں جس سے صادر ہوتا ہے سو حضرت مسیح جبکہ پیدا ہوئے تو کہ بعد عنقریب ہی نبوت کا دعوی ظاہر کیا کہ جسکو حق تعالی نے
انسے حکایت فرمایا ہے کہ انی عبد اللہ آتانی الکتب وجعلنی نبیا الایۃ تو اس دعوی نبوت پر تصدیق کے لیے تکلم فی المہد کا معجزہ صادر
ہوا منجانب اللہ تعالی انتہی از قسم ارہاص جو قبل النبوۃ خارق العادۃ کا نام وارد ہوا گیا اور تکلم فی المہد معجزہ بعد النبوۃ واقع ہوا
جسکی تفصیل اپنے موقع پر ہوگی اور یہی تولد بلا والد حضرت مریم کی بھی کرامت ہے جو انکی صداقت اور عفت اور مقبولیت کا ثمرہ ہے
پہر مدت حمل کی جو نو مہینے لکہی ہے تو یہ روایت قوی اور معتبر نہیں بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اعلم الصحابہ
ہیں تفسیر القرآن میں روایت ہے کہ ایک ہی ساعت حضرت مسیح کی حمل اور ولادت کی مدت تھی جیسا کہ سب سے پہلے یہی روایت تفسیر وغیرہ
میں درج ہے اور بطریق تسلیم اگر نو مہینے ہی مدت حمل کی تھی اور حضرت مریم کو درد زہ وغیرہ عوارض لاحق ہی ہوئے ہوں تو کیا اس سے بن باپ
پیدا ہونے کے معجزہ میں کوئی خلل واقع ہو گیا ہے ہرگز نہیں بن باپ پیدا ہونا فی نفسہ ہماری سمجھ سے خارج ہے جیسے نو مہینے
مدت حمل کے اور بوقت ولادت لحوق عوارض کسی ایماندار کو مجال انکار نہیں ہے اور ایمان ہو چکا سو کچھ واسطہ نہ ہوا ہماری
قولہ مسلمان بھی قرآن کی رو سے جیسے کہ سورہ انعام میں لکہا ہے حضرت عیسی کو حضرت ابراہیم کی ذریت یعنی اولاد میں سمجھتے ہیں
پس اگر حضرت عیسی بن باپ کے پیدا ہوئے ہوں تو وہ نسل داود اور ابراہیم کیونکر قرار پا سکتے ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ ان کی ماں کے سبب سے انکو داود
کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہ بات دو وجہ سے غلط ہے اول اسلئے کہ یہودی شریعت میں عورت کیطرف سے نسب قائم نہیں ہو سکتا
دوسری یہ کہ حضرت مریم کا نسل داود سے ہونا ثابت نہیں صفحہ ۲۵) اقول خانصاحب بہادر اپنا یہ ادعا بلا دلیل کے جو علمائے اسلام
متقدمین و متاخرین کے سب کے ایسا ہی عیسائی قرآن و انجیل جماعت مسلمات کے ساتھ ثابت کرتے ہیں پس نیچری مفسر ابھی انکا
انکار کر کے اسکے برخلاف قائل ہو جاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ساری کارروائی بلا حجت و دلیل ہوتی ہے اور ممکن بھی نہیں

کہ جو اہل قرآن و انجیل کے برخلاف ہو اُنکے پاس کوئی دلیل ہی نہیں مگر تعجب تو اُن سے ہے جو ایسے منکر خود بھی بن گئے اور اُنکا اعتبار
کرکے اُنکے پیرو کار بنتے جاتے ہیں دیکھو قرآن شریف کی سورۂ انعام کے نویں رکوع میں حضرت خلیل الرحمن علی نبینا و علیہ السلام کے بارہ میں
ارشاد ہے و وھبنا لہ اسحق و یعقوب کلا ھدینا و نوحا ھدینا من قبل و من ذریتہ داود و سلیمان و ایوب و یوسف و موسی و ھارون و کذلک
نجزی المحسنین و زکریا و یحیی و عیسی و الیاس کل من الصلحین و اسمعیل و الیسع و یونس و لوطا و کلا فضلنا علی العلمین اِن آیتوں
میں حضرت عیسیٰ کو ذریت ابراہیم میں داخل کیا ہے حالانکہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے تو اسکی وجہ بجز اسکے یوں بیان کی گئی ہے
کہ حضرت مریم اولاد ابراہیم میں تھیں تو حضرت عیسیٰ بھی اولاد ابراہیم شمار کیے گئے اگر نواسہ بھی نانا و والد کی ذریت میں ہوتا ہے
تو اس قدر تو صحیح ہے خاکسار اسکا منکر ہو کر یہودی شریعت کے پیرو بن گئے اور یہ نہیں جانتے کہ یہود مردود تو معاذ اللہ حضرت مریم کو عفیفہ
اور حضرت مسیح کو ولد حلال نہیں جانتے ہیں لعنہم اللہ تعالیٰ اگر اہل خاکسار بہائی بھی حضرت مسیح کو مسیح موعود نہیں مانتے بلکہ یوسف
نجار کا بیٹا جانتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون پھر یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں انتہی محض جھوٹ اور
بالکل دروغ بے فروغ ہے کیونکہ آل عمران کی تفسیر میں مفسرین تصریح کرتے ہیں کہ حضرت مریم بنت عمران کی نسب حضرت داؤد سے
ملتی ہے چنانچہ بیضاوی نے عمرہ لکھا ہے کہ بیسویں پشت میں حضرت مریم کی حضرت داؤد سے ملتی ہیں بالجملہ حضرت مریم کے نسل داؤد نہ ہونے کا انکار
کرنا خود مردود و بے بنیاد ہے قولہ قرآن مجید نے اسیات میں کہ حضرت عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے تھے کچھ بحث نہیں کی کہیں نہیں بیان کیا
کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے تھے جہاں تک کہ اشارہ ہے حضرت عیسیٰ کے روح القدس یا کلمۃ اللہ ہونے کا اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت کا اشارہ ہے صفحہ ۲۲)
اقول قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے باپ کی نسبت کچھ بحث ہی نہیں ہے یہ کہیں بیان نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ فلانے باپ کے بیٹے ہیں بلکہ اس سے اشارہ قرآن مجید
میں یہی ہے حالانکہ سبھوں کے باپ کی تصریح قرآن میں ہے یہ تصریح دیکھیں یعنی بنی اسرائیل فرمایا کہیں بنی آدم فرمایا اور مریم بنت عمران بھی فرمایا ہے ان
حضرت مسیح کے ذکر تو ہر جگہ ابن مریم ہی تعبیر کرنا اور بن باپ کے ہونے میں ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب
قال کن فیکون فرمانا دلیل ہے اس امر پر کہ حضرت مسیح بن باپ کے ہوئے جو عقیدہ عامۂ مسلمین ہے قرآن میں مذکور ہے اور جو اس سے منکر ہے وہ اپنی جہالت
میں جو یہ ہے حضرت مسیح کے روح القدس یا کلمۃ اللہ ہونے کا اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت کا اشارہ قرآن میں بیان کرنا سخت
ہے جو الٰہی بندہ خدا جسکی بارہ میں ارشاد ہو وکلمتہ القاھا الی مریم و روح منہ اور جسکی حق میں والتی احصنت فرجہا کی تشریح وارد ہوا ہو ایسی
منصوصات قرانیہ کو اشارہ سے تعبیر کرنا غفلت یا تجاہل ہے تو اعوذ اصول الحق اگر خاکسار بہائی ایسی جہالت اور تجاہل میں گرفتار
نہوتے تو ضروریات دین میں نیچریت کا انکار نکرتے اللہ تعالیٰ گمراہ بہائیت کو دکھا اور ضلالت و غوایت سے بچا قولہ سب سے زیادہ غور لائق

لفظ لم یمسسنی بشر و لم اک بغیا ہی بلا شبہ یہ دو کلمے نہایت صحیح ہیں جس زمانہ میں بشارت ہوئی اُس زمانہ میں بلا شبہ
حضرت مریم کو کسی مرد نے نہیں چھوا تھا بلکہ غالباً اُنکا خطبہ بھی یوسف کے ساتھہ نہوا تھا مگر لم یمسسنی سے لازم نہیں آتا کہ اسکے بعد بھی
یہ امر واقع نہیں ہوا اور کیا عجب ہے کہ اس خواب کے بعد ہی حضرت مریم کو اور انکے مربیوں کو حضرت مریم کی شادی کرنیکا خیال
پیدا ہوا ہو جو آخر کار یوسف کے ساتھہ عقد ہونے سے پورا ہوا اس تعجب کے بعد فرشتہ نے حضرت مریم سے کہا کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ
مَا یَشَآءُ اسیطرح حضرت زکریا سے کہا تھا کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ حضرت مریم سے کہا قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ
ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ اسیطرح حضرت زکریا سے کہا قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ (ص ۳۳) اقول خانصاحب نے
اندھیری راتمیں بیٹھکر علم رہا تھا جس سے تاریکی کا اظہار باطن پر چھا گئی یہانتک کہ اپنے وہم اور خیال سے قرآن میں تاویلات
باطلہ کو دخل دیتے ہیں اور اپنی رائے نفسانی کیطرف کلام پاک کو کھینچ رہے ہیں اس پایہ علمی پر کہ لفظوں کی بول چال سے بھی
ناواقف ہیں بلکہ مفرد و تثنیہ میں بھی امتیاز نہیں رکھتے و لم یمسسنی بشر و لم اک بغیا جو ایک آیت کے دو فقرے ہیں لفظوں سے
مرکب ہیں جسکو خانصاحب بہادر نے اول لفظ اور آخر میں دو کلمے لکھا ہے پس کلموں کے دو فقروں کو لفظ پھر دو کلمے کہنے کسقدر ناواقفیت
تعبیرات محاورات سے ہے اور ابتدائے آیت سے حرف واو کو دور کرکے قرآن میں نقصان کر دیا ہے جو انکی سمجھ کا نقصان ہے اور اس تمیز پر زبان
ہو کر علمائے اولین و آخرین اہل اسلام و نصاریٰ کے مقابلہ کا بیڑہ اوٹھا لیا ہے ۔ برایں عقل و ہمت بباید گریست ۔ بعد خطاب
دو جواب حضرت جبریل و مریم کو جو بیداری میں روبرو ہوا تھا جیسا کہ کتب تفسیر و متن سے مرجح ہے اور سیاق قرآن بھی جسپر
دال ہے واقعہ خواب بیان کرنا خانصاحب بہادر کی خواب خرگوش ہے کہ تھوڑی بھی بالکل حق اس بیانکو خواب سے تعبیر کرنیکا ذکر علم
چھوڑکر قرآن میں اسکی طرف اشارہ بھی نہیں ہے مگر خانصاحب بہادر اپنی بہادری سے باز نہیں آتا اور قرآن مجید محفوظ کو تحریف کرنا چاہا ہے
خواہ دانشمند اور دینداروں کے رشتہ ہی جا بجا میں پھر یہ توجیہ بیان کرنی کہ کیا عجب ہے کہ اس خواب کے بعد ہی حضرت مریم
اور انکے مربیوں کو شادی کرنیکا خیال پیدا ہوا ہو اگر محض ہٹ دہرمی نہیں تو قرآن اور انجیل دونوں کی تکذیب کرنی ہے جن میں بہت صاف ہے حمل
اور صاف صاف منقول ہو چکا کہ مریم کو قبل جمع ہونے کے پہلے روح القدس سے حاملہ ہو گئی اور فرشتہ نے کہا دیکھ تو حاملہ ہوگی
اور بیٹا جنیگی تو قرآن مجید کے طرز کلام اور تعقل وار آگہی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے کی بات چیت کرتے ہی بلا توقف حضرت
مریم حاملہ ہو گئیں تھیں جیسا کہ سورہ مریم کی آیات کو لکھکر ترجمہ سناتا ہوں وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اور یاد کر
قرآن میں مریم کا قصہ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا جب گوشہ پکڑا اوسنے اپنی قوم سے گھر کے

شرقی مکان میں فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا پس کرا اونسے ورے او پردہ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا
پس بھیجا ہمنے اسکی طرف اپنی روح یعنی جبریل کو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پس صورت پکڑی یعنی جبریل نے اوسکو ایک آدمی تندرست
کی قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا کہنے لگی یعنی مریم میں پناہ پکڑتی ہوں خدا کے ساتھہ تجھسے
اگر تو پرہیزگار ہے قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا کہنے لگا یعنی فرشتہ مریم کو اور کچھ
نہیں میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ بخشوں تجھے پاکیزہ لڑکا قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ
بَغِيًّا کہا یعنی مریم نے کیونکر ہوگا میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجکو کسی نے یعنی نکاح اور نہیں میں بدکار قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ
رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا بولا یعنی فرشتہ یونہیں
فرمایا تیرے رب نے کہ وہ مجھپر آسان ہے اور اسکو یعنی لڑکے کو ہم کیا چاہیں لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی ہماری طرف سے اور ہے
یہ کام ٹہر چکا فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا پس حاملہ ہو گئی یعنی مریم ساتھہ اسکے یعنی لڑکے کے پس
کنارے ہوئی اسکو لیکر ایک پرے مکان میں فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ پس لے آیا اسکو درد زہ ایک
کھجور کی جڑ میں قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا کہا اوکاش میں مرگئی ہوتی پہلے
اس سے اور ہوتی بھولی بسرائی اب ہم خاتمہ بہادر کی باستخاطر اگر تفسیر ونکے بیان کا لحاظ کرینگے تو ہم عربی کلام کے ذوق
دان یقین کرتے ہیں کہ جب حضرت مریم فرشتہ کی بشارت دینے کے بعد کہا کہ میرے لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ ابتک نہ میرا نکاح
اور نہیں بدکار ہوں یعنی ایسی دو چیزوں سے لڑکا ہوتا ہے اور مجھ میں وہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو فرشتے نے جواب میں کہا کہ تیرا رب
فرماتا ہو کہ یہ کام یعنی تجھے ہم بغیر کسی مرد کے لڑکا دینا مجھپر آسان ہے یعنی خدا قادر ہے کہ بن باپ لڑکا پیدا کر دیوے اور خدا کی قدرت
کی نشانی ہے اور رحمت ہے یہ کام یعنی بن باپ لڑکا پیدا دینا خدا کے علم میں آچکا تو اس گفتگو کے بعد ہی خبر دی فَحَمَلَتْهُ یعنے
مریم اس لڑکے سے حاملہ ہو گئی بغیر مہلت اور فرصت کے کیونکہ حرف فا جو حروف عاطفہ ہے اور اس میں ترتیب ہوتی ہے
بلا مہلت کے اگر خاتمہ بہادر کو مطول مختصر معانی ملا جامی وغیرہ پڑہنے کی دسترس نہیں تو شرح مائۃ عامل میں دیکھ لیں
فا میں مہلت نہیں ہوتی ترتیب بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے پس فرشتہ کی گفتگو اور حضرت مریم حاملہ ہونے میں ہی مہلت ثابت
کرنی کہ شاید یوسف سے نکاح ہوا ہوگا اور ان سے لڑکے کا حمل ٹہرا ہوگا قرآن کے فرمان کے برخلاف ہے اور تحریف فرقان کا ہے نعوذ باللہ
من ذلک ہر وہم کہ عورت جب مرد سے ہمبستر ہو جاوے تو اوسے تب لڑکا پیدا کرنا کوئی عقل بعید نہیں کہ جسکی نسبت کہا جاوے کہ خدا تعالیٰ

فرماتا ہے کہ کلام معجز آسان ہے بلکہ معاورۂ ان بخوبی سمجھتے ہیں کہ جو کام سب کی نظروں میں مشکل ہو تو اسکو حق تعالیٰ
فرماتا ہو کہ یہ کام معجز آسان ہے ہمیشہ کی ہو نہار ہا کہ حق تعالیٰ کیونکر فرماوے کہ یہ معجز آسان ہے پر خالف بہادر کا یہ تعوکر فرماتے
نے مریم کو کہا کذلک اللہ یخلق ما یشاء اسیطرح حضرت زکریا کو کہا تہا کہ کذلک اللہ یفعل ما یشاء
حضرت مریم کو کہا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین اسیطرح حضرت زکریا کو کہا تہا کذلک قال ربک
و ہو علی ہین انتہی فالقہبا بہادر کی ساری سوالی کو باطل کرتا ہے یعنی بحکم قرآن انجیل ثابت ہے کہ حضرت زکریا نے
لڑکے کیواسطے دعا کی تو حق تعالیٰ نے قبول فرمائی تب حضرت زکریا نے عرض کی خداوندا میرا لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ میری عورت
بانجہ اور ۹۹ اٹہانوے برس کی عمر ہے اور میں بھی نہایت درجہ بڑہاپے کو پہنچا ہوں یعنی ایکسو بیس ۱۲۰ برس کا ہوں تو اس استبعاد کے
دور کرنے کو فرشتے نے کہا تیرا رب فرماتا ہو علی ہین کلام یعنی پیر زال بانجہ اور بڑہے ہو مرد کو بھی لڑکا دینا معجز آسان
ویسا ہی خدا جو چاہتا کرتا ہے یعنی گو وہ لوگونکی نظروں میں محال او مشکل ہو علی ہذا القیاس حضرت مریم کے استبعاد دور کرنے کو بھی فرمایا
ہوا کہ یہ کلام یعنی بدون چہونے مرد کے لڑکا دینا معجز آسان ہے اور خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے تو یہ دو نوامر یعنی حضرت زکریا اور مریم کو
لڑکا دینا معجزے کے رو سے ہوئے جب فطرت انسانی محال او مشکل تہے تو ان ہر دو مستناسب الخو سے باقبال خالقہبا بہادر وقتی
بات ثابت ہوگئی یہہ بہی ایک معجزہ نبوی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی باستخاط ایک تنگ رشدید کی زبان قلم سے کلمہ حق نکلوادیا
فللّٰہ الحمد اور قال ربک اور ہو علی کے درمیان میں حرف واو کا لکھنا یعنی قرآن میں زیادتی کرنی گناہ کبیرہ ہے
سابق میں وکلم یمسسنی سے حرف واو کو کم کردیا تہا یہاں حرف واو بڑہا دیا ہے۔ انکا ایہ غلطی قولہ لفظ کن فیکون
جو سورہ آل عمران میں ہے وہ کسی طرح بہی یہ بتلاتا کہ قدرتی و فطرتی دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہ نتیجہ ہونے کو خدا اسیطرح فرماتا ہے
اذا اراد شیئا انما یقول لہ کن فیکون پس ہر شئے کرنے کے حکم سے ہمیشہ قانون قدرت اور قاعدۂ فطرت
کے مطابق ہوتی ہے پس یہ الفاظ کسی طرح یہہ بات پر کہ حضرت مسیح کی ولادت فی الفور خلاف عادۂ فطرت اور بغیر باپ کے
ہوئی تہی دلالت نہیں کرتی ص ۳۲ قول خدا کی تحکم کوئی نہ ہو اور یاد رہے علیمی کے علمی باتوں میں دخل دینا انکا جلد کرنا
ظاہر کرتا ہے مخفی نہ ہو کہ معجزہ رہ جو شئو پیدا ہوتی ہے اسکو کوئی بہی اہل علم بلا اسباب قدرتی و فطرتی نہیں کہہ سکتا
کیونکہ وہاں پر بہی کوئی نہ کوئی سبب اسباب قدرتی و فطرتی سے ہوتا ہے بلکہ خود قدرت الہیہ کو بہی سبب کہہ سکتے
ہیں اور اگر یہہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شئے کو پیدا کرتا ہے بلا سبب کچہہ نہیں پیدا ہوتا دیکہا ہی سو یہہ دعوی بہی باطل ہے

کیونکہ اول جب عدم محض سے قادر مطلق نے حیوانات از قسم مادہ و نر یعنی آدمی گائے بکری بھینس کبھی چیونٹی سانپ
وغیرہ مخلوقات علوی و سفلی جو اول ہی پیدا کیے تھے تو کون انکا سبب اور ماں باپ تھا جس سے وہ پیدا کی گئی تھی اسوقت تو
سوا ذات خالق البریات کے کچھ بھی نہیں تھا پس جس نے پہلے بلا توسط اسباب سب کچھ بنا دیا تو اب جب کہ
عالم اسباب موجود ہو گئے اور اسباب مہیا ہو گئے پھر بھی خالق الکل اپنی قدرت کاملہ دکھلانے کو آیۃ للناس بنانے
کیواسطے احیاناً بلا سبب ظاہری پیدا کردے تو کسی اہل عقل کے نزدیک مستبعد یا غیر ممکن نہیں ہوگا بلکہ سب دیندار
ذی شعور اسپر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خالق اسباب ہے اور اسباب سے پیدا کرتا ہے وہ بلا سبب بھی پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے
یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و لنعم ما قیل ؎ از سبب سازیش سوفسطائیم ٭ در سبب سوزیش من
سودائیم ٭ ہر چند کوئی دلیل نقلی اس امر پر قائم نہو تاہم عقلاً اسپر یقین رکھنا تھا اور جب نقلی دلائل بھی موجود ہوں تو انکار
کرنا ذوی العقول سے خلاف ہے دوسرا شخص جو کہتا ہے سو کہے اور فقرہ کن فیکون جو قرآن کی کئی آیات بینات میں آیا ہے
تو اسکا مطلب اہل علم پر روشن ہے کہ وہ تمثیل ہے جلد اور بلا مہلت حاصل ہونے سے یعنی خبر ہے کہ جس سے ارادہ الٰہی تعلق پکڑا ہے سب
بلا توقف حکم ماننے یعنی امر کن کے پس اسسے یہی مستفاد ہوا کہ تکوین الٰہی اسباب پر ہی موقوف نہیں بلکہ بلا سبب ظاہری بھی
سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اگر اسباب کی حاجت ہو تو مضمون کے مخالف ہے اور حاصل ہونا فی الفور ما یتعلق بہ الارادۃ الٰہی
کا بھی بلا مہلت متصور نہو اور منافی ہوا کن فیکون کے پس یہ الفاظ ناطق ہیں اسپر کہ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے فی الفور ہوئی
تھی جیسا کہ ایمان ہر کسی کا اعتقاد ہے اور یہ مقولہ خاص نصاریٰ کا کہ مسیح بیٹے ہیں خدا کے اسی طرح فرمایا ہے اذا اراد شیئا انما یقول
لہ کن فیکون پس یہ کن کا حکم ہمیشہ ناموس قدرت اور قاعدہ فطرت کے مطابق ہوتی ہے انتہی سراسر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
کن کے لفظ حکم سے کسی شے کو پیدا نہیں کرتا ہے اسلیے کہ شے سے مراد یا موجود ہے یا معدوم پس موجود کو کن کا حکم کرنا تحصیل حاصل عبث ہے
اور معدوم قابل خطاب کے نہیں ہوتا تو مراد کن فیکون سے وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں یعنی بلا مہلت حاصل ہونا ما یتعلق بہ ارادۃ اللہ
سبحانہ کا مثل بلا توقف اطاعت کرنے امر مطیع کے اور یہ آیت اذا اراد شیئا انما یقول لہ کن فیکون جو خاص نصاریٰ کے
بنا در لکھی ہے سارے قرآن میں الحمد سے والناس تک نہیں ہے ہاں سورہ یٰسین کے اخیر اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ہے
جسکو خاص نصاریٰ بنا کر تحریف کرکے انما یقول لہ فا نے سارا آیت بنا دی ہے اور جب انما جزا شرط واقع ہوا تو قرآن میں ایک جگہ کلمہ فا
آیا ہے جیسا کہ پہلے سیپارہ کی چودھویں رکوع اور تیسرے سیپارہ کے تیرھویں رکوع اور سولھویں سیپارہ کے چوتھے رکوع اور چوبیسویں سیپارہ

گیارہوین رکوع ان چارون موقعون مین فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ہے تو باعتبار قاعدہ نحو بھی جو نحوی اِنَّمَا
کے دخول کو جملہ اسمیہ چاہتے ہین انکے نزدیک اس فا کا آنا واجب ہے اور مضارع مثبت پر بھی فا کا آنا مستحسن ہے پس ایسی
کلام مخالف مقتضائے مقام کو حق سبحانہ تعالی کیطرف منسوب کرنا سخت جہالت ہے اور قائل کی بے علمی پر تمام دلالت ہے **قولہ**
آیۃ للناس کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ حضرت مسیح کو بغیر باپ کے بطور ایک نشانی معجزہ کے پیدا کیا تھا محض جہالت ہے اسلئے کہ بے باپ کے
پیدا ہونا (اگر بالفرض ہوا بھی ہو) ایسا امر مخفی ہے جو کسیطرح (آیۃ للناس) نہین ہوسکتا (صفحہ ۴۲) **اقول** آیت کے
معنی لغت کے رو سے علامت کے ہین پس وَ نَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو بن باپ پیدا کرکے لوگون
کے لئے اپنی کمال قدرت پر علامت اور نشان بنایا ہے اور اس آیۃ للناس کو مخفی امر بتانا مشہورات اور متواترات سے انکار کرنا ہے
ساری عوام اور علما کی زبانون پر مذکور اور کتابون مین مسطور ہے کہ حضرت مریم کو بدون شوہر کے لڑکا ہوا ہے گر نہ بیند بروز شپرہ
چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ اور نیز اللہ تعالی نے حضرت مسیح کی قرآن مجید مین یہ حکایت فرمائی اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ
رَّبِّكُمْ اَنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ اِلٰى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے
حضرت مسیح نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مین خدا کیطرف سے اپنی رسالت پر علامت لیکر آیا ہون اور وہ یہہ ہے کہ مین مٹی سے پرند کی صورت
بناکر اسمین پھونکتا ہون اور وہ جاتا ہے خدا کے حکم سے اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردیتا ہون اور مردہ کو زندہ کرتا ہون خدا کے
حکم سے اور تمکو بتا دیتا ہون جو کچھ کہ کھاکر آؤ اور ذخیرہ گھر مین کرتے ہو بیشک اسمین تمہارے لئے علامت ہے یعنی میری رسالت پر اگر تم ایماندار
ہو ۔ ترجمہ ہوا آیات قرآنی کا سورہ آل عمران کے جہان حضرت عیسی کی پیدایش کا ذکر خیر ہے پس اب قرآن سے ثابت ہوا کہ آیت
کے معنے معجزہ کے ہین جو علامت صدق اس نبی کی ہوتا ہے جب بحکم خدا اظہار ہو تو پس حضرت عیسی کا بن باپ کے ہونا بھی انکا معجزہ
ٹھہرا ایمانداروں کے واسطے گو بے ایمان اور منکر اس سے انکار ہی کرین **قولہ** کلمۃ منہ کے الفاظ یا کلمۃ القاہا الی مریم کے الفاظ بھی کسیطرح بن باپ کے پیدا
ہونے پر دلالت نہین کرتے (صفحہ ۴۲) **اقول** کلمۃ منہ کو الفاظ کہنا اور و لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا کو لفظ بولنا خاصہ جناب ہادی
کی دانشمندی کی دلیل ہے اب جن الفاظ قرآنی کو وہ کہتے ہین کہ بن باپ کے پیدا ہونے پر دلالت نہین کرتے فقیر انہین
سے ثابت کرکے دکھاتا ہے کہ حضرت عیسی بن باپ پیدا ہوئے پہلے الفاظ کلمۃ منہ کے واقع مین اس آیت کریمہ مین کہ و اذ قالت
الملٰئکۃ یٰمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین یعنی جبکہ جبریل نے
کہا اے مریم بیشک اللہ تجھے مژدہ دیتا ہے ساتھ کلمہ کے اپنی طرف سے یعنی فرزند کے جسکا نام مسیح عیسی بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت مین

صاحب جاہ اور مقربین کا ہوگا پھر اس آیت کے بعد حضرت مریم کا استبعاد ذکر ہے کہ قالت رب انی یکون لی ولد ولم
یمسسنی بشر پھر اسکے جواب میں فرمایا کذلک یعنی اسی طرح فرزند کی جو تجھے بن باپ کے ہو گا اللہ یخلق ما یشاء
خدا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اذا قضی امرا جب ارادہ کرتا ہے کسی کی پیدائش کا فانما یقول لہ کن فیکون یعنی
بیشک اسکے ارادہ پر وہ جلد پیدا ہو جاتا ہے پس اب عاقل دیندار پر بخوبی روشن ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے بکلمۃ منہ کی تفسیر
اسمہ المسیح عیسی بن مریم فرمائی اور عیسیٰ کو ماں کی طرف منسوب کیا حالانکہ عرب کے محاورہ میں ہمیشہ بیٹے کو باپ کیطرف
نسبت کرتے ہیں تو کلمہ یعنی فرزند کو اول خدا کیطرف پھر ابن مریم بتانا اور حضرت مریم کا بن باپ فرزند کے ہونے کی استبعاد
کو دور کر کے اپنی کمال قدرت کا اظہار فرمانا صاف صاف پوری پوری دلالت کرتا ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے خواہ مخالف بیجا اپنی زبان سے
انکار ہی کرتے جائیں اب فقرہ وکلمتہ القٰھا الی مریم کا حال سنو کہ وہ اس آیت اخیر سورہ نساء میں واقع ہے کہ
یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم رسول
اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ الآیۃ یعنی اے اہل کتاب مت حد سے بڑھو اپنے دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر
مگر سچی بات مسیح تو عیسیٰ بن مریم ہی ہے خدا کا رسول اور اسکا حکم جو ڈالا طرف مریم کی اور روح ہے اسکی یعنی خدا کی طرف سے
جب نصاریٰ نے حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کو سبب خدا کا بیٹا کہدیا تو حق تعالیٰ نے اس آیت میں انکو فرمایا کہ مسیح کی تعریف میں
ایسا مبالغہ نہ کرو اور خدا کی شان کے مشابہ نہ کہو عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں ہے مریم کا بیٹا ہے خدا کا رسول ہے خدا کا حکم ہے مریم کیطرف
ڈالا جس سے پیدا ہوا یعنی بن باپ خدا کے حکم سے کیونکہ ظاہر کر بات ہے بیویوں کے ذکر قرآن مجید میں انکے بارہ میں جو حق تعالیٰ نے
نہ یوں نہیں فرمایا کہ وکلمتہ القٰھا الی الام عیسیٰ او الی ام مریم مثلا بلکہ حضرت مریم کا وکلمتہ القٰھا سے منسوب فرمانا دلالت
کرتا ہے اسپر کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے اور کسی کی انکار کی گنجائش نہیں ہے قولہ سورہ مریم میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں انپر زیادہ غور کیا جاتا ہے
اور سمجھا جاتا ہے کہ انسے بن باپ کے پیدا ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں سورہ مریم میں حضرت مریم کے رویا کا واقعہ
بیان ہوا ہے کہ انہوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تمکو بیٹا دوں اسکے بعد جو کچھ بیان ہوا ہے
اسپر فی تعقیب کی آتی ہے جیسے کہ فحملتہ - فاجاءھا المخاض مگر اس فی سے اتصال زمانی مستنبط نہیں ہو سکتا
جیسے کہ مثال کو تعجب ہے ظاہر کیونکہ انکا حاملہ ہونا اور وضع پیدا ہونا انکے مابین اتصال زمانی نہیں تھا مریم (۲۵) اقول قصہ حضرت مریم
واقعہ سورہ مریم کو رویا یعنی خواب کا واقعہ بیان کرنا قرآن کے منکروں کا کام ہے دیکھو سورہ مریم میں ابتداء قصہ حضرت مریم کے

واذکر فی الکتب مریم فرمایا یعنی اور قرآن میں قصہ مریم کا اور اس سے پہلے ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا آیا ہے
اسی سورہ میں ہے واذکر فی الکتب ابراھیم اور واذکر فی الکتب موسیٰ کو اور واذکر فی الکتب اسمٰعیل اور
واذکر فی الکتب ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری جگہ بھی قرآن شریف میں جن نبیوں کے قصے مذکور ہوئے ہیں ایسا ہی فرمایا ہے
جیسا کہ سورہ صٓ میں آیا ہے واذکر عبدنا ایوب اور واذکر عبادنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اور واذکر
اسمٰعیل والیسع وذا الکفل ان سب بزرگوں کے حالات واقعی اور واقعات نفس الامری بیان کئے قرآن مجید میں آیا ہے جیسا کہ
سب اہل اسلام پر ظاہر ہے اب اگر کوئی کجا اسی پر اتفاق ہے مگر خان صاحب کا جو قصہ ولادت حضرت مریم کو خواب سے تعبیر کرتے ہیں اور ہونے
تمام قصص قرآنی کو خواب خیال ہی مقرر کر چھوڑا ہے اعوذ باللہ من الحور بعد الکور اور حق تو یہ ہے کہ خواب کی تعبیر یکسر قرآن میں بہت
ہو گئی تو وقوع میں آجاتی ہے اور ان خان صاحب کا یہ قول تو قرآن مجید کو معاذ اللہ محض مجاز اور لغو جیسا شعر کر چھوڑا ہے جیسا کہ اس سالک
ناظرین کو اس پر یقین حاصل ہو سکتا ہے کچھ تحقیق نہیں دور بجا اس پر خان صاحب نے آیت فتمثل لھا بشرا سویا سے عالم مثال نکال کر خواب کی بات
تو اور دیہ بھی جیسا افعال صرف خوان بھی اسکو کہ سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں لفظ مثال جس سے عالم مثال یعنی خواب مراد لیا ہو اور کہاں
تفعل مجرد کے معنی مراد لیکر مزید فیہ میں بھی یہی معنی مستعمل کرنے سخت بے علمی ہے اور بعینہ یہ واقعہ ویسا ہی ہے جیسا کہ لنگوٹی پوش
دانش مند وحید مند انے کی دلیل کلا سوف تعلمون بیان کر کے زمین غور کرو اور انشد کہا تو اور فارسلنا الیہا روحنا اور
بعد اسکے کلمہ حصر آتا ہے انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا اور خان صاحب اسکو خواب خیال میں منحصر
کرتے ہیں قرآن شریف کو جیسا تا بہ نہیں تو اور کیا ہے وکفی بعبد العزیز منتقما اور بعد اللہ ہو وکفی باللہ شہیدا کہ فقیر نے جو
لکھا ہے اور لکھتا ہوں قرآن مجید کی حمایت اور دین متین اور انبیاء مرسلین کی نصرت کی رو سے ہے ابتغاء لمرضات اللہ فی الدارین
وطلبا لشفاعۃ سید المرسلین محبوب الملوین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ امید قوی ہے تو کہ آپ بھی آپ کی رعایت ہوگی فحملتہ فاجاءھا
المخاض پر فی تعقیب کی آئی ہے اور اس میں انفصال زمانی کا مستنبط نہیں ہو سکتا انتہی سو یہ بھی محض باطل اور بلا دلیل ہے
طالب علم شرح مائۃ عامل اور ہدایۃ النحو خوان بھی جانتے ہیں کہ فا عاطفہ ترتیب بلا مہلت کے واسطے ہوتی ہے کافیہ کی شرح میں
عارف جامی لکھتے ہیں والفاء للترتیب ای للجمیع مع الترتیب من غیر مہلۃ انتہی مختصر معانی میں ہے فالتثلیث (ای الفاء وثم وحتی) تشترک فی تفصیل المسند
الا ان الفاء تدل علی التعقیب من غیر تراخ وثم علی التراخی وحتی مثل ثم الخ انتہی اور ایسا ہی مطول میں لکھا ہے
اتقان فی علوم القرآن میں فا کی تین قسم ترتیبیہ تعقیبیہ سببیہ لکھکر تصریح کی ہے کہ فا تعقیبیہ میں تراخی نہیں ہوتی ہے

پس خانصاحب بہادر کا فار تعقیبیہ میں اتصال زمانی کا انکار کرنا نہایت بے علمی کی دلیل ہے جسکو فا اور فی کے لکھنے میں تمیز نہو
بعینہ فا و عاطفہ کو بصورت فی جارہ تحریر کرے تو اسکو ان حروف کے معانی پوچھنا کب شعور ہوگی حکایت کرتے
ہیں کہ ابی علی فارسی ایک شخص کا شہرہ علم سنکر اسکی ملاقات کو آئی اسکو اپنا ایک ورق لکھا پڑا تھا ابی علی ایک جزو
سطرین پڑھکر پوچھا کہ یہ کسکا لکھا ہوا ہے اُسنے کہا میرا لکھا ہوا ہے تو ابی علی نے جو الف کو آپنے بصورت یا لکھا ہے میں تو تمہارے
فضل و کمال کو سنکر آیا تہا افسوس میرا وقت ضایع ہوا کہ الف یا میں تمیز کے پاس آیا فوراً اپنی مکان کو واپس آیا پھر کہتا ہے کہ اگلے
وقتوں میں ایسے شخص تہی اب ایسے لوگ جو الف اور یا میں تمیز نہیں کرتے وہ مہدی زمانی بنکر قرآن مجید کی تفسیرین لکھکر پہلے
سب مفسرین کی غلطیاں نکالتے ہیں اور خود حرف فا کے لکھنے اور معنی بیان کرنے میں پامال الاطفال ہو رہے ہیں پھر عجب تر یہ ہے کہ
اس زمانے کے اکثر نوجوان جو تقییدات شرعیہ کو ناپسند کرکے محض آزادی چال پر مرغوب ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی بعضے نام کے مولوی
دنیاوی لالچ میں مبتلا ہو کر اسکی تفسیر کو نہایت دلپذیر اور ناسخ تفاسیر جانکر اسکے پڑہنے پڑہانے اور چہپوانے میں کوشش کرتے ہیں
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ اور یہ دعویٰ کہ اگر نعوذ باللہ حضرت مریم حاملہ ہوئے اور درد زہ شروع
ہونے میں اتصال زمانی نہ تہا تو انہوں باطل ہے اور اس سے زیادہ ہم اباطیل ہوگی وجہ کیا کہ لیکن خود اللہ تعالیٰ نے کلمہ فا جو تعقیب بلا
مہلت کے واسطے موضوع ہے اپر نص فرمایا ہے جس سے اہل ایمان کو یقین ہے کہ انکو حاملہ ہونے اور درد زہ شروع ہونے میں بلا
اتصال زمانی تہا لو قالی انجیل سے جو خانصاحب بہادر جسکے دن پورے ہوئے لوکے فقرہ سے بارت حمل نو مہینے کا ہی غلط کیونکہ انکے
آگے لکھا ہے کہ فرشتہ نے اسی روز بشارت دی اور اسی لکا پیدا ہوا اور تفسیر کبیر وغیرہ کی روایات کا مطلب آگے لکھینگے کہ خود
صاحب تفسیر کبیر نے انکو مخالف الفاظ قرآن بیان کیا ہے قولہ اس بات کے سمجھنے کیلئے آیت سورہ مریم پر غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت مریم نے
اپنی روبرو انسان کو دیکھا تو انہوں نے کہا إِنِّي أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا اسنے کہا إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ
رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا حضرت مریم نے کہا أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ
بَغِيًّا اسنے کہا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا
اسکے بعد فَحَمَلَتْهُ ہے پس اس حرف فی سے جو حملتہ پر ہے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بمجرد اس گفتار کے حضرت مریم حاملہ ہوگئی ہوں بلکہ
پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے بعد کسی زمانہ بعید میں وہ حاملہ ہوئی ہوں جس وقت کی یہ گفتگو ہوئی بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہیں
چہوا تہا لیکن اسکے بعد انکا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت انسانی اپنے شوہر یوسف سے حاملہ ہوئیں

(سرہ ۳۳و۳۹) اقول ان آیات سے ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح بن باپ کے پیدا ہوئے اور رویا کا جواب بھی اوپر
لکہا گیا اور فاء فحملتہ اور فاجاءها المخاض سے جب موضوع لہ کا مشخص ہو چکا کہ بمجرد اس گفتگو کے حمل اور دردِ زہ
ہونے لگ گیا تھا اور اس امر کا قائل ہونا کہ حضرت مریم کا بعد اس گفتگو کے یوسف سے خطبہ ہوا اور وہ اُس کے عقد سے حاملہ ہوئیں تھے
قرآن کے فرمانے سے انکار کرنا اور نبی حق کی نشانی کا انتقاص کرنا اور حضرت مریم کی عفت کلیہ میں خلل ڈالنا اور جہلی نسبت
خدائے حکیم بے حساب دینا اور عذاب الیم میں گرفتار ہونا پڑیگا سہ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم تو
خواہ پندم از ان در پذیر خواہ ملال واللہ ہو الہادی الی الصراط المستقیم رہا یہ کہ مخاطب یا بچہ ہو اور انی اعوذ بالرحمن قولہ
اسیطرح فاتت بہ قومہا تحملہ کی فی کا حال ہے کہ وہ ولادت کے زمانہ سے متصل نہیں ہے بلکہ امر ولادت کے بعد
کسی زمانہ میں واقع ہوا تفسیر ابن عباس میں لکہا ہے کہ ولادت کے چالیس دن بعد یہ واقع ہوا اور تفسیر کبیر میں لکہا ہے کہ یہ واقعہ یعنے
قوم کے پاس لیکا آنا اور حضرت عیسےٰ کے کلام کرنیکا حضرت عیسےٰ کی صغر سنی میں واقعہ ہوا اور ابو القاسم بلخی کا قول ہے کہ حضرت عیسےٰ
جوان ہو چکے تھے جب یہ واقعہ ہوا چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت ہے الی قولہ غرضکہ علماء مفسرین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ
تکلم حضرت عیسےٰ ولادت سے متصل نہ تہا (صہ۴۰) اقول جیسا کہ حال فاء فحملتہ اور فاجاءها المخاض کا ہے کہ
اسمیں ترتیب و تعقیب بلا مہلت ہوتی ہے ویسا ہی حال فاء فاتت بہ قومہا تحملہ کا ہے اگر یہ نکتہ ادب سیکے
دور سے غفلت ہو گئی ہو تو اب بھی سن لیجئے کافیہ کی شرح غایۃ التحقیق میں لکہا ہے والفاء للترتیب مع الوصل وثم مثلها ای
مثل الفاء فی الترتیب لکن بمہلۃ انتہی مختصرا یعنی ذکر واو و فاء و ثم کی لکھتی ہیں فہذہ الثلثۃ تشترک فی تحصیل المسند
تختلف من جہۃ ان الفاء یدل علی ان ملابستہ الفعل للتابع بعد ملابستہ للمتبوع بلا مہلۃ وثم کذلک مع مہلۃ وحتی
مثل ثم الا ان فیہ الخ انتہی غور کرو کہ تمام علماء نحو و معانی و اصول تو متفق ہیں اسپر کہ فاء تابع و متبوع میں اتصال ہوتا ہے اور انفصال
ہوتا اور اس اتصال کے منکر ہیں گر بیشک قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب حضرت مریم کو دردِ زہ لگی تو انہوں نے اس قدر سے کہ بچہ جو
بچہ پیدا ہوا تو لوگوں میں سخت رسوائی ہوئی کہا کاش میں اس سے پہلے مرجاتی رو لنسیا منسیا ہوتی جیسا کہ اسقاط حمل اور
لکہا گیا ہے تو اطلاق تحتہا کے نیچے یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا بقول اقرب الی الصواب جبرائیل امین یعنے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی کہ غم نکر تیرے نیچے تیرے رب نے چشمہ پیدا
کیا ہے اور ہلا اپنی طرف کہجور کی جڑ کو اس سے گرینگی تجہ پر کہجوریں پس کہا اور پی اور آنکہ ٹھنڈی رکہہ سو جب تو دیکہے کسی آدمی کو
تو کہیو میں نے نذر مانی ہے خدا کیواسطے روزہ پس نہ بولونگی آج کے دن کسی آدمی سے کلام نکرونگی یہ ترجمہ آیات قرآنی کا ہے جس میں حضرت عیسےٰ کی پیدائش کے

کہ الی مرجع القرآن وغیرہ

ہی بات چیت کریگا اور چشمہ نکلوایا اور نہ کھجور سے پکی کھجورین اور یہ دونون معجزے ظاہر ہیں بعد اسکے

اللہ تعالی نے فرمایا فاتت بہ قومہا تحملہ یعنی پس لائی اسکو اپنی قوم کے پاس گود مین لیکر قالوا یمریم لقد جئت

شیئا فریا لوگ بولے کہا اے مریم تو بڑی چیز لائی یعنی بن شوہر بچا جن لائی یا اخت ہرون ما کان ابوک امرء سوء

وما کانت امک بغیا ای ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نتہا اور نہ تہی تیری ماں زانیہ یعنی تو جو خاندانی کی

لڑکی تہی یہ اچنبا بن باپ کا بیٹا کہان لائی فاشارت الیہ پس مریم نے اشارہ کیا طرف اسکی یعنی حضرت عیسے کی قالوا کیف

نکلم من کان فی المہد صبیا بولی کیونکر بات کرین ہم اُس سے جو گود میں ہے لڑکا تب حضرت عیسے اُنکو یہ بولے

جو ادنی تعالی نے انکی حکایت فرمائی ہے قال انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این

ما کنت واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا اب اس قصے مین غور کرنیسے بحکم الفاظ قرآن مجید

یہ معجزہ بہی ثابت ہوا کہ حضرت عیسے نے اپنی والدہ کی گود مین کلام فرمایا کہ اپنے تئین خدا کا بندہ بہت نیکوکار بلکہ نبی

سردار بنایا اور اپنی والدہ شریفہ سے لوگون کا طعنہ دور کیا یعنی کہ نطفہ حرام نہت بدکار ہوا کرتا ہے خاکسار نے تمام

آیات کو بیان کیا ہے اور صرف فاتت بہ قومہا تحملہ کا ایک فقرہ آیت لکھکر پہر جو بعد مین کی آیتون کو حذف

کر کے حضرت عیسے کا کلام کرنیکو اب مین تفسیر ابن عباس کی تفسیر سے نقلین لکہنے لگے اور آخر مین یہ نتیجہ نکالا کہ علماء تفسیر یہی

تسلیم کرتے ہین کہ تکلم حضرت عیسے ولادت کے متصل تہا سو فقیر کہتا ہے کہ یہین خاکسار نے بہت سی غلطیان کی ہین پہلی

غلطی یہ ہے کہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کوئی بہی تفسیر نہین ہے اور یہ تو مشہورات و متواترات سے ہے کہ صحابہ کرام کے

زمانہ سعادت نشان مین کوئی تصنیف نہین ہوئی دوسری غلطی یہ ہے کہ خاکسار نے آپ کو مجتہد جانا اور مفسرین

محدثین وغیرہم سب کی غلطیان نکالی ہین اب اس جگہہ تفسیرون کی طرف کیون رجوع لائے اپنی ہوا کے حکم سے کیون نہین کہتے

کہ حضرت عیسے نے تکلم فی المہد جیسا کہ منصوص قرآنی ہے ہرگز نہین کیا جسطرح اور خیالات نفسانی سے حضرت عیسے کو خلاف

حکم قرآن کے یوسف کا بیٹا بنایا ہے مین واحد غیر ذوالانتقام تیسری غلطی یہ ہے کہ تفسیر کبیر سے اول نقل کیا کہ یہ کلام کرنا

حضرت مسیح کا نزدیک جمہور کے صغر سنی مین (یعنی والدہ کی گود مین واقعہ ہوا پہر ابوالقاسم بلخی کے قول کو کہ یہ

کلام کرنا وقت بلوغ کے تہا نقل کر کے جو بعد اسکے جو جواب تفسیر کبیر نے اسکا دیا ہے اس کو مین عبارت رد کیا ہو اما قول ابی القاسم

ابلغی فی بیان ذلک لان الحاجة الی کلام عیسی انما کانت عند وقوع التہمة علی مریم علیہا السلام ختم کرگئے
اب سخت پاسداری سخن کی خالقصاحب بہادر کی عادت ہونیکا کمال یقین ہوا کہ ایک تفسیر کی سند سے اسی تفسیر کے
مردودہ قول کو اپنی دلیل بنا لیا اور اسمین یہ قدکیا جو تہی غلطی یہہ ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
کے اس قول کو کہ مدت حمل کی ایکساعت تہی رد وجہ بحکم قرآن مستند کیا ہو اول یہہ کہ فحملتہ ۔ فانتبذت
بہ ۔ فاجاءھا المخاض ۔ فناداہا من تحتہا ۔ سے تو تعقیب بلا فصل کے واسطے ہے ثابت ہے کہ مدت حمل کی ایکساعت
ہی تہی دوم یہہ کہ آیت ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون سے
ثابت ہے کہ حضرت عیسی کی پیدایش کن فیکون سے ہوئی جسمین مدت حمل متعاد کی گنجایش نہین ہے کیونکہ وہ مدت ایام
حمل مین تہی ہوئی ہے جو تعلقہ ہی ہو غیرہ چنانچہ یہہ مضمون تفسیر کبیر کی پانچوین جلد کے صفحہ ۷ ۔۔ مین موجود ہے تو اس قول کو جو قرآن سے
مستند ہے خالقصاحب بہادر اپنی زبان سے جہوٹ اور غلط کہتے جاتے ہین اور جہوٹی اور مخالف قرآن کی باتون کو سچ بتاتے
جاتے ہین واللہ یحق الحق وہو خیر الفاصلین اب اس روایت تفسیر کبیر سے وہ روایت کہ مدت حمل کی نو مہینے تہی جسکو
خالقصاحب نے انجیل لوک کی روایت کے بنا پر نقل کیا تہا اور وعدہ کیا تہا کہ اسکا اصل ترجمہ لکہینگے باطل ہو گئی کیونکہ وہ قرآن کے
برخلاف ہے جب خالقصاحب بہادر نے اکید و تفسیرونکی سند سے اپنے خیال سے اپنا مطلب ثابت کرنا چاہا حالانکہ کچہ بہی ثابت
نہوا تو اب ہم بہی اکید و تفسیرون سے قول حق کی تائید کرین تو کچہ مضائقہ ہوگا اتقان فی علوم القرآن
مین لکہا ہے عیسی بن مریم بنت عمران خلقہ اللہ تعالی بلا اب انتہی علامہ محمد طاہر فتنی مجمع بحار الانوار مین نووی
شرح صحیح مسلم اور طیبی شرح مصابیح سے لکہتے ہین حضرت عیسی کلمۃ اللہ کے نام سے موسوم ہوئے اسلیے کہ کلمہ کن سے بن باپ کے
پیدا کیے گئے یا اسلیے کہ انہون نے لڑکپن یعنی والدہ کی گود مین کلام کی صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ نولکشوری اور تفسیر معالم التنزیل و کبیر وغیرہما
مین لکہا ہے کہ حضرت عیسی اپنی والدہ کی گود مین دودہ پیتے تہے جب یہود کی بات سنی کہ انکی والدہ پر تہمت لگاتے
ہین تو آپنے دودہ کا پینا چہوڑ دیا اور انکی طرف متوجہ ہو کر دائین ہاتہ سے اپنی طرف اشارہ کرکے فرمایا انی عبد اللہ
دیوم ابعث حیا اب ثابت ہوا کہ علما و مفسرین قرآن یہہ تسلیم کرتے ہی ہین کہ تکلم حضرت عیسی کے ولادت
متصل تہا فللہ الحمد خالقصاحب بہادر کا یہہ خیال کہ پہلے قصہ معجزانہ تہا نہ تہا [illegible] کو نو سو برس بعد علم کلام حادث ہو گئی لکہا ہے اہم
تحریف بلکہ نسخ قرآن ہے کیونکہ جب اللہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ فرماتا ہے تو اس دین متین مین تبدیل کرنیوالا کب مسلمان کہلا سکتا ہو

ہادی حقیقی انکو اور انکے پیرو انکو رحمت پر لاوے **قولہ** قرآن مجید میں صاف پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اسوقت میں ہوا
تہا جب حضرت عیسے نبی ہو چکے تہے کیونکہ آپنے فرمایا تہا کہ انی عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا
تاریخ پر اور انجیلوں پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے کی بارہ برس کی عمر تہی دیکہو انجیل لوقا باب ۲ جب ہونے
بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی الخ **اقول** حضرت مسیح ماں کے پیٹ سے نکلتے نبی تہے اور یقینا یہ گفتگو
اسوقت کی ہے جسپر قرآن مجید صاف صاف شہادت دے رہا ہے اور تفسیروں میں بہی ایسا لکہا ہے جسکا جی چاہے
دیکہہ لو خصوص تفسیر کبیر جس سے خالصاحب بہی سند لاتے ہیں اسکی پانچویں جلد کے صہ ۴۹۷ میں ہے کہ حضرت عیسے
لڑکپن میں ہی نبی تہے (صہ ۲) پس ثابت ہوا کہ لڑکپن میں نبی ہونے میں کچہ مضایقہ نہیں ہے اور آیت اتنی الکتب و
جعلنی نبیا صاف دلالت کر رہی ہے اسپر کہ حضرت عیسے لڑکپن میں ہی نبی تہے اس واجب ہے کہ ہم اسکو اپنے ظاہر پر
جاری رکہیں (صہ ۱۹۱) اور جو انجیل لوقا کا خالصاحب نے حوالہ دیا ہے اور لکہا ہے کہ یہودی عالموں نے حضرت مریم کو کہا کہ تیرے ماں باپ
تو بڑے نیک تہے تو نے یہ کیسا عجیب بدمذہب لڑکا جنا تب حضرت مسیح کو والدہ اوٹہا لائیں تو اسوقت
بارہ برس کی عمر میں آپنے کہا انی عبد اللہ اتنی الکتب اتہی محض جہوٹ ہے انجیل کے دوسرے باب میں
یہودی عالموں سے بارہ برسکی عمر میں عیسی کے گفتگو کرنیکا ذکر کوئی نہیں ہے جسکا جی چاہے انجیل لوقا باب ۲ مطبوعہ مرزاپور
۱۸۷۰ء میں دیکہہ لے انکا یہ کہ خالصاحب کا انجیل پر بہی ایمان نہیں ہے کیونکہ مباحثہ میں اونکو ممکن ہے کہ یہ واقعہ
اسکے بہی بعد ہوا ہو الخ پس جسنے احکام قرآن و انجیل کو اپنی خیالی حکمتوں سے رد کر دیا ہو تو اسکی باتکے مردود ہونے
میں کیا شک ہے غرضکہ علماء مفسرین کی تسلیم وغیرہ جو کچہہ لکہا ہے سب غلط کسی عبارت اور مضمون میں خالصاحب
بہادر قرار دیتے ہیں کسی کتاب کیطرف جہوٹا حوالہ دیتے ہیں اللہ تعالے عقل سلیم نصیب کرے **قولہ** قرآن مجید سے
ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسے ایسی عمر میں جسمیں حسب فطرت انسانی کوئی بچہ کلام نہیں کرتا کلام کیا تہا قرآن مجید
کے یہ لفظ ہیں کیف نکلم من کان فی المہد صبیا اسمیں لفظ کان کا ہو جسکا مطلب ہے کہ ایک ایسے
ہم کیونکر کلام کریں جو مہد میں تہا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لائق نہیں الخ صہ ۲۹ **اقول** خالصاحب نے اپنا دعوی
خوب پسند کم علموں کو خوب خوش کر سکتے ہیں اور اہل علم منصف مزاجوں کے نزدیک انکی بات اسلام سے
اور جو کہ دعوی ثابت ہو رہی دیکہو لفظ کان قرآن مجید میں اکثر معنوں میں ماضی منقطع حال استقبال دوام استمرار

بمعنی صار بمعنی ینبغی بمعنی حدث و جاء تاکید کے واسطے جسکو زائد کہتے ہین جیسا کہ اتقان فی علوم القرآن مین
یہ اقسام مع انکی مثالون کے مذکور ہین اور خاص کر کَانَ جو کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَہْدِ صَبِیًّا مین واقع ہے
اسکی نسبت سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ ماضی منقطع کے معنی مین مستعمل نہین ہے جو خانصاحب اور کرتے ہین بلکہ تفسیر کبیر اور
نیشاپوری اور مدارک اور بیضاوی اور ابو السعود وغیرہا مین لکھا ہے کہ یہ کان تامہ بمعنی وجد و حدث کے ہے پس آیت کے
معنی یون ہوئے کہ ہم کیونکر کلام کرین اس سے جو مان کی گود مین لڑکا شیرخوار پایا گیا ہے اور صاحب تفسیر کبیر و نیشاپوری نے بھی اسی معنے
کو پسند کیا ہے اور محی السنہ اور قاضی بیضاوی اور مفتی الثقلین ابو السعود نے اس کان کو واسطے تاکید کے یعنی زائدہ بھی
لکھا ہے جنکے رو سے معنی یون ہوئے کہ ہم کیونکر کلام کرین اس سے جو مان کی گود مین ہے بچہ شیرخوار اور مفسرین نے جو معنے کئے ہین تو اس آیت
کو دوسری دو آیتون سے تطبیق دیجئے کہ جو سورہ آل عمران اور سورہ مائدہ مین ہین جنمین تُکَلِّمُ فِی الْمَہْدِ منصوص ہے
اور کان کا لفظ مذکور نہین ہے مرد ماں گنجائش ہو جیسا کہ اپنے موقع پر ہم آئندہ انکو لکھینگے اور خانصاحب اور کی باتین
اور ناحق پرستی ظاہر کرینگے قولہ ۷ بالفرض حضرت عیسیٰ نے اگر مہد مین کلام بھی کیا ہو تو اس سے انکو بن باپ کے پیدا ہونے
پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے اگر اسوقت یہودیون کی مراد اس سے تہمت بہ نسبت حضرت مریم اور ناجائز مولود ہونے کے
نسبت حضرت عیسیٰ کے ہوتی تو ضرور حضرت عیسیٰ جواب مین اپنی اور اپنی مان کی براءت اس تہمت سے ظاہر کرتے
صفحہ ۳۷ و ۳۸) اقول بالفرض کیا فی الحقیقت اور فی نفس الامر بحکم نافذ قرآن حضرت مسیح نے مان کی گود مین کلام معجز نظام
ہدایت فرجام فرمائی جیسا کہ مذکورات ماسبق سے ناظرین تمکین کو یقین ہو گیا ہو اور صرف اس تکلم فی المہد سے کسی نے بھی اہل
علم مین سے انکو بن باپ پیدا ہونے پر استدلال نہین کی ہے بلکہ قرآن مجید کی دوسری آیات سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ بن باپ
پیدا ہوئے ہو جیسا کہ کچھ اسمین سے اوپر مذکور ہوئی ہین اور کچھ آئندہ مسطور ہونگی اور اس وجہ سے کہ یہود مردود نے حضرت مریم
سے جب یہ طعنہ کیا کہ تمہارے والدین تو بدکار نہ تھے تم نے یہ بُری چیز یعنی بن باپ لڑکا کہان سے پائی تو آپنے جو یہ جواب دیا
کہ مین خدا کا بندہ ہون یعنی وہ خدا جو جیسا کہ تمکو کلام ہے اسکو مجھ لڑکا بن باپ پیدا کرنا آسان ہے تو اس سے بھی پایا گیا کہ
آپ ضرور بن باپ ہین اور نیز یہ تکلم فی المہد جو خرق عادت ہے اسکی دلالت کی بن باپ پیدا ہونے پر اس وجہ سے
بھی کہ جو لڑکا نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اسکا تکلم فی المہد خلاف عادت ہے اور جو بدون نطفہ کے صرف خدا کے حکم سے پیدا ہوا اسکا اس پر
تکلم فی المہد بھی آسان ہے چندان تعجب نہین ہے اور سارے اہل علم متفق ہین اسپر کہ یہود مردود نے حضرت مریم پر تہمت

لگائی جو قرآن کی طرز بیان سے صاف عیان ہے جسکی بریت کے واسطے حضرت مسیح نے اپنی بخوبی تعریف فرمائی اور ثابت
کیا کہ مین جو نبی ہون کتاب نیک اعمال پسندیدہ چلن چال اپنی والدہ کا فرمانبردار ہون اور میرے آپکو کار ہون یعنی والدہ وہ
جسنے حق تعالی کی نذر مین مقبول ہو کر پرورش کی تھی کہا کہ عبادت الٰہی مین مشغول رہا پایا تو ایسی ولد اور والدہ پر تہمت
لگانی زنا جاہلون کا کام ہے جسکو بتصریح جواب نہ دیا اور محل خطاب ہے یہا انبیا زنا و جاہم کو جواب طلب ہلان باشد - خوشی
سجہد اکنایتہ جواب شافی ہی گیا کہ ایسے باتین ظاہراً و باطناً مجھسے پاک ممکن ہی نہین کبھی کر زدہ ہوا ہو مولود جائز ہون
اہل علم پر بخوبی روشن ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح والتلویح اکثر من التوضیح قولہ نفخ روح حضرت عیسے مین کچہہ
دلیل بن باپ ہونے کی نہین ہوسکتی تمام انسانونکی نسبت خدا تعالی نے نفخ روح کیا ہے جیسے سورہ تنزیل مین فرمایا ہے
خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن طِينٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ
فِيهِ مِن رُّوحِهِ پس جسطرح کہ اوس نے تمام انسانون مین اپنی روح نفخ کرتا ہے اسطرح حضرت عیسے مین بھی کی تھی
صفحہ ۳۰۳) اقول خانصاحب بہادر قرآن مجید کی تحریف لفظی ومعنوی کرتے کرتے اب بے جرأت کہ خوف خدا اور حیا دشمن ہو گئے
دیکھو اس قول مین ایک محض جھوٹ ہے جو قرآن مجید مین تحریف کر کے سند قائم کرتے ہے کیا معنی کہ چھٹی آیت سورہ سجدہ کے
ابتدا سے الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ) کو حذف کر کے خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن طِينٍ بقصد مفعول کو فعل
ماضی بنا کر اسسے کلام شروع کرتے ہے پھر ساتوین آیت جسمین نسل آدم کے منی سے پیدا کرنیکا ذکر ہو لکھکر آٹھوین آیت جسمین خاص
حضرت آدم مین نفخ روح کا ذکر بیان ہے اسکو تمام انسانون مین نفخ روح اللہ کی دلیل بنا دیا ہے اس غرض سے کہ جیسے حق تعالی
نے حضرت مسیح مین اپنی روح نفخ کی ہو اسیطرح تمام انسانون مین خدا تعالی اپنی روح نفخ کی ہو تاکہ حضرت مسیح
کو کسی طرح سے امتیاز نہ رہے اور سب آدمیونکے برابر ہو جاوے سو یہ بات محض غلط اور بالکل جھوٹ ہے کہین بھی اس امر کا ذکر
قرآن مین نہین البتہ اللہ تعالی نے حضرت آدم مین جو پہلے انسان ہی ہین اپنی روح کے نفخ کرنیکا اسی آیت مین ذکر فرمایا ہے
جیسا کہ اور جگہہ بھی حضرت آدم کی پیدائش کے قصہ مین آیا ہے فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي الآیۃ سورہ حجر
رکوع ۳) پھر یہی آیت رکوع اخیر سورہ ص مین بھی موجود جس سے ثابت ہے کہ حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و علیہ
وسلم مین حق تعالی نے اپنی روح پھونکی علی ہذا القیاس اللہ تعالی نے حضرت مریم مین بھی اپنی روح نفخ کر کے
حضرت مسیح کو پیدا کیا جیسا کہ سورہ انبیا مین فرمایا وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا

فیہا

وَابْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پر سورہ تحریم کے اخیر میں آیا ہے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا الآیۃ پس اب اہل علم ذہین ودون پر روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے کہ حضرت آدم میں
اپنی روح نفخ کر کے بن باپ پیدا کر دیا ویسا ہی حضرت مریم میں اپنی روح نفخ کر کے حضرت مسیح کو بن باپ پیدا فرما دیا
فدیتک اللّٰھم یہ تیرا کس قدر عظیم احسان اور عمیم امتنان ہے کہ تیرے مقبولوں کے دشمن جن دلیلوں سے انکے
استخفاف ظاہر کرتے ہیں یہ تیرا نہایت عاجز بندہ انہیں ادلہ کا کہ بدولت ان کے رد کر کے انکی عزت و توقیر ثابت
کر رہا ہے کہ انہی کے دین کا خدا خود حافظ ہے وکفی بہ حفیظا قولہ سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ
كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا
ثابت نہیں ہوتا مفسرین نے لکھا ہے کہ وفد نجران جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور جو حضرت عیسیٰ
کے ابن اللہ ہونے پر دلیل لائے تھے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں سو وہ خدا کے بیٹے ہیں اس دلیل کے رد کو یہ آیت نازل
ہوئی اگر یہ روایت صحیح مانی جاوے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کے
بن باپ کے پیدا ہونا تسلیم کر لیا ہو کیونکہ یہ دلیل بطور دلیل الزامی ہے اور دلیل الزامی میں اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو
مقدمہ مخالف نے بیان کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط الخ صفحہ ۳۹ اقول چونکہ ہم بہت سے ادلہ قطعیہ سے ثابت کر چکے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور اور بیشک حضرت مسیح کو بن باپ پیدا کیا قرآن مجید اور انجیل میں اسکی خبریں ہیں جن میں سے
ایک یہ آیت بھی دلیل ہے کہ اس میں ایک اچنبھا بات یعنی حضرت عیسیٰ جو بن باپ پیدا ہوئے تھے انکی تشبیہ دی
گئی ہے ساتھ بہت سی اچنبھا بات کے جو حضرت آدم میں بن ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے اور یہ دلیل الزامی نہیں ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار خبر دی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مہبط وحی اور منزل علیہ قرآن محمود
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کو تسلیم نہ فرماویں حاشا وکلا بلکہ آپ نے خود تسلیم فرمانے
سے بڑھکر سب اہل اسلام سے تسلیم کرایا ہے اور اس تسلیم کو نجات عقبیٰ کے اسباب میں ایک سبب مقرر فرمایا جیسا کہ
صحیحین میں عبادہ کی حدیث میں آیا ہے کہ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ
وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ

صاحب حصن حصین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث سنن نسائی میں بھی ہے اور محی السنۃ نے تفسیر معالم التنزیل میں بھی اسکو
اخراج کیا ہے اور مشارق الانوار میں بھی لائے ہیں اور اسکے اخیر میں لکھا ہے کہ اس عقیدہ والا بہشتوں میں داخل ہوگا خواہ
عمل اسکا کیسا ہی ہو اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ
یعنی بن باپ کے پیدا ہونیکو یقین پر دخول بہشت موقوف کیا ہے اور علیٰ ہذا القیاس تکلم فی المہد بھی حضرت مسیح کا
مان لیا ہے جیسا کہ صاحب مجمع بحار الانوار نے صحیحین وغیرہ سے حدیث صحیح نقل کی ہے کہ لم یتکلم فی المہد الا ثلثۃ
عیسیٰ وصاحب جریج وغلام کان یرضع فی حجر امہ ومر راکب الخ پھر بعد اسکے لکھا ہے کہ حدیث صحاح اور اسکے
دو شیر خوار لڑکوں کا بھی بولنا ثابت ہوا ہے پھر لکھا ہے وکذا قالوا انہ تکلم ابراہیم الخلیل وابنۃ ماشطۃ وشاہد یوسف
ویحیی ومریم علی نبینا وعلیہم السلام ومبارک الیمامۃ مین کلمہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبما مجمع البحار میں ہے
مذکور ہے بندہ شرح شفا نقل کرکے پھر زمانی شرح صحیح بخاری سے لکھا ہے کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حدیث لم یتکلم فی المہد کی فرمائی تھی اُسوقت تک دوسرے مہد میں بولنے والونکا آپکو علم نتھا یعنی بعد اسکے
دوسرونکا تکلم فی المہد بھی معلوم ہوا فقیر کہتا ہے کہ تفسیر فتح العزیز میں حضرت موسیٰ علے نبینا وعلیہ السلام کا تنور آگ
میں اپنی والدہ محترمہ سے کلام کرنا لکھا ہے چالیس دن کی عمر میں خاص تھا اور صرف حضرت عیسیٰ کے تکلم فی المہد
سے منکر تھے اور مرعو باڑہ شخصوں کا تکلم فی المہد ثابت ہو رہا کتابوں میں مسطور ہے علماء کبار کی زبان پر مذکور ہے
واللہ ہو الہادی **قولہ** بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر جگہ حضرت عیسیٰ کو ابن مریم کہا گیا اگر انکا کوئی
باپ ہوتا تو انکی ابنیت باپ کیطرف منسوب کیجاتی نہ ماں کیطرف مگر یہ دلیل نہایت بودی ہے کیونکہ جب قرآن
نازل ہوا تو حضرت عیسیٰ یہود اور نصاریٰ دونوں میں ابن مریم کے لقب سے مشہور تھے وہی لقب مشہور انکا قرآن میں بھی
بیان کیا گیا اس سے انکا بے باپ ہونا ثابت نہیں ہوتا اھ (اقول خانصاحب بہادر جیسا بہادر آدمی کو کہنا ہوگا
کہ جو چاہتے ہیں بات دل میں آتی ہے زبان سے ہانک دیتے ہیں اور بلا دلیل جھوٹے دعوے ثابت کر رہے ہیں حضرت مسیح
ابن مریم کے بولے جانے سے بن باپ کے پیدا ہونیکو بودی دلیل کہنا اوہن من بیت العنکبوت ہے جبکہ ساری عمر کا
ہی رواج تھا کہ ہر کسی کو باپ کیطرف منسوب کرتے تھے کوئی بھی آدمی ماں کیطرف منسوب نہیں ہوا
ردو تھے عورتوں میں بھی دستور تھا چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت

فی جہاں الایۃ پس برخلاف سارے محاورہ اہل عرب کے استعمال اور محاورہ کے حضرت عیسیٰ ابن مریم کیوں مشہور ہوئے جو معاذ
رہیدار بھی جواب دیگا کہ انکا باپ کوئی نہیں تھا اسلیے ماں کیطرف منسوب ہے ہو غور کرو کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح
کا نام کتیس مرتبہ آیا ہے خواہ جگہ جیسے ابن مریم اور چودہ جگہ مسیح ابن مریم اور دو جگہ ابن مریم اور ایک جگہ و آیۃ مہما
یعنی ابن مریم اور آیتہ جگہ حضرت عیسیٰ فرمایا اب ہر دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح باپنے کیا گناہ کیا تھا
جنکے نام لیتے اور حضرت مسیح کو انکی طرف منسوب کرتے حقیقت تھا کہ بیزار ہیں اور برخلاف انکی برخلاف انکو ماں
کیطرف منسوب کیا گیا پس جب یہ بات تو کوئی بھی نہیں اور قرآن سے ثابت ہو چکا کہ حضرت مسیح بن باپکے پیدا ہوئے
تو اب یہ بھی دلیل قائم ہو گئی کہ آپ ماں کیطرف ہی منسوب ہے ہو میں کہیں بھی باپکے ذکر نہیں ہوا اگر باپکا
کوئی ہوتا تو کہیں نہ کہیں باپکا ذکر آجاتا موجودہ کا ذکر ہوا ہی کرتا ہے سیدہ مریم محض کا ذکر کیونکر ہو اور خاص جناب کا تعلق ہو
کہ بروقت نزول قرآن کے یہود اور نصاریٰ میں آپ ابن مریم لقب سے مشہور تھے انہو نہایت ہی بیہودہ مسائل ہے
کیونکہ قرآن شریف وقت نزول کے پہلے بلکہ زمین آسمان ارواح سارے جہان کے پیدا ہونے سے بھی اول لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تھا
جیسا کہ سورہ بروج کے اخیر ارشاد ہے بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ اور احادیث شریفہ اور اجماع امت اور
معتقدات اہلسنت سے بھی یہ امر ثابت ہے چنانچہ تحقیق اسکی فقیر نے رسالہ ... شیاطین بر وسوسہ البراہین میں
کی علاوہ ابن مریم جو کنیت ہے انکو لقب کہنا نہایت کم علمی کی دلیل ہے پھر دو ایک اور بھی دلیل قوی قرآنی
حضرت مسیح بن باپ پیدا ہونے کی لکھی جاتی ہیں ایک یہ کہ جب آپنے بچے ہو کر جواب میں اپنی والدہ کی گود میں اپنا نبی
اور مبارک اور نماز روزہ وغیرہ ہونا بیان کیا جیسا کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے انکی حکایت فرمائی تو اسکے بعد
یہ بھی آیا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَتِي یعنی مجھکو اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا پس اس سے بخوبی ثابت
ہوا کہ حضرت مسیح کا والد کوئی بھی نہ تھا ورنہ خدا تعالیٰ آپ والد کے ساتھ بھی ... کہ والدہ کے ساتھ نیکی کا ذکر کیا اور والد کو
بھول گیا حالانکہ اسی سورہ مریم میں حضرت یحییٰ کا حال حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وَبَرًّا
بِوَالِدَيْهِ یعنی اپنے ماں باپکے ساتھ نیکوکار تھا پس حضرت عیسیٰ نے باپکے ذکر نہ آنا اور والدہ کے ساتھ ہی نیکوکار فرمانا
صریح دلیل اس امر پر ہے کہ آپ بن باپ پیدا ہوئے واللہ ہو الہادی الی سبیل الرشاد دوم یہ کہ سورہ مائدہ میں چھٹے
سیپارہ کے اخیر ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا

یاکلان الطعام الایۃ دیکھو اسجگہہ حضرت مسیح کی والدہ کو صدیقہ فرمایا ہے اور والد کا ذکر نہیں آیا اگر وہ یعنی
ہوتا تو جیسا ہمارے نبیکا ذکر کرنا چاہیے تہا چنانچہ سورہ کہف میں ہے اما الغلام فکان ابواہ مؤمنین (یعنی لڑکا پس تہے اسکے والدین ایماندار) یعنی جسکے
ماں باپ دونوں تہے تو ایسے موقع پر دونوں کا ذکر ہوتا ہے پس مسیح علیہ السلام کی صرف ماں کا ذکر فرمانا صحیح دلیل ہے
اسپر کہ انکا باپ کوئی نہیں تہا جیسا کہ ثابت من القرآن والانجیل ہے کہ اسی سورہ مائدہ میں ہے قل فمن یملک من اللہ
شیئا ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا اب اس موقع پر بہی حضرت
مسیح اور انکی والدہ شریفہ کا ہی ذکر ہے جمال اور جلال دونوں موقعوں پر والد کا مذکور نہیں ہے بلکہ سارے حالات ولادت
حیات ممات وغیرہ وغیر ذالک کسی میں بہی والد کے ذکر کا اشارہ تک بہی مذکور نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ اُنکے والد کوئی نہیں تہا
اگر ہوتا تو کہیں نہ کہیں تو ضرور ہوتا بہلا یہ ممکن ہے کہ ایسے رشید سعید فرزند کا باپ ایسی عفیفہ صدیقہ کا شوہر مبارک
کہیں صراحۃً اشارۃً مذکور نہو قولہ اول تکلم فی المہد اس امر کی نسبت سورہ آل عمران میں ہے ویکلم الناس
فی المہد وکہلا اور سورہ مائدہ میں ہے تکلم الناس فی المہد وکہلا اور سورہ مریم میں ہے قالوا کیف
نکلم من کان فی المہد صبیا ان آیتوں میں صرف لفظ مہد کا جسپر بحث ہو سکتی ہے مگر مہد سے صرف صغر سنی کا
زمانہ مراد ہو نہ وہ زمانہ جسمیں کوئی بچہ بمقتضائے قانون قدرت کلام نہیں کر سکتا صفحہ ۲۲۳) اقول ہر دانشمند کو تعین ہے
مہد تبتک لڑکے شیرخوار کی ہوتا ہے جبتک وہ پانوں یا گھٹنوں کے بل چل نہ سکے پہر جب اسکو طاقت چلنے کی خواہ کسیطرح کی
ہو حاصل ہوتی ہے تو مہد میں نہیں پڑا رہتا اس لیئے اگر ایسی حالت میں کوئی لڑکا عادۃً نا بول نہیں سکتا اور جب زبان نہ کلام کر سکتا
آجاوے تو اُسوقت کا بولنا کچہہ بہی اچنبہا نہیں ہے جسکی بابت حق تعالے کیطرف سے حضرت مریم کو بشارت ہو جیسا
کہ آل عمران میں ہے یا اسکے بعد حقتعالے اس ہونے کو اپنی عظیمے نعمتوں میں شمار کرکے حضرت مسیح پر احسان جتاوے چنانچہ سورہ مائدہ
میں ہے تو بالفرض یہ بولنا مہد کا شیرخوارگی کے ہی ابتداء کا مراد ہے جبتک لڑکا اپنی ہاتہہ پانوں سے چل پہر نہیں سکتا اور ماں اسکو
اپنی گود سے نہیں رکہتی ڈالتی ہے ان دونوں جگہوں میں موضح القرآن میں مہد کے معنی گود کے لئے گئے ہیں اور تیسری جگہہ سورہ
مریم میں تو مہد کے ساتہہ صبیا کا لفظ جو شیرخوارگی کے معنے پر نص ہے موجود ہے تو اسمیں کچہہ بہی شک نہیں ہے کہ اس مہد سے
مراد وہی زمانہ ہے جسمیں بچے کلام نہیں کر سکتے ہیں الحاصل قرآن مجید کے الفاظ شہادت دے رہے ہیں کہ حضرت مسیح نے پیدا ہوکے
بلا تعقل ہی اول اپنی والدہ ماجدہ کی تسلی کے لئے کلام فرمائی اور پہر جب یہود مردود نے انپر طعنہ کیا تو انکو آپنے

جواب دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا تا حَیًّا پس کسی نفس مین
اگر کوئی روایت لفظ تکلم فی المہد کی پائی جاوے تو ہم اسکا بھی قطعاً اعتبار نہ یقین کرتے ہین اور خلاصۃً بہادر کی
باتین جو برخلاف قرآن وحدیث اور اجماع کے برخلاف ہین رد تو ہرگز قابل پذیرائی کسی دیندار مسلمان کے نہین ہین
قولہ دوم خلق طیر پر ان حالات کا ذکر ہی جبکہ حضرت عیسیٰ بچے تھے اور بچپن کے زمانہ مین بچون کے ساتھ کھیلتے تھے اسکی نسبت
خدا نے سورہ آل عمران مین حضرت عیسیٰ کی زبان سے یون فرمایا کہ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ
الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور سورہ مائدہ مین فرمایا وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ
كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ - اقول اب اس پر بحث یہ ہے کہ کیا درحقیقت
یہ کوئی معجزہ تھا اور کیا درحقیقت قرآن مجید سے ان مٹی کے جانورون کا جاندار ہوجانا اور اڑ نکلنا ثابت ہوتا ہے تمام
مفسرین اور علماء اسلام کا جواب یہ ہے کہ ہان مگر ہمارا جواب یہ ہے کہ نہین بشرطیکہ دل ودماغ کو ان خیالات سے
جو قرآن مجید پر غور کرنے اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے سے پہلے عیسائیون کی صحیح وغلط روایات کی تقلید سے
بیٹھ گئے ہین خالی کر کے نفس قرآن پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے (ص ۲۳۵) اقول مخفی نہ رہے کہ سورہ آل عمران مین اللہ تعالیٰ نے
حضرت عیسیٰ کی بشارت اور حضرت مریم کے استعجاب کے بعد جب فرمایا کہ خدا جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ تامل ہو
ہوجاتی ہے پھر بعد اسکے حضرت مسیح کی تعریف یون کی وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَ
رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ
الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ چنانچہ ترجمہ اسکا اوپر آیۃ للعالمین کے ذیل مین لکھ چکے ہین پھر سورہ مائدہ مین اللہ تعالیٰ
نے حضرت مسیح اور مریم دونون پر اپنی نعمتین یاد دلا کے یون فرمایا اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ
نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا
وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ
الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَ

اذ تخرج الموتی باذنی اب الفاظ قرآن مجید

حکم سے اور الیاس نے حکم سے اوسنا اور اوٹھایا اور کوڑہی کو

ہیں لکہا ہے کہ ایک ایک دن میں چالیس چالیس

اور اب خفاش کی شکل مٹی سے بنا کر پھونک مارتے تو وہ اوڑ

بیمار تہا او اوسکے اولاد ہوئی دیکہو رسالہ ایک بڑہیا کی لانے

اور زیکی لکڑی پھینک کر اپنی چارپائی سر پر اوٹھا کر گہر کو چلا

جو باقی رہی اور اوسکو اولاد ہوئی چوتہا سام بن نوح

سفید نہیں ہوتا تہا اور کسی زندہ ہو کر کہا کیا قیامت آگئی

فوت ہونا چاہئے تہا اوس نے کہا اوس وقت کہ مجھے نزع کی تکلیف نہ ہو

بارہ اور روایات بینات کو خالف تہا اور بچوں کی

کرتا ہوں سو فقیر کہتا ہے کہ اگر بنا سخاطر خالف تہا

میں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ طلوع طیور وغیرہ سب کے تشکیک

اور خدا کا حکم اور روح القدس تہا اور کون کے ساتھ کیسے

اوس کی اٰہوں میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ پر اپنی غلطی تہی

اسکو خدا کے حکم سے کہتا او خدا اسکو بہی غلطی نہ ہوتی

تقلید کو سخت برا جانا اور اسکی موقع کو خالی کرتا

تو ہمیشہ تسلیم حضرت مریم کی اور بارہ برس کی عمر

جو قرآن مجید کے الفاظ کے خلاف میں اپنا یقین کرنا

اجماع ضروریات سے ہی انکار جانا مثلا انکار

ضروریات دین منکر ہوگئے اور محرمات قطعیہ کو حلال

دعوی کردیا کہ وحی رسالت تو الہام اولیا ایک ہی

اور بعضے اسکی تائید میں آیات قرآن کو کلام شیطانی

بنا لگ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی

تمت

صریح وارد ہیں کہ حضرت عیسیٰ مٹی کے جانور کی شکل بنا کر پھونک دیتے تھے تو وہ اڑ جاتے تھے لکھا ہے تا انداز ک

و اچھا کر دیتے تھے اور مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے اور غیب کی خبریں بتاتے تھے اور تفاسیر وغیرہ کتب میں

ر اندھو کو ہو ایسے ہی اچھے ہوتے تھے اور آپ نے خبر دی لوگوں کو کہ تم نے کیا کھایا تو بہت سے وہ مسلمان ہو گئے تھے

کو ساتھ اٹھا لگیا باقی اور چار شخص ایک عازر دوست کو تین روز مرنے کے بعد زندہ کیا جو مدت

پانی لیجاتے تھے آپ نے اسکے لیے خدا سے دعا مانگی وہ زندہ ہو کر چارپائی پر بیٹھ گیا اور لوگوں کے کندھوں سے

کیا اور مدت زندہ رہا جسکے اولاد ہوئی تیسرے ایک محصول لینے والے کی لڑکی کو ایکدن مرنے کے بعد زندہ کیا

ح کو آپنے زندہ کیا جسکا آدھا سر قیامت کے خوف سے سفید ہو گیا تھا حالانکہ انکے وقت میں سیاہ بال

ی آپنے فرمایا نہیں بیشک اسم اعظم کے ساتھ دعا کرکے تجھے زندہ کیا ہے خدا کے حکم سے پھر آپنے فرمایا تو

آپنے دعا کی کہ وہ بلا عذاب نزع فوت ہو گیا ذکرہ محی السنہ وغیرہ اب یہ قرآنی معجزات

یل پر حمل کرکے کہتے ہیں کہ تمام مفسر اور علماء اسلام اس خلق طیور کو معجزہ کہتے ہیں اور ہم ان کا

ہم سب روایات سے اپنے دل اور دماغ کو خالی کرکے نفس قرآن مجید پر نظر تحقیق غور کرتے

ے معجزہ تھی کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی صاحب کتاب تھے

کتنا پھرتا اور مٹی کی مورتیں بناتا تھا اور پھر دستکاری کے ذریعے یہ کھیل تھی اور پھر حق کو اتنے

ماہرین فی نفسہ ماہین کی تو پھر اذن سے جانور پیدا کر دیا اور آیا حاشا وکلا ہم کسی کو جو وضع تمسخر

بر فرمانا ہو ربنا لا اشتباہ عظیم وکلمہ ذو عقل سلیم پر اس قول کے آخر میں جو باطل اور روایات کی

ح سمجھے قرآن کی الٰہی ہو سو ہم ہی تمامین غلط روایات کی تقلید کرنی جیسا کہ خاص

ن بلکہ بعد از ان حضرت عیسیٰ کا یونسا یقین کرتے ہیں جو اسی قسم کی روایات

اور انکی تقلید کرنی بری ہے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید جو بحکم قرآن و حدیث و

غیر مقلد بنکے ہرطرح کی خاحتیں نکلیں اور یہاں تک خرابیاں پیدا ہوئیں کہ خدا کی صفات اور

بنانے لگ گئے اور قرآن و حدیث سے صریح انکار کرنے لگ گئے اور وہ بڑے غیر مقلد کسی

ے لوگ آپ کو مورد وحی الٰہی قرار دیکر قرآن میں تحریف لفظی و معنوی کرنے لگ گئے

و فرعونی بنانے لگ گئے اعاذنا اللہ سبحانہ و جمیع المسلمین عن ذلک ودعانا

علی حبیبہ و خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و ازواجہ امہات المؤمنین اللہم ارحمہم

رحمتک یا ارحم الراحمین

۱۳ سنہ ھ

اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ اب الفاظ قرآن مجید صریح واضح ہین کہ حضرت عیسیٰ مٹی سے جانور کی شکل بناکر پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگتا تھا خدا کے
حکم سے اور ایسا ہی خدا کے حکم سے اندھا اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مردہ کو زندہ کرتے تھے اور غیب کی خبرین بتاتے تھے اور تفاسیر وغیرہ کتب تواریخ
مین لکھا ہے کہ بارہا ایک ایک دن مین پچاس پچاس ہزار اندھے اور کوڑھی ایسے اچھے ہو جاتے تھے اور آپنے شرط کر لی تھی کہ جو ایمان لائے تو بعد صحت وہ مسلمان ہو جاتے تھے
اور آپ خفاش کی شکل مٹی سے بناکر پھونک مارتے تو وہ لوگون کے سامنے اڑنے لگتا تھا اور چار شخص ایک عازر آپکے دوست کو تین روز مرنے کے بعد زندہ کیا جو مدت
بیمار رہا اور اسکے اولاد ہوئی دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا جنازہ لیجاتے تھے آپنے اسکے لیے خدا سے دعا مانگی وہ زندہ ہو کر چارپائی پر بیٹھ گیا اور لوگون کے کندھے سے
اوتر کر کپڑے پہنکر اپنی چارپائی سر پر اوٹھا کر گھر کو چلا گیا اور مدت زندہ رہا جسکے اولاد ہوئی تیسرے ایک محصول لینے والے کی لڑکی کو ایکدن مرنے کے بعد زندہ کیا
جو باقی رہی اور اسکو اولاد ہوئی چوتھا سام بن نوح کو آپنے زندہ کیا جسکا آدھا سر قیامت کے خوف سے سفید ہو گیا تھا حالانکہ اسکے وقت مین کسیکا
سفید نہین ہوتا تھا اور جب زندہ ہو کر کہا کیا قیامت آگئی آپنے فرمایا نہین مینے اسم اعظم کے ساتھ دعا کرکے تجھے زندہ کیا ہے خدا کے حکم سے پھر آپنے فرمایا تو
مرنا چاہتا ہے کہا اس شرط سے کہ مجھے نزع کی تکلیف نہو آپنے دعا کی کہ وہ بلا عذاب نزع فوت ہو گیا ذکرہ محی السنہ وغیرہ اب ایسے قرآنی معجزات
باہرہ اور روایات بینات کو خانصاحب بہادر بچون کی کھیل پر حمل کرتے ہین کہ تمام مفسرین اور علماء اسلام اس خلق طیور کو معجزہ کہتے ہین اور مین انکار
کرتا ہون سو فقیر کہتا ہے کہ اگر بپاس خاطر خانصاحب بہادر ہم سب روایات سے اپنے دل اور دماغ کو خالی کرکے نفس قرآن مجید پر نظر تحقیق غور کرتے
ہین تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلق طیور وغیرہ سب کے سب بیشک معجزے ہی تھے کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی صاحب کتاب تھے
اور خدا کا علم اور روح القدس تمام عمر انکے ساتھ کھیلتا پھرتا اور مٹی کی مورتین بناتا تھا اور پھر وہ اڑ جاتے تھے اور وہ بے کھیل تھی اور پھر حق تعالیٰ نے
اس کھیل اور مورتین بنانے کو حضرت عیسیٰ پر اپنی عظمی نعمت کے شمار مین گنا ہے کہ تو میرے اذن سے جانور پیدا کرتا اور اڑاتا تھا شاید کا کھیل کو وجہ [illegible]
اسکو خدا کا حکم سے کہنا اور خدا کا اسکو اپنی عظمی نعمت سے شمار فرمانا سبحانک ھذا بہتان عظیم و کلا عقل سلیم پر اس قول کے اخیر مین خانصاحب بہادر روایات کی
تقلید کو سخت برا جانکر اسکے دل دماغ کو خالی کرنا صحیح سمجھے قرآن کی [illegible] ہے سو ہم بھی مانتے ہین کہ غلط روایات کی تقلید کرنی جیسا کہ خانصاحب
تو [illegible] مدت حمل حضرت مریم کی اور بارہ برس کی عمر مین [illegible] حضرت عیسیٰ کا [illegible] یقین کرتے ہین اس قسم کی روایات
جو قرآن مجید کے الفاظ کے برخلاف ہین [illegible] کرنا اور انکی تقلید کرنی بری ہے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید جو بحکم قرآن و حدیث و
اجماع ضروریات سے ہے انکار اجانکا [illegible] جس [illegible] نکلین اور [illegible] پیدا ہوئین کہ خانصاحب بہادر و
ضروریات دین کے منکر ہو گئے اور محرمات قطعیہ کو حلال بتانے لگ گئے اور قرآن و حدیث سے صریح انکار کرنے لگ گئے اور وہ [illegible] غیر مقلد کسی نے
دعوی کر دیا کہ وحی رسالت اور الہام اولیا ایک ہی چیز ہے اور کسی نے آپ کو مورد وحی الٰہی قرار دیکر قرآن مین تحریف لفظی معنوی کرنے لگ گئے
اور بعضے اسکی تائید مین آیات قرآن کو کلام شیطانی و فرعونی بنانے لگ گئے اعاذنا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین من ذلک [illegible]
ربنا لک [illegible] الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی حبیبہ وخیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ [illegible] امہات المؤمنین اللہم ارحمنا [illegible]

برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت

۱۳۰۱ھ